قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احيا سنة من سنتي قد اميتت بعدي كان له من الاجر [illegible]

لما دل الحديث على فضل احياء السنن النبوية التي اميتت بالجهل والطغيان، وكان من فتن هذا الزمان، سعي بعض المتشددين في اماتة السنن التي هي اصول لفروع الامام ابي حنيفة النعمان، فلنيل فضل احياء هذه السنن واطفاء الفتن، دون في مدرسة امداد العلوم هذا الكتاب الملقب بـ

# احياء السنن

(مع ترجمته الهندية على الهامش المسماة بـ)

# اطفاء الفتن

من الكتب الحديثية المقبولة مع تصحيحها وتحسينها على الاصول المتلقاة بالقبول عند علماء الرواية، ومع تقرير استنباط ما يحتاج اليه بالقواعد المقررة عند علماء الدراية،

(وهذا جزء اول منه) ثم اعتنى لطبعه الشيخ نظام الدين التاجر الكانپوري وصححه الاحقر محمد شبير علي عفي عنه التهانوي

[illegible] في مطبع امداد المطابع الواقع في تهانه بهون [illegible]

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیرا ونذیرا بین یدی الساعۃ من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فانہ لا یضر الا نفسہ ولا یضر اللہ شیئا وبعد فہذہ جملۃ من الادلۃ علی بعض الفروع من مذہب اقدم الائمۃ الاربعۃ المشہورین المجتہدین فی الدین ابی حنیفۃ النعمان رضی اللہ تعالی عنہ وعنہم وعن اتباعہم اجمعین مست الحاجۃ الیہا فی ہذا الزمان حیث اطال الطاعنون السنتہم فیہ فلم یبق للسکوت مساغ وقد کنت سودت من قبل بسنین بعض ذلک فی جمیع الابواب الفقہیۃ وسمیتہ باحیاء السنن[1] لکنہ قد ضاع عنی والحمد للہ علی کل حال ثم بعد برہۃ من الزمان عدت فی کتابۃ بعضہ علی منہج غیر المنہج السابق وسمیتہ بجامع الآثار[2] وقد شاع بحمد اللہ تعالی لکنہ لم یتجاوز ابواب الصلوۃ ولم یتیسر لی اسباب تکمیلہ وتتمیمہ الی ان من اللہ تعالی علی الآن حیث وفقنی للعود الیہ باشارۃ اخی وحبیبی الجامع للکمالات العلمیۃ والعملیۃ والاحوال السنیۃ السید احمد حسن السنبھلی[3] بارک اللہ فی یومہ وغدہ وشارکنی فی ہذا الخطب اعانتی علیہ بحیث یصح ان یقال انہ ہو العامل وانا المعین وغیرت منہجہ عن منہج الجامع الی المنہج السابق لکونہ سہلا خالیا عن التعب مراعیا فیہ ترتیب الہدایۃ ولم اکتف فی ہذہ النوبۃ علی المسائل الاختلافیۃ المقصودۃ بالجمع بل ضممت الیہا البعض الفروع المتفق علیہا ولو قلیلا لفوائد مخصوصۃ ولما کان ہذا مشاکلا للتسوید احیاء السنن رایت ان اسمیہ بذلک الاسم القدیم لیکون ایضا احیاء للدارس الرمیم واللہ الموفق لاتمام کل امر عظیم وخطب جسیم وعلقت علیہ تعلیقا موضحا لمعانی الاحادیث وباحثا عن اسانیدہا وسمیتہ بالتوضیح الحسن علی احیاء السنن ثم اعلم انی قد کنت رایت ہذا الکتاب لکتابہ الجدید حرفا حرفا بعد ان الفہ المشیر المذکور وغیرت مواضع منہ حیث وجدت الحاجۃ الیہ ثم بدا لی ان انظر فیہ ثانیا وغیر ما یحتاج الی التغییر لما وسع اللہ تعالی فی نظرہ ووفقنا لتحقیق کلام رسولہ فاصلح مواضع کثیرۃ مما کتبت قبل وقد راجع الی فیما اشتغل علیہ الامر من ہذہ المواضع وقد میز کلامی من کلامہ فی ہذہ المرۃ مما بلغہ منی فی المشافہۃ لفظا او معنی بنحو قالہ شیخی وافادہ شیخی ولا یخفی ما فیہ من حسن الاحتیاط ورفع الاشتباہ وللہ الحمد وکان الشروع فی ذلک للجمعۃ الاخیرۃ من رمضان المبارک سنۃ ۱۳۳۱ھ من الہجرۃ النبویۃ علی صاحبہا الف الف سلام وتحیۃ نمقہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی

اشرف علی التھانوی غفرلہ ذنبہ الخفی والجلی

[1] ولکن قد وقع فیہ وفی تعلیقہ التسامح فی باب الاستفادۃ حتی ادخل فیہ بعض الموضوعات فاعلم ذلک ۱۲ احمد حسن عفی عنہ

[2] قولہ سنبھلی ہو من مضافات مراد آباد فی روہیلکھنڈ ۱۲ منہ ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**ترجمہ احیاء السنن**

بعد الحمد والصلوۃ احیاء السنن میں احادیث دلائل حنفیہ کی جمع کی گئی ہیں چونکہ عربی میں تھی اور اسکے مضمون کی خصوصیت اس کو مقتضی تھی کہ اُس کا نفع عام کو پہونچے اس لئے اُس کا ترجمہ کرنا اردو میں مناسب معلوم ہوا اس رسالہ میں عربی کے حواشی بھی ہیں چونکہ وہ مضامین عام فہم نہ تھے اسلئے اُن کا ترجمہ بالاستیعاب نہیں کیا گیا کہیں کہیں جو مضمون بہت ہی ضروری تھا صرف اُسکا ترجمہ کر دیا گیا جس کے شروع میں امتیاز کے لئے لفظ تنقیح بڑھا دیا گیا چونکہ نیت اصل رسالہ میں اور ترجمہ میں خاص خاص احادیث کا اظہار اور حضرات ائمہ حنفیہ کی شان میں بدگمانی وبدزبانی کرنے والوں کے فتنہ کا انسداد ہے اسلئے اصل کا نام احیاء السنن اور ترجمہ کا نام **اطفاء الفتن** رکھا گیا

# كتاب الطهارة

## ابواب الوضوء

### باب

قال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا اذا قمتم الى الصلوة فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق وامسحوا برؤسكم وارجلكم الى الكعبين -

حدثنا عبد العزيز بن عبد الله الاويسى قال حدثنى ابراهيم بن سعد عن ابن شهاب ان عطاء بن يزيد اخبره ان حمران مولى عثمان اخبره انه راى عثمان بن عفان دعا باناء فافرغ على كفيه ثلث مرار فغسلهما ثم ادخل يمينه فى الاناء فمضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلثا ويديه الى المرفقين ثلاث مرار ثم مسح براسه ثم غسل رجليه ثلاث مرار الى الكعبين ثم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ نحو وضوئى هذا ثم صلى ركعتين لا يحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه رواه البخارى[١] وفى رواية لابى داؤد[٢] وقد سكت عنها عن ابى علقمة ان عثمان دعا بماء فتوضأ فافرغ بيده اليمنى على اليسرى ثم غسلهما الى الكوعين الحديث وفى التلخيص الحبير[٣] ابو داود وفى حديث عثمان المشهور ثم ساقه وروى الترمذى[٤] وقال حسن صحيح عن الربيع بنت معوذ بن عفراء انها رأت النبى يتوضأ قالت مسح رأسه ومسح ما اقبل منه وما ادبر وصدغيه[٥] واذنيه مرة واحدة اهـ ؛

باب صفة الوضوء وفضله قوله الى المرفقين قال المؤلف[٦] ملخصا عن غنية المستملى (ص ١٦ و ١٧ مطبوعه فخر المطابع لكهنو) ان المرفقين والكعبين يدخلان فى الغسل خلافا لزفر وداود الظاهرى واخذا بالمتيقن لان ما بعد الى قد يكون داخلا فى ما قبلها وقد لا يكون قال الزمخشرى الى تفيد معنى الغاية مطلقا فاما دخولها فى الحكم وخروجها فامر يدور مع الدليل اهـ ولنا اجماع الامة على دخولهما كما قال فى البحر الرائق والحق ان شيئا مما ذكره لا يدل على

[١] بخارى شريف مصطفائى جلد اول صفحه ٢٨ ١٢ مؤلف
[٢] ج ١ ص ٢١ ١٢ مؤلف
[٣] ج ١ ص ٢٨ ١٢ مؤلف
[٤] ج ١ ص ٥ ١٢ مؤلف
[٥] قوله قال المؤلف
[٦] ... ذلك ...

---

**باب وضو کی کیفیت اور فضیلت کے بیان میں**

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو جب تم نماز کیلئے اٹھو تو اپنے مونہوں کو دھولیا کرو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور اپنے سروں پر (تر) ہاتھ پھیر کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک (دھویا کرو) حدیث حمران آزاد کردہ عثمان رضی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رض کو دیکھا کہ انہوں نے ایک برتن منگایا (جس میں پانی تھا) پھر اپنی ہتھیلیوں پر (پانی) ڈالا پھر ان کو دھویا پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن میں داخل کیا (اور پانی لیا) پھر کلی کی اور ناک صاف کی پھر اپنا مونھ تین بار دھویا اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں تک تین مرتبہ (دھویا) پھر اپنے سر پر مسح فرمایا پھر اپنے پیروں کو تین مرتبہ ٹخنوں تک دھویا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے جن میں اپنے جی سے باتیں نہ کرے تو اسکے سب گذشتہ گناہ (صغائر) معاف کر دیئے جاتے ہیں روایت کیا اسکو بخاری نے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں جسکی سند پر سکوت کیا ہے ابو علقمہ روایت کرتے ہیں کہ عثمان رض نے پانی منگایا پھر وضو کیا اسطور پر کہ (اول) اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر (پانی) ڈالا پھر دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک دھویا اور ترمذی کی ایک روایت میں جسکو انہوں نے حسن صحیح کہا ہے ربیع بیٹی معوذ بن عفراء کی روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا کہتی ہیں کہ آپ نے اپنے سر کا اگلا اور پیچھے دونوں حصہ سر اور دونوں کنپٹیوں اور دونوں کانوں پر مسح کیا اور مسح ایک ہی مرتبہ کیا

بیان ... ترجمہ ... صاحب ... (حاشیہ)

الافتراض فالاولی الاستدلال بالاجماع علی فرضیتہما قال الامام الشافعیؒ فی الأم لانعلم مخالفا فی ایجاب دخول المرفقین فی الوضوء وہذا منہ حکایۃ للاجماع قال فی فتح الباری بعد نقلہ عنہ فعلی ہذا فزفر محجوج بالاجماع قبلہ وکذا من قال ذلک من اہل الظاہر بعدہ ولم یثبت ذلک عن مالکؒ صریحا وانما حکی عنہ اشہب کلاما محتملا وحکم الکعبین کالمرفقین انتہی (ص۲۳۱ و۲۴۱ ج ا مطبوع مصر) وفی المنتقی عن ابی ہریرۃ انہ توضأ فغسل وجہہ فاسبغ الوضوء ثم غسل یدہ الیمنی حتی اشرع فی العضد ثم غسل یدہ الیسری حتی اشرع فی العضد ثم مسح رأسہ ثم غسل رجلہ الیمنی حتی اشرع فی الساق ثم غسل رجلہ الیسری حتی اشرع فی الساق ثم قال ہکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتوضأ وقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتم الغر المحجلون یوم القیمۃ من اسباغ الوضوء فمن استطاع منکم فلیطل غرتہ وتحجیلہ رواہ مسلم وفی نیل الاوطار شرح المنتقی قال المصنفؒ وہو حجۃ فی وجوب غسل المرفقین (قلت وکذا وجوب غسل الکعبین ۱۲ مؤلف) لان نص الکتاب یحتملہ وہو مجمل فیہ وفعلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان لمجمل الکتاب ومجاوزتہ للمرفق لیس فی محل الاجمال لیجب بذلک انتہی (ص۱۴۱ ج۱) وفی العزیزی (ج ۳ ص۱۲۱) کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا توضأ ادار الماء علی مرفقیہ رواہ الدارقطنی عن جابرؓ قال الشیخ حدیث حسن لغیرہ اھ ثم اعلم انہم قد اجمعوا علی ان مسح الرجلین فی الوضوء لایجزی عن الغسل وقد ورد فیہ ما یدل علی الاجزاء فلنذکرہ ثم نجیب عنہ ففی کنز العمال (ج ۵ ص ۱۰۳) عن عباد بن تمیم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توضأ ومسح بالماء علی لحیتہ ورجلیہ رواہ ابن ابی شیبۃ والامام احمد والبخاری فی تاریخہ والعدنی والبغوی والباوردی والطبرانی فی الکبیر وابونعیم قال فی الاصابۃ رجالہ ثقات اھ قلت قال فی مجمع الزوائد (ص ۹۵ ج ۱) بعد عزوہ الی الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون اھ وفی سنن الدارقطنی (ص ۳۵ ج ۱) حدثنا الحسین بن اسمعیل نا یوسف بن موسی نا ہشام بن عبدالملک والحجاج بن المنہال واللفظ لابی الولید قالا نا ہمام نا اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ عن علی بن یحیی بن خلاد عن ابیہ عن عمہ رفاعۃ بن رافع قال کان رفاعۃ ومالک بن رافع اخوین من اہل بدر قال بینما نحن جلوس عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس ونحن حولہ اذ دخل رجل فاستقبل القبلۃ فصلی فلما قضی الصلوۃ جاء فسلم علی رسول اللہ وعلی القوم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیک ارجع فصل فانک لم تصل فجعل الرجل یصلی ونحن نرمق صلاتہ لا ندری ما یعیب منہا فلما صلی جاء فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی القوم فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیک ارجع فصل فانک لم تصل قال ہمام فلا ادری

امره بذلك مرتين او ثلثا فقال الرجل ما الوت فلا ادري ما عبت علي من صلوتي فقال رسول الله انها لا تتم صلوة احدكم حتى يسبغ الوضوء كما امره الله فيغسل وجهه ويديه الى المرفقين ويمسح برأسه ورجليه الى الكعبين ثم يكبر الله و يثني عليه ثم يقرأ ام القرآن وما اذن له فيه وتيسر ثم يكبر فيركع ويضع كفيه على ركبتيه حتى تطمئن مفاصله وتسترخي ويقول سمع الله لمن حمده ويستوي قائما حتى يقيم صلبه ويأخذ كل عظم مأخذه ثم يكبر فيسجد فيمكن وجهه قال همام وربما قال جبهته في الارض حتى تطمئن مفاصله وتسترخي ثم يكبر فيستوي قاعدا على مقعدته ويقيم صلبه فوصف الصلوة هكذا اربع ركعات حتى فرغ ثم قال لا تتم صلوة احدكم حتى يفعل ذلك اه وفي التعليق المغني هشام بن عبد الملك رح هو ابو الوليد الطيالسي ثقة حافظ امام وهمام هو ابن يحيى ثقة وباقي رواته ايضا ثقات اه وفي الترغيب للحافظ المنذري (ج ا ص ۴۴ نظامي دهلي) عن رفاعة بن رافع رض انه كان جالسا عند النبي صلعم فقال انها لا تتم صلوة لاحد حتى يسبغ الوضوء كما امره الله تعالى يغسل وجهه ويديه الى المرفقين ويمسح برأسه ورجليه الى الكعبين رواه ابن ماجه باسناد جيد اه وعن حمران رح قال رأيت عثمان رض دعا بماء فغسل كفيه ثلثا ومضمض واستنشق وغسل وجهه ثلثا وذراعيه ثلثا ومسح برأسه وظهر قدميه ثم ضحك فقال الا تسئلوني ما اضحكني قلنا ما اضحكك يا امير المؤمنين قال اضحكني ان العبد اذا غسل وجهه حط الله عنه كل خطيئة اصابها بوجهه فاذا غسل ذراعيه كذلك واذا مسح رأسه كذلك واذا طهر قدميه كذلك رواه الامام احمد والبزار وابو يعلى وفي الحلية وصحح كذا في كنز العمال (ص ۱۰۶ ج ۵) والقراءة بالجر في قوله تعالى وارجلكم متواترة فهذا ما يثبت من القرآن والاحاديث وتفصيل المذاهب فيها ما في نيل الاوطار (ج ا ص ۱۶۳) قال النووي اختلف الناس على مذاهب فذهب جميع الفقهاء من اهل الفتوى في الاعصار والامصار الى ان الواجب غسل القدمين مع الكعبين ولا يجزي مسحهما ولا يجب المسح مع الغسل ولم يثبت خلاف هذا عن احد يعتد به في الاجماع قال الحافظ في الفتح ولم يثبت عن احد من الصحابة خلاف ذلك الا عن علي رض وابن عباس رض وانس رض وقد ثبت عنهم الرجوع عن ذلك قال عبد الرحمن بن ابي ليلى اجمع اصحاب رسول الله صلعم على غسل القدمين رواه سعيد بن منصور وادعى الطحاوي وابن حزم ان المسح منسوخ وقالت الامامية الواجب مسحهما وقال الامام المفسر المحدث الزاهد محمد رح بن جرير الطبري والجبائي والحسن رح البصري انه مخير بين الغسل والمسح اه والجواب عن الاحاديث عندي ممكن من وجهين الاجماع على خلافه وهو امارة النسخ وكون روايات الغسل متواترة بخلاف روايات المسح وهذا على ما قال في النيل (ص ۱۶۴ ج ۱) وما ادري بما ذا يجيبون

## باب

عن المغيرة بن شعبة في حديث طويل في وضوء النبي صلى الله عليه وسلم وفيه ومسح بناصيته وعلى العمامة وعلى خفيه رواه مسلم ورواه النسائي بلفظ توضأ فمسح ناصيته

(اي القائلون بالمسح) عن الاحاديث المتواترة اه وفيه ايضًا فلم يأنوا مع مخالفتهم للكتاب والسنة المتواترة قولا وفعلًا بحجة نيرة اه قلت ولكن لهم ان يقولوا لا نسلم التعارض ونجوز الغسل والمسح كليهما كما جوز ذلك الطبري فالجواب عنه على ما افاده شيخي بان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رأى رجلا لم يغسل عقبه فقال ويل للاعقاب من النار كما رواه مسلم (ج ا ص ١٢٥) ولم يتحقق انه لم يمر اليد المبلولة على ذلك الموضع وعدم الغسل لا يستلزم عدم امرار اليد مع ذلك ورد الوعيد فثبت عدم تجويز كفاية المسح على الرجلين فيقدم هذا المحرم على ذلك المبيح والله اعلم واما ما قال العلامة المحقق في الجوهر النقي (ج ا ص ١٨) قلت في الاستدلال بها نظر فان من يرى مسحهما قد يفرض فيه جميعهما وظاهر الآية يدل على ذلك وهو قوله تعالى وارجلكم الى الكعبين فالوعيد لها ترتب على ترك تعميم المسح ويدل على ذلك رواية مسلم فانتهى اليهم واعقابهم تلوح لم يمسها الماء فتبين بذلك ان العقب محل التطهير فلا يكتفي بما دونه فليس الوعيد على المسح بل على ترك التعميم كما مر اه فهذا ضعيف لان اللفظ الآخر في هذه الرواية في صحيح مسلم (ص ١٢٥ ج ا) فجعلنا نمسح على ارجلنا فنادى ويل للاعقاب من النار اه فان قيل انكر عليهم الجمع بين الغسل والمسح دون مسح الاعقاب والرجلين فقط قلنا الغسل يقوم مقام المسح على ما قالوا فلا ينكر الجمع والله تعالى اعلم والجواب عن القراءة بالجر مذكور في الكتب المتداولة فلا نشتغل به فافهم وحقق والله الهادي

**باب كفاية مسح ربع الرأس** قوله بناصيته قال المؤلف الناصية مقدم الرأس وهو قدر ربعه كما سيأتي عن البحر وجه الاستدلال بالآية المذكورة (في صدر الكتاب ١٢ مؤلف) على ما في البحر ان الباء للالصاق والفعل الذي هو المسح قد تعدى الى الآلة وهي اليد لان الباء اذا دخلت في الآلة تعدى الفعل الى كل المسوح كمسحت رأس اليتيم بيدي او على المحل تعدى الفعل الى الآلة والتقدير وامسحوا ايديكم برؤسكم فيقتضي استيعاب اليد دون الرأس واستيعابها ملصقة بالرأس لا تستغرق غالبًا سوى ربعه فتعين مرادًا من الآية وهو المطلوب والاستيعاب في التيمم لم يكن بالآية بل بالسنة كما صرح به في البدائع وغيره اه (ج ا ص ١٥ مطبوع مصر) قال المؤلف

[illegible]

(حاشیہ:) مسح الراس

**باب چوتھائی سر کے مسح کے کافی ہونے کا**

حدیث حضرت مغیرة بن شعبہ رض سے ایک حدیث طویل میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بارے میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے ناصیہ (یعنی سر کے اگلے حصہ) کا مسح فرمایا اور عمامہ پر بھی اور اپنے (چرمی) موزوں پر بھی روایت کیا اسکو مسلم نے۔ تقریر یہ ناصیہ یعنی اگلا حصہ سر کا بقدر چوتھائی سر کے ہوتا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ پورے ناصیہ کا مسح فرمایا ورنہ پھر عبارت قرآنیہ کے بدلنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ بلکہ یوں لکھدیا جاتا کہ سر کا مسح کیا جب لفظ سر کو چھوڑ کر لفظ ناصیہ اختیار کیا معلوم ہوا کہ تمام ناصیہ مراد ہے اور اس سے کم کہیں منقول نہیں اس لیئے چوتھائی سے کم کو ہم نے جائز نہیں کہا اور حدیث میں جو مسح عمامہ کا ذکر ہے تو امام محمد رح نے مؤطا میں فرمایا ہے کہ ہم کو یہ روایت پہونچی ہے کہ مسح علے العمامہ اول تھا پھر متروک (منسوخ) ہو گیا

وعمامته وعلى الخفين وسكت عنه وسنده سند مسلم في هذا الحديث بلفظ آخر الا شيخ النسائي وهو من رجال الجماعة ثقة حافظ كما في التقريب وقد رواه الترمذي بسند مسلم ولفظه انه مسح على ناصيته وعمامته ورواه ابوداؤد بسند رجاله رجال مسلم في هذا الحديث الا مسددًا وهو من رجال الصحيح ثقة حافظ ولفظه كان يمسح على الخفين وعلى ناصيته

---

كذا قال صاحب البحر واما الاستدلال بالحديث فله وجهان الاول بالباء الداخلة على المحل كما في الآية والثاني بلفظ الناصية لانه مقدم الرأس وهو قدر ربعه كما مر والمتبادر من الحديث مسح جميع الناصية كما يشهد به الذوق اللساني والا لما احتيج الى تغيير العبارة القرآنية بل كان الاقرب ان يقول مسح براسه فلما ترك لفظ الراس وآثر لفظ الناصية كان الظاهر جميع الناصية ولم ينقل اقل منه فلم نقل بجوازه وما روي من مسح جميعه فمحمول على السنة والكمال واما احاديث الاطلاق والاجمال في الآية فلا مدخل له في اصل المقصود لانه لما كانت مواظبته عليه السلام بلا تركه احيانًا دليلًا مستقلا على الوجوب على ما حققه صاحب الهداية في مواضع اذا لم يقتض عدم الوجوب دليل مستقل معارض كالتصريح بعدم الوجوب في نص او كون الفعل غير مقصود ونحوه ولم ينقص عليه السلام من الربع قط ثبتت المواظبة في قدر الربع تواترًا كذا قال الشيخ سلمه الله تعالى والله تعالى اعلم ودلالة بقية احاديث الباب عليه ظاهرة وما في الحديث من المسح على العمامة فقال محمد رحمه الله في موطاه بلغنا ان المسح على العمامة كان فترك (ص ٧٠ مطبوع مصطفائي) وفي فتح الباري (ج ١ ص ٢٦٧) وقد اختلف السلف في معنى المسح على العمامة فقيل انه كمل عليها بعد مسح الناصية وقد تقدمت رواية مسلم بما يدل على ذلك والى عدم الاقتصار على المسح عليها ذهب الجمهور وقال الخطابي فرض الله مسح الرأس والحديث في مسح العمامة محتمل للتاويل فلا يترك المتيقن للمحتمل اھ قلت رواية مسلم ذكرها بلفظ فمسح بناصيته وعلى عمامته وعلى الخفين اھ (ص ٢٦٥ ج ١) وقال الشيخ ابن القيم في حاشيته على ابي داود قال ابن المنذر ومسح على العمامة لثبوت ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم وعن ابي بكر وعمر رضي الله عنهما وقال الجوزجاني روى المسح على العمامة عن النبي صلى الله عليه وسلم سلمان الفارسي وثوبان وابو امامة وانس بن مالك والمغيرة بن شعبة وابو موسى وفعله خليفة الراشد ابوبكر الصديق رضي الله عنه وقال عمر بن الخطاب من لم يطهره المسح على العمامة فلا طهره الله قال والمسح على العمامة سنة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ماضية مشهورة عند ذوي القناعة من اهل العلم في الامصار اھ

---

صحت فی تحریر: ۱۵ ۱۲ سطر | فانحی الاطلاق | والاجمال فی الآیۃ | واماحدیث الاطلاق | الآثار (ص ۹۸) | یہ دفی قرابع | ص ۲۲ ۷ | بوت سطح | ن ۱۲ سطر | ص ۱۵ | بخاری ۱۲ | ص ۱۹۰ | ملح

الله البالغة بل تواتر عنه صلی الله علیه وسلم ولنطابق علیها الامة ان یغسل یدیه قبل ادخالهما الاناء ویتمضمض ویستنثر ویستنشق فیغسل وجهه فذراعیه الی المرفقین فیمسح براسه فیغسل رجلیه الی الکعبین ۲ اھ عفی عنه

عن انس بن مالك رض قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ وعليه عمامة قطرية فادخل يده من تحت العمامة فمسح مقدم راسه ولم ينقض العمامة رواه ابوداؤد وسكت عنه فهو صالح عنده على قاعدته وفى غاية المقصود[ل] سكت عنه ابوداؤد ثم المنذرى فى تلخيصه وفى النيل[م] قال الحافظ فى اسناده

(ص ١٦٩ و ١٧٠ ج ١) قلت لم اقدر على الجواب الصحيح المحقق عنه وما انا من المتكلفين فمن ظفر به فليطلعنا وما نقل فى فتح البارى من معنى المسح لا يمكن ان يراد فى الاحاديث القولية فمنها ما رواه ابوداود (ص ١٤٣ ج ١ مع غاية المقصود) وسكت عنه هو والمنذرى (ص ٩٥ ج ١ مع غاية المقصود) عن ثوبان قال بعث رسول الله سرية فاصابهم البرد فلما قدموا على رسول الله امرهم ان يمسحوا على العصائب والتساخين اه وفى بلوغ المرام (ص ١١ ج ١) رواه احمد وابوداود وصححه الحاكم ومنها ما رواه الامام احمد فى مسنده (ج ٦ ص ١٢) ثنا عبد الرزاق ثنا محمد بن راشد اخبرنى مكحول ان نعيم بن خمار اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال امسحوا على الخفين والخمار اه وعبد الرزاق من رجال الجماعة ومحمد بن راشد مختلف فيه وقد وثقه كثير ومكحول من رجال الجماعة غير البخارى ونعيم هذا نعيم بن همار ويقال ابن هبار ويقال هدار ويقال خمار ويقال حمار الغطفانى الشامى صحابى وكل ذلك من تهذيب التهذيب والجواب عن الاول انه محمول على العذر حيث يخاف من الغسل فيجوز المسح على حائل وفى الزيلعى (ص ٨٦ ج ١) بعد نقل هذا الحديث قال احمد لا ينبغى ان يكون راشد سمع من ثوبان لانه مات قديما وفى هذا القول نظر فانهم قالوا ان راشدا شهد مع معاوية رض صفين وثوبان مات سنة اربع وخمسين ومات راشد سنة ثمانى ومائة ووثقه ابن معين وابوحاتم والعجلى ويعقوب بن شيبة والنسائى وخالفهم ابن حزم فضعفه والحق معهم والعصائب العمائم والتساخين الخفاف اه والجواب عن الثانى لا اقدر عليه وما انا من المتكلفين

**قوله** عن انس الخ قال المؤلف ودلالة هذين الحديثين واثر ابن عمر رض على الباب ظاهرة.

**باب** افتراض ايصال الماء الى منابت اللحية الخفيفة وافتراض غسل ظاهر اللحية الكثيفة لم يرد فيهما حديث صريح ولكن يؤخذ وجوب ايصال الماء الى بشرة اللحية الخفيفة من

حدیث حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ اُنہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے سر مبارک پر قطری عمامہ تھا آپنے مسح فرماتے وقت عمامہ کے نیچے ہاتھ داخل کرکے سر کے اگلے حصے کا مسح کیا اور عمامہ سر مبارک سے الگ نہیں کیا۔ ابوداؤد نے اسکو روایت کیا ہے اور اسکی سند سے سکوت کیا ہے۔

حدیث المسح علی العمامۃ لا تدل علی الاجتزاء بہ وحدہ

ل ابوداؤد جس حدیث کی سند سے سکوت کرتے ہیں وہ اُنکے نزدیک قابل التسلیم ہوتی ہے ١٢ منہ م ص ٢٥ ج ١ - مؤلف م ص ١٥٢ ج ١ - مؤلف ٥ ہذا زائد علی ابواب المنن لعدم ورود حدیث صریح فیہ ١٢ منہ

نظر انتهى وذلك لان ابا معقل الراوي عن انس مجهول وبقية اسناده رجال الصحيح اھ قلت قال الحافظ في الفتح بعد نقل المرسل الذي نقلته بعد هذا المرفوع بلفظ فحسر العمامة عن رأسه ومسح مقدم رأسه ما نصه وهو مرسل لكنه اعتضد بمجيئه من وجه آخر موصولا اخرجه ابو داود من حديث انس وفي اسناده ابو معقل لا يعرف حاله فقد اعتضد كل من المرسل والموصول بالآخر وحصلت القوة من الصورة المجموعة وفيه ايضا وفي الباب ايضا عن عثمان في صفة الوضوء قال ومسح مقدم رأسه اخرجه سعيد بن منصور وفيه خالد

قوله تعالى فاغسلوا وجوهكم لتنفاء المواجهة بها وعدم عسر غسلها ولو خذ وجوب غسل ظاهر الكثيفة مما قد ذكر في شرح الاحياء ما نصه واما الكثيفة منها فلا يجب الا غسل ظاهرها فقط كما روي انه صلى الله عليه وسلم توضأ فغرف غرفة فغسل بها وجهه (هذا جزء من حديث البخاري نقل بقدر الضرورة وتمام الحديث في المنيل ص ۱۳۴ ج ا مؤلف) ولا يبلغ ماء الغرفة الواحدة اصول الشعر مع الكثافة (عادة ۱۲ مؤلف) والمعنى فيه عسر ايصال الماء الى المنابت مع الكثافة الغير النادرة (قال الرافعي رح ويستثنى من اللحية الكثيفة اذا خرجت للمرأة لحية كثيفة فيجب ايصال الماء الى منابتها لان اصل اللحية لها نادر فكيف تصفه بالكثافة وكذلك لحية الخنثى المشكل اذا لم نجعل نبات اللحية عن بدل الاشكال اھ ج ۲ ص ۳۵۸ كذا قال العلامة المحدث السيد مرتضى الزبيدي الحنفي نور الله مرقده في شرح الاحياء ثم قال بعد اسطر ويوافقه سياق ما في كتب اصحابنا حيث قالوا يجب غسل ظاهر اللحية الكثة في اصح ما يفتى به لانها قامت مقام البشرة فتحول الفرض اليها (كما قام مسح شعر الرأس مقام جلدة الرأس فاخذ حكمه ۱۲ مؤلف) وما قيل غير ذلك من الاكتفاء بثلثها او ربعها او مسح كلها او غيره متروك انتهى (ج ۲ ص ۳۵۸) قال المؤلف وهذا الحكم المذكور انما هو فيما يدخل تحت المواجهة اي ما يكون في دائرة الوجه لا كلها واما المسترسلة تحت الذقن فخارجة عن الحكم المذكور كذا في الكتب الفقهية ومن قال بمسح ربع اللحية قياسا على الرأس فهو قياس مع الفارق فان الرأس لو لا عليه الشعر يفرض مسح ربعه بخلاف الوجه فانه لو لم يكن عليه الشعر يفرض غسل جميعه فكيف يقاس احدهما على الآخر ثم اعلم ان ما ذكرناه

[1] ج ا ص ۲۵۳ مؤلف

بن یزید بن ابی مالک مختلف فیہ وصح عن ابن عمرؓ الاکتفاء بمسح بعض الرأس قالہ ابن المنذر وغیرہ ولم یصح عن احد من الصحابۃ انکار ذلک قالہ ابن حزم وھذا کلہ مما یقوی بہ المرسل المتقدم ذکرہ اھ

عن ابن عمرؓ انہ کان اذا مسح رأسہ رفع القلنسوۃ ومسح مقدم رأسہ رواہ الدارقطنی[1] وفی التعلیق المغنی سندہ صحیح۔

حدیث حضرت ابن عمرؓ جب مسح سر کرنا چاہتے تو ٹوپی اتار کر سر کے اگلے حصہ کا مسح کرتے تھے اسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور تعلیق المغنی میں اسکی سند کا صحیح ہونا مذکور ہے۔

ھو الاحوط وفی المذھب روایات اخری مذکورۃ فی کتب الفقہ کذا افادہ الشیخ وفی السعایۃ ذکر الخطیب الشربینی فی الاقناع انہ خرج بالرجل المرأۃ فیجب غسل کل منہا ظاھرا وباطنا وان کثف لندرتہ کثافتہا ومثلہا الخنثی انتھی وقواعد اصحابنا لا تاباہ (ج ا ص ١٠٠ مطبوع علوی ١٢ مؤلف) واما ما فی کنز العمال (ج ٥ ص ١٠٢) عن عباد بن تمیم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ومسح بالماء علی لحیتہ ورجلیہ رواہ ابن ابی شیبۃ والامام احمد والبخاری فی تاریخہ والعدنی والبغوی والباوردی والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم قال فی الاصابۃ رجالہ ثقات وقال فی مجمع الزوائد (ص ٩٥ ج ١) بعد عزوہ الی الطبرانی فی الکبیر رجالہ موثقون اھ وفیہ ایضا (ج ١ ص ٢٣٩) عن حمران بن ابان قال رأیت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان دعا بوضوء وھو علی باب المسجد فغسل یدیہ ثم مضمض واستنشق ثم غسل وجہہ ثلاثا ثم غسل یدیہ الی المرفقین ثلاث مرات ثم مسح برأسہ ثم امر بیدیہ علی ظاھر اذنیہ ثم امرھما علی لحیتہ ثم غسل رجلیہ الی الکعبین ثلاث مرات ثم قام فرکع رکعتین ثم قال توضأت لکم کما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم رکعت رکعتین کما رأیتہ رکع قال ثم قال رسول اللہ حین فرغ من وضوئہ من توضأ کما توضأت ثم رکع رکعتین لا یحدث فیہما نفسہ غفر لہ ما بینہما وبین صلاتہ بالامس قلت رواہ احمد وھو فی الصحیح باختصار ورجالہ موثقون اھ قلت ورواہ الدارقطنی (ص ٣١ ج ١) بلفظ قال (عثمان) ھلموا اتوضأ لکم وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فغسل وجہہ ویدیہ الی المرفقین حتی مس اطراف العضدین ثم مسح برأسہ ثم امر بیدیہ علی اذنیہ ولحیتہ ثم غسل رجلیہ اھ وفی التعلیق المغنی (حاشیۃ الدارقطنی) قال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری اسنادہ حسن اھ فلا یستدل بہا علی مسح اللحیۃ عند غسل الوجہ وھو المبحوث عنہ فی المقام لان الا...

[1] ص ٣٠ ج ١ مؤلف

اخبرنا مسلم عن ابن جریج عن عطاء ان رسول الله صلی الله علیه وسلم توضأ فحسر العمامة ومسح مقدم راسه او قال ناصیته بالماء رواه الامام الشافعی فی مسنده[۱]

لم یفصل فیه الوضوء ویحتمل ان یکون ذلک المسح عند مسح الاذنین کما فی حدیث عثمان رض ویکون ذلک او باستقلالا وحدیث عثمان رض فیه تصریح بان ذلک المسح کان عند مسح الاذنین فلا یستدل بها علی المطلوب هکذا قاله الشیخ والله تعالی اعلم (فائدة) فی التلخیص الحبیر (ص ۲۰ ج ۱) واما کونه صلی الله علیه وسلم کان کث اللحیة فقد ذکر القاضی عیاض ورود ذلک فی احادیث جماعة من الصحابة رض باسانید صحیحة کذا قال وفی مسلم من حدیث جابر رض کان رسول الله صلی الله علیه وسلم کثیر شعر اللحیة وروی البیهقی فی الدلائل من حدیث علی رض کان رسول الله صلی الله علیه وسلم عظیم اللحیة وفی روایة کث اللحیة وفیهما من حدیث هند بن ابی هالة مثله ومن حدیث عائشة رض مثله وفی حدیث ام معبد المشهور وفی لحیته کثاثة اه قلت قال العزیزی (ج ۳ ص ۱۰۴) بعد نقل حدیث علی رض المذکور قال الشیخ حدیث صحیح اه وحدیث ام معبد رواه البغوی وابن شاهین وابن السکن وابن منده والطبرانی والحاکم وصححه والبیهقی وابو نعیم من طریق حزام بن هشام بن حبیش بن خالد عن ابیه عن جده فذکره بطوله کما فی الخصائص الکبری (ج ۱ ص ۱۸۸ مطبوع حیدرآباد) لکن فیه لفظ کثاثة لا کثافة فما فی التلخیص الاغلب انه تصحیف من الکاتب فاحفظه وفی تاریخ الخلفاء (ص ۱۰۶ مطبوع مجیبی کانپور) واخرج ابن عساکر من طرق ان عثمان رض کان رجلا ربعة الی ان قال کثیر اللحیة اه وفی تهذیب التهذیب (ص ۱۴۱ ج ۷) کان (عثمان رض) ربعة حسن الوجه رقیق البشرة عظیم اللحیة اه

ترجمہ: حضرت عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور (مسح کے وقت) عمامہ کو ہٹایا اور اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا۔ روایت کیا ہے اسکو امام شافعی نے اپنی مسند میں۔

[۱] ص ۶ مؤلف

باب جاگنے کے بعد برتن میں ڈالنے کے قبل ہاتھوں کے دھونے کا مسنون ہونا ۔ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سونے کے بعد اٹھے اسکو چاہئے کو تین مرتبہ نہ دھوئے برتن میں نہ ڈالے کیونکہ اسکو یہ خبر نہیں کہ سوتے وقت اسکا ہاتھ کہاں کہاں پہونچا ہو

# باب

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلھا ثلثا فانہ لا یدری این باتت یدہ رواہ مسلم[1]

# باب

عن رباح بن عبد الرحمن بن حویطب عن جدتہ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یؤمن باللہ من لم یؤمن بی ولم یؤمن بی من لم یحب الانصار ولا صلوۃ لمن لا وضوء لہ ولا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ رواہ احمد عنھا نفسھا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورواہ عنھا عن ابیھا واللہ اعلم وفیہ ابو ثفال قال البخاری فی حدیثہ نظر وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد)[2] قلت جائز ان تکون سمعتہ بواسطۃ وبغیرھا ایضا فروت کما بلغتھا وابو ثفال ھو ثمامۃ بن وائل بن حصین مشھور بکنیتہ مقبول کما فی التقریب[3] فھو مختلف فیہ والاختلاف لا یضر

تشریح اس ارشاد سے (کہ اسکو یہ خبر نہیں) یہ ثابت ہوا کہ بے دھوئے ہاتھ ڈالنے کی ممانعت کا سبب احتمال نجاست ہے ۔۔۔ کیونکہ اس کا مدار محض شبہ پر ہے ۔۔۔

باب بسم اللہ کا وضو میں مشروع ہونا

حدیث حضرت رباح بن عبد الرحمن اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص مجھپر ایمان نہیں لایا تو وہ اللہ پر بھی ایمان نہیں لایا اور جس شخص نے انصار سے محبت نہ کی تو (سمجھنا چاہئے) کہ وہ مجھپر بھی ایمان نہیں لایا اور جس شخص کا وضو صحیح نہ ہوگا تو اسکی نماز بھی درست نہوگی اور اس شخص کا وضو نہیں ہوتا ہے جسنے وضو کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا (یعنی بسم اللہ نہ پڑھی) روایت کیا ہے اسکو احمد نے

باب النہی عن ادخال الیدین الاناء قبل غسلھما وقت استیقاظ المتوضی من نومہ

قولہ عن ابی ھریرۃ رض الخ قال المؤلف قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانہ لا یدری الخ یدل علی ان النہی للتنزیہ قال فی حجۃ اللہ البالغۃ (ص ۱۸۰ مطبوعہ صدیقی بریلی) اقول معناہ ان لعل العھد بالتطھر والغفلۃ عنھما ملیا مظنۃ لوصول النجاسۃ والاوساخ الیھما مما یکون ادخالھما معہ تنجیسا لہ او تکدیرا وشناعۃ وھو علۃ النھی عن النفخ فی الشراب اھ قلت وحدیث النھی عن النفخ فی الشراب اوردہ فی مجمع الزوائد (ص ۷۵ ج ۱) عن زید بن ثابت قال نھی رسول اللہ صلعم عن النفخ فی السجود وعن النفخ فی الشراب رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ خالد بن الیاس وھو متروک اھ

باب استحباب التسمیۃ عند الوضوء قولہ عن رباح الخ قال المؤلف فی ھذا السند رباح بن عبد الرحمن بن حویطب وھو ابن عبد الرحمن بن ابی سفیان بن حویطب کما فی الترمذی (ج ۱

[1] ج ۱ ص ۱۳۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۲ [2] ج ۱ ص ۹۲ مؤلف [3] ص ۲۰ مجتبائی مؤلف [4] قلت ولکن قد رواہ الترمذی وقال حسن صحیح عن ابی سعید الخدری رض ان النبی صلعم نھی عن النفخ فی الشراب فقال رجل القذاۃ اراھا فی الاناء فقال اھرقھا الحدیث ۱۲ منہ

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ابا هریرة اذا توضأت فقل بسم الله والحمد لله فان حفظتك لا تبرح تكتب لك الحسنات حتی تحدث من ذلك الوضوء رواه الطبرانی فی الصغیر واسناده حسن (مجمع الزوائد) وفی رد المحتار (ج ا ص ۱۱) عن شرح الهدایة للعینی رواه الطبرانی فی الصغیر باسناد حسن عن البراء مرفوعا ما من عبد یقول حین یتوضأ بسم الله ثم یقول لكل عضو اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله

ص ۱ مجتبائی) وذكره ابن حبان فی الثقات فی اتباع التابعین كما فی تهذیب التهذیب (ص ۳۲ ج ۳) وفی التقریب (ص ۷۵ مجتبائی) مقبول من الخامسة اه فلا یرد قول ابی حاتم وابی زرعة انه مجهول المنقول فی التلخیص الحبیر (ص ۲۷ ج ۱) فان من عرفه عرفه لعلمه فیقدم علی من جهله وجدة رباح هی اسماء بنت سعید بن زید بن عمرو كما فی التلخیص (ص ۲۷ ج ۱) وفی التقریب (ص ۴۸۹ مجتبائی) یقال ان لها صحبة اه قلت قد صرحت هذه الروایة بسماعها عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم وفی شرح احیاء العلوم للعلامة السید الزبیدی قال النووی فی الاذكار وجاء فی التسمیة احادیث ضعیفة ثبت عن احمد بن حنبل انه قال لا اعلم فی التسمیة فی الوضوء حدیثا ثابتا قال الحافظ ابن حجر فی تخریج احادیثه لا یلزم من نفی العلم ثبوت العدم وعلی التنزل لا یلزم من نفی الثبوت ثبوت الضعف لاحتمال ان یراد بالثبوت الصحة فلا ینتفی الحكم وعلی التنزل لا یلزم من نفی الثبوت عن كل فرد نفیه عن المجموع وقال بعد ما ساق الاحادیث الواردة فی التسمیة كلها ما نصه قال ابو الفتح الیعمری احادیث الباب اما صریح غیر صحیح واما صحیح غیر صریح وقال ابن الصلاح یثبت بمجموعها ما یثبت به الحدیث الحسن والله اعلم (ج ۲ ص ۳۵۲ مصری) وقال ابن سید الناس فی شرح الترمذی ولا یخلو هذا الباب من حسن صریح وصحیح غیر صریح (كذا فی النیل ج ۱ ص ۱۳۱) وقال فی البحر الرائق (بعد نقل حدیث لا وضوء لمن لم یذكر اسم الله علیه ۱۲ مؤلف) وهو ظاهر فی نفی الجواز لكنه خبر واحد لا یزاد به علی الكتاب فمقتضاه الوجوب لا الصارف ثم قال بعد اسطر وذكر فی المبسوط ان الصارف

حدیث حضرت ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ جب تم وضو کیا کرو تو بسم اللہ الحمد للہ کہہ لیا کرو اس لئے کہ اس کی وجہ سے تمہارے محافظین فرشتے اس وضو کے ٹوٹنے تک سب تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے روایت کیا اسکو طبرانی نے صغیر میں اور اسناد اسکی حسن ہے۔

حدیث حضرت براء رض حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو بندہ وضو (شروع) کرتے وقت بسم اللہ کہے پھر ہر عضو دھوتے وقت اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہے

لہ ص ۹ ج ۱ مؤلف

ابن خزیمہ نے اسکی تصحیح کی ہے حدیث زید بن خالد جہنی رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے کسی نماز کیلئے بغیر مسواک کئے کبھی نہیں تشریف لاتے تھے روایت کیا اسے

پھر وضو سے فارغ ہوکر اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين کہے تو اسکے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازہ سے چاہے داخل ہو اور اگر وہی وقت (یعنی وضو سے فارغ ہوتے ہی) دو رکعتیں نفل (اسطور پر) پڑھیں کہ جو کچھ ان رکعتوں میں پڑھتا ہے اُن کو جانتا ہے (یعنی خیال کر کے پڑھتا ہے) تو نماز پڑھ کر ایسی حالت میں لوٹے گا کہ گویا اسی روز وہ پیدا ہوا ہے (یعنی صغیرہ گناہوں سے پاک ہو جاویگا) پھر اُس سے کہا جاتا ہے کہ از سر نو عمل کرو (یعنی گذشتہ سیئات معاف ہو گئیں اب آئندہ از سر نو سیئات کا حساب ہوگا) روایت کیا اس کو مستغفری نے دعوات میں اور کہا ہے کہ اسکی سند حسن غریب ہے یہ کنز العمال سے نقل کیا گیا ہے اور حافظ منذری کی (کتاب) ترغیب میں ہے کہ امام ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک محقق طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس شخص کا وضو نہیں ہوا جسنے اللہ کا نام نہ لیا (یعنی بسم اللہ نہ کہی) تقریر مطلب یہ ہے کہ وضو کامل نہیں ہوتا دلیل اسکی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اس پر اللہ کا نام بھی لے (یعنی بسم اللہ کہے) تو اُس کا یہ وضو اسکے تمام بدن کا پاک کرنے والا ہوگا اور جو شخص وضو کرے اور اللہ کا نام نہ لے (یعنی بسم اللہ نہ کہے) تو اُس کا یہ وضو صرف اسکی اعضاء وضو کا پاک کرنے والا ہوگا روایت کیا اسکو دارقطنی اور ابن ماجہ نے جیسا کہ مشکوۃ اور کنز العمال میں ہے اور اگر بسم اللہ واجب ہوتی تو بدن اسکا کچھ بھی پاک نہ ہوتا کیونکہ وضو ہی نہ ہوتا ایسی ہی در حدیث عدم محبت انصار آپ پر ایمان نہ ہونیکے معنے یہ ہیں کہ ایسے ایمان کامل نہیں اس لیے کہ آپ پر ایمان کامل ہونیکا لازمی اثر یہ تھا کہ آپکے اعوان اور مددگاروں کے ساتھ بھی محبت کا تعلق ہوا اور جہاں کہیں ایسی کمی ہوگی تو اسیقدر ایمان میں کمی سمجھی جاویگی۔

ثم يقول حين يفرغ اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين الا فتحت له ثمانية ابواب الجنة يدخل من ايها شاء فان قام من فوره ذلك فصلى ركعتين يقرأ فيهما ويعلم ما يقول انفتل من صلوته كيوم ولدته امه ثم يقال له استأنف العمل رواه المستغفري في الدعوات وقال حسن غريب (كنز العمال) وفي الترغيب للحافظ المنذري قال الامام ابوبكر بن ابي شيبة رحمه الله ثبت لنا ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا وضوء لمن لم يسم الله كذا قال اھ

## باب



عن ابي هريرة رضي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال لولا ان اشق على امتي لامرتهم بالسواك مع كل وضوء اخرجه مالك واحمد والنسائي وصححه ابن خزيمة وذكره البخاري تعليقا (بلوغ المرام) عن زيد بن خالد الجهني رض قال ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج من بيته لشيء من الصلوات حتى يستاك رواه الطبراني باسناد لا بأس به (الترغيب) وفي مجمع الزوائد ورجاله موثقون

هو عدم تعليمها للاعرابي لما علمه الوضوء وحديث الاعرابي حسنه الترمذي (ج ١ ص ١٩ و ٢٠ ملخصا) قال المؤلف وفي تلخيص الحبير (ص ٢٧ ج ١) وقال البزار لكنه مأول ومعناه انه لا فضل لوضوء من لم يذكر اسم الله عليه لا على انه لا يجوز وضوء من لم يسم واحتج البيهقي على عدم وجوب التسمية بحديث رفاعة بن رافع لا تتم صلوة احدكم حتى يسبغ الوضوء كما امر الله فيغسل وجهه الخ قلت والحديث مرفوعا بطوله رواه ابو داود وسكت عنه (ص ١٣٤ ج ١) قوله عن ابي هريرة الخ قلت هو محمول على الاستحباب لا الوجوب لما ذكر في تقرير الحديث الاول قوله عن البراء الخ قال المؤلف دلالته على فضل التسمية وغيرها في الوضوء ظاهرة۔

باب سنية استعمال السواك قوله عن ابي هريرة رض الخ قال المؤلف دلالته على تاكيد السواك ظاهرة نعم لا يدل على السنة الاصطلاحية لانه ليس فيه لفظ دال على مواظبته صلى الله عليه وسلم على السواك والحديث

[illegible]

حدیث حضرت علی رضہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اگر یہ خیال نہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دونگا تو میں اُن کو ہر وضو کے وقت مسواک کرنیکا حکم (واجب) دیتا روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں اور اسناد اسکی حسن ہے حدیث حضرت عائشہ رضہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتی ہیں کہ اگر یہ خیال نہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈالدونگا تو میں اُنکو ہر نماز کے وقت وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم (واجب) دیتا روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسواک کرنا منہ کو پاک صاف کرنے والا ہے اور اللہ کو راضی کرنے والا ہے روایت کیا ہے اسکو ابو یعلی نے اور روایت کیا ہے اسکو احمد اور نسائی نے ساتھ اسناد صحیح کے



عن علی رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک مع کل وضوء رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ ابن اسحق وھو ثقۃ مدلس وقد صرح بالتحدیث واسنادہ حسن (مجمع الزوائد) عن عائشۃ رضہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک مع الوضوء عند کل صلوۃ رواہ ابن حبان فی صحیحہ (التلخیص الحبیر) عن عائشۃ رضہ مرفوعا السواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب رواہ ابو یعلی باسنادین فی احدھما ابن اسحق وھو ثقۃ مدلس ورجال الآخر رجال الصحیح (مجمع الزوائد) ورواہ احمد والنسائی باسناد صحیح والبخاری تعلیقا (آثار السنن)

الذی بعدہ صریح فیہ فان فیہ لفظ کان الدال علی المواظبۃ فصح قول صاحب الھدایۃ (ج ا ص ۵ و ۶ مجتبائی) وسنن الطھارۃ الی ان قال السواک لانہ علیہ السلام کان یواظب علیہ اھ واما قول الشیخ ابن الھمام فی فتح القدیر (ج ا ص ۲۲ مصری) حیث قال المطلوب مواظبۃ عند الوضوء ولم اعلم حدیثا ھو بھا فیہ الی ان قال نعم ذکر الاحادیث الواردۃ فی فضل الاستیاک غایۃ ما یفید الندب وھو لا یستلزم سوی الاستحباب فمقصود علی علمہ والمواظبۃ قد ثبتت کما عرفت دلالۃ بقیۃ الاحادیث علی فضل السواک عند الوضوء ظاھرۃ واما ما اخرجہ الجماعۃ عن ابی ھریرۃ مرفوعا لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوۃ کما فی نیل الاوطار (ص ۱۰۱ ج ا) فلفظ عند کل صلوۃ فیہ مضاف مقدر ای عند وضوء کل صلوۃ والاحادیث المذکورۃ مفسرۃ لھذا الحدیث لا سیما حدیث ابن حبان و ایضا الاستیاک حکم معقول المعنی ویدل علیہ آخر احادیث الباب وھو یقتضی ان یکون السواک مع الوضوء لا عند الصلوۃ فان التطھیر یحصل بالوضوء فافھم فان قیل یمکن العمل ھھنا بالمطلق علی اطلاقہ وبالمقید علی تقییدہ فیستاک عند الوضوء وعند الصلوۃ ایضا قلنا لا یمکن اذا لوحظ المعنی فان الطھارۃ بالسواک لما حصلت بالاستیاک فی الوضوء فالاستیاک بعد ذلک عند الصلوۃ یکون لغوا وتحصیلا للحاصل وفی لفظ عند کل صلوۃ اشارۃ الیہ ان تطھیر الفم منہ مقصود للصلوۃ وفی لفظ مع کل وضوء الی ان محل الاستیاک ھو الوضوء تامل واما ما فی التقریر

تفصیل بیہ حدیث ابو ہریرہ سے مسواک کرنے پر تاکید کا ہونا معلوم ہوتا ہی لیکن اسکے سنۃ اصطلاحیہ ہونے پر اس حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے مگر اسکے بعد کی حدیث میں آپکی عادت شریفہ کا بیان ہے کہ آپ اپنے مکان سے بغیر مسواک کئے کسی نماز کیلئے تشریف نہیں لاتے تھے یعنی آپکی دائمی عادت شریفہ تھی اسلئے یہ حدیث صراحۃ مسواک کے سنت یعنی اصطلاحی ہونے پر دلالت کرتی ہی لہذا صاحب ہدایہ کا مسواک کو سنت کہکر اسکی دلیل بیان کرنا کہ آپ ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے صحیح ہوگا صورت مسواک کرنیکی یہ ہے کہ دانتوں کے چوڑان میں مسواک کرے کیونکہ ابو داود نے مراسیل میں روایت کیا ہی کہ جب تم مسواک کرو تو چوڑان میں مسواک کرو اور زبان کے طول میں مسواک کرنی چاہیے جیسا کہ صحیحین میں ابو موسی کی حدیث میں ہے یعنی چوڑان میں مسواک کرنا) صرف دانتوں ہی میں ہے مگر زبان میں مسواک طول میں کرے۔

مؤلف مشکوۃ ج ا ص ۴۹ مؤلف مشکوۃ ج ا ص ۴۹ مؤلف مقصود ص ۳ ج ا ص ۹ ہی نیل الاوطار

(ج ۲ ص ۱۳۳) السواک واجب وغسل الجمعۃ واجب علی کل مسلم رواہ ابو نعیم فی کتاب السواک عن عبد اللہ بن عمرو بن حلحلۃ ورافع بن خدیج معاً مرفوعاً قال الشیخ حدیث حسن اھ فالجواب عنہ بان المعنی انہ قریب من الواجب فیفید التاکید وفی شرح مسلم للامام النووی (ج ۱ ص ۱۲۷) ان السواک سنۃ لیس بواجب فی حال من الاحوال لا فی الصلوٰۃ ولا فی غیرہا باجماع من یعتد بہ فی الاجماع اھ وسیاتی الجواب عن وجوب غسل الجمعۃ فی بابہ ثم اعلم ان الاصابع تقوم مقام السواک عند فقدانہ ففی التلخیص الحبیر (ص ۲۵ ج ۱) حدیث یجزی من السواک الاصابع رواہ ابن عدی والدارقطنی والبیہقی من حدیث عبد اللہ بن المثنی عن النضر بن انس عن انس رضی (ای مرفوعا) وفی اسنادہ نظر وقال الضیاء المقدسی لا اری بسندہ بأسا الی ان قال صاحب التلخیص واصح من ذلک ما رواہ احمد فی مسندہ من حدیث علی بن ابی طالب انہ دعا بکوز من ماء فغسل وجہہ وکفیہ ثلاثا وتمضمض فادخل بعض اصابعہ فی فیہ الحدیث وفی آخرہ ہذا وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھ قلت الاختلاف فی التصحیح غیر مضر فی الاحتجاج بالحدیث ففی الجوہر النقی (ج ۱ ص ۴۰ مطبوع حیدر آباد) واذا اقام ثقۃ اسنادا اعتمد ولم یبال بالاختلاف وکثیر من احادیث الصحیحین لم تسلم من مثل ہذا الاختلاف وقد فعل البیہقی مثل ہذا فی اول الکتاب فی حدیث ہو الطہور ماؤہ حیث بین الاختلاف الواقع فیہ ثم قال الا ان الذی اقام اسنادہ ثقۃ اودعہ مالک فی الموطا واخرجہ ابو داؤد فی السنن اھ وفی تخریج الزیلعی (ص ۲۶۵ ج المخصا) فی حدیث ابی داؤد لا یزال اللہ مقبلا علی العبد الخ قال المنذری فی حواشیہ ابو الاحوص ہذا لا یعرف اسمہ وہو مولی بنی لیث وقیل مولی بنی غفار لم یرو عنہ غیر الزہری قال یحیی بن معین لیس بشیء وقال الکرابیسی لیس بالمتین عندہم قال النووی فی الخلاصۃ ہو فیہ جہالۃ لکن الحدیث لم یضعفہ فہو حسن عندہ انتہی قلت قاعدۃ ابی داؤد فی سننہ انہ اذا لم یضعف حدیثا فہو صالح عندہ وفی التلخیص الحبیر (ص ۷۰ ج ۱) فی حدیث تکلم فیہ البیہقی ما نصہ قد احتج بہذا الحدیث احمد وابن المنذر وفی جزمہما بذلک دلیل علی صحتہ عندہما اھ وفی مجمع الزوائد (ج ۱ ص ۱۸۱) عن کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاصابع تجری مجری السواک اذا لم یکن سواک رواہ الطبرانی فی الاوسط وکثیر

الاختلاف فی التصحیح غیر مضر فی الاحتجاج

قاعدۃ ابی داؤد فی تصحیح احادیثہ

ضعيف وقد حسن الترمذی حدیثہ اھ قلت وقد عرفت ان الاختلاف غیر مضر وقد یحمل علی ہذا المقید فیکون ذلک
المطلق فیکون اجزاء الاصابع من السواک عند فقدانہ وقد ورد ما یدل علی انہ یستاک فی الاسنان عرضا
وفی اللسان طولاً ففی التلخیص الحبیر (ص ۲۳ ج ۱) ابو داؤد فی مراسیلہ من طریق عطاء (مرفوعا) بلفظ اذا
شربتم فاشربوا مصا واذا استکتم فاستاکوا عرضا وفیہ محمد بن خالد القرشی قال ابن القطان لا یعرف قلت
وثقہ ابن معین وابن حبان اھ قلت عطاء ہذا ہو ابن ابی رباح کما ہو مذکور فی المراسیل (ص ۱ مصری)
ومراسیلہ ضعیفۃ فلا تصلح للاحتجاج عند احد ففی تہذیب التہذیب (ج ۷ ص ۲۰۲) قال علی بن المدینی
مرسلات مجاہد احب الیّ من مرسلات عطاء بکثیر کان عطاء یاخذ عن کل ضرب وقال الفضل بن زیاد عن احمد مرسلات
سعید بن المسیب اصح المرسلات ومرسلات ابراہیم لا باس بہا ولیس فی المرسلات اضعف من
مرسلات الحسن وعطاء فانہما کانا یاخذان عن کل احد اھ قلت فہذا مرسل ضعیف لکن الموضع
موضع الفضائل وہم یکتفون بالضعاف فیہا علی ان الحافظ قال فی فتح الباری (ص ۳۰ ج ۱)
ولہ شاہد موصول عند العقیلی فی الضعفاء اھ وسیاتی تحقیق مراسیل الحسن البصری والنخعی فی بعض
المواضع من عبادات ہذا الکتاب وفی التلخیص الحبیر (ص ۲۳ ج ۱) ہذا انما ہو فی الاسنان اما فی اللسان
فیستاک طولا کما فی حدیث ابی موسی رض فی الصحیحین ولفظ احمد وطرف السواک علی لسانہ یستن الی
فوق قال الراوی کانہ یستن طولا اھ وینبغی ان یستاک بسواک من اراک ففی التلخیص الحبیر (ص ۲۶
ج ۱) عن ابن مسعود رض قال کنت اجتنی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواکا من اراک رواہ ابو یعلی الموصلی
فی مسندہ واخرجہ ابن حبان (فی صحیحہ) والطبرانی ایضا وصححہ الضیاء فی احکامہ اھ وفی مجمع الزوائد
(ج ۱ ص ۱۸۱) عن ابی خیرۃ رض الصباحی قال کنت فی الوفد الذین اتوا رسول اللہ فزودنا الاراک
نستاک بہ فقلنا یا رسول اللہ عندنا الجرید ولکنا نقبل کرامتک وعطیتک فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اغفر لعبد القیس اذ اسلموا طائعین غیر مکرہین اذ قعد
قوم لم یسلموا الا خزایا موتورین[۱] رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن اھ

[۱] فی الصراح موتور آنکہ کینہ کشندۂ خویش در نیابد اھ ۱۲ السند

**باب کلی اور ناک میں پانی دینے کا مسنون ہونا اور دونوں کے لیے جُدا جُدا پانی لینا اور درصورت روزہ نہ ہونے کے دونوں میں مبالغہ کرنا**

حدیث ابو وائل شقیق بن سلمہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رض اور حضرت عثمان کے پاس حاضر ہوا ہوں (اور) دونوں کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ دونوں نے تین تین بار اعضاء وضو کو دہویا اور کلی کو ناک میں پانی دینے سے علٰحدہ کیا (یعنی دونوں کے لیے جدا جدا پانی لیا) پھر فرمایا کہ اسی طرح دیکھا ہے ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے وضو فرمایا روایت کیا اس کو ابن سکن نے اپنی صحاح میں

حدیث حضرت ابن ابی ملیکہ سے لوگوں نے کیفیت وضو کا سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان رض کو دیکھا کہ جب آپ سے وضو کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے پانی منگایا آپکے پاس وضو کرنیکا برتن لایا گیا آپ نے اسکو اپنے داہنے ہاتھ پر جھکایا (یعنی اس برتن سے پانی ڈال کر داہنے ہاتھ کو دہویا) پھر داہنے ہاتھ کو پانی میں ڈالا (اور ہاتھ میں پانی لیکر) پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی دیا اور تین بار اپنا منہ دہویا پھر تین تین دفعہ اپنے داہنے اور بائیں ہاتھ کو دہویا پھر اپنے ہاتھ کو پانی میں ڈالکر پانی لیا۔ پھر اپنے سر اور دونوں کانوں کے ظاہر اور باطن کا ایک مرتبہ مسح کیا بعدہ اپنے دونوں پیر دہوئے پھر فرمایا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو (کیفیت) وضو کا سوال کرتے تھے (اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ) اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے

## باب

عن ابی وائل شقیق بن سلمۃ قال شھدت علی بن ابی طالب و عثمان بن عفان رض توضآ ثلاثا ثلاثا وافرد المضمضۃ من الاستنشاق ثم قالا ھکذا رأینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ رواہ ابو علی بن السکن فی صحاحہ (التلخیص الحبیر) سئل ابن ابی ملیکۃ عن الوضوء فقال رأیت عثمان رض بن عفان سئل عن الوضوء فدعا بماء فاتی بمیضاۃ فاصغاھا علی یدہ الیمنی ثم ادخلھا فی الماء فتمضمض ثلثا واستنثر ثلثا وغسل وجھہ ثلثا ثم غسل یدہ الیمنی ثلثا وغسل یدہ الیسری ثلثا ثم ادخل یدہ فاخذ ماء فمسح براسہ واذنیہ فغسل بطونھما وظھورھما مرۃ واحدۃ ثم غسل رجلیہ ثم قال این السائلون عن الوضوء ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ

**باب** سنیۃ المضمضۃ والاستنشاق وتجدید الماء لکل واحد منھما والمبالغۃ فیھما فی غیر زمان الصوم

**قولہ** عن ابی وائل الخ قال المؤلف فی التعلیق الحسن لمؤلف آثار السنن بعد نقل ھذا الحدیث قلت لم اظفر باسنادہ ولکنہ اخرجہ الحافظ فی التلخیص وعزاہ الیہ ولفظہ واما روایۃ علی و عثمان فی جتج فیہ للرافعی الامام (ای امام الحرمین ۱۲ المؤلف) فی النھایۃ وانکرہ ابن الصلاح فی کلامہ علی الوسیط فقال لا یعرف ولا یثبت بل روی ابو داؤد عن علی ضدہ قلت روی ابو علی بن السکن فی صحاحہ من طریق ابی وائل شقیق بن سلمۃ ثم ساق الحدیث ثم قال فھذا صریح فی الفصل فبطل انکار ابن الصلاح انتھی قلت سیاق کلام الحافظ یدل علی ان الحدیث صحیح واللہ اعلم بالصواب (ج ا ص ۳۱) قلت ظاھر لفظ وافرد ایدل علی تجدید الماء لکل احد منھما وان کان یحتمل ان یمضمض ویستنشق من ماء واحد مع الافراد **قولہ** قال ابو بشر الخ قال المؤلف ودلالتہ علی الجزء الاخیر من الباب ظاھرۃ **قولہ** عن عمرو بن یحیی الخ قلت فیہ لفظۃ کان الدالۃ علی الاستمرار فیثبت بہ الجزء الاول من الباب وقال العلامۃ العینی فی شرح الھدایۃ والجواب عن کل ما روی فی ذلک (ای الجمع بین المضمضۃ والاستنشاق ۱۲ مؤلف) فھو محمول علی الجواز (ج ا ص ۹۳ کشوری) قلت فی التلخیص الحبیر (ص ۲۹ ج ۱) واما حدیث عبد اللہ بن زید بن عاصم

سنیۃ المضمضۃ والاستنشاق وتجدید الماء لکل واحد منھما والمبالغۃ فیھما فی غیر زمان الصوم

رواه ابوداؤد[1] وسكت عنه هو والحافظ المنذري[2] في التلخيص الحبير وهو ظاهر في الفصل اه وفي آثار السنن[3] اسناده صحيح وقال ابو بشر الدولابي فيما جمعه من حديث الثوري حدثنا محمد بن بشار اخبرنا ابن مهدي عن سفيان عن ابي هاشم عن عاصم بن لقيط عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم اذا توضأت فابلغ في المضمضة والاستنشاق الا ان تكون صائما قال ابو الحسين[4] بن القطان

فمتفق عليه وله طرق منها فمضمض واستنشق من كف واحد فعل ذلك ثلاثا وفي لفظ للبخاري ثم تمضمض واستنشق ثلاثا بثلاث غرفات وفي رواية لهما فمضمض واستنشق واستنثر من ثلاث غرفات وفي رواية لابن حبان (في صحيحه) فمضمض واستنشق ثلاث مرات من ثلاث حفنات وفي لفظ للبخاري ثم تمضمض واستنشق ثلاث مرات من غرفة واحدة وفي الباب عن ابن عباس رض ان النبي صلى الله عليه وسلم توضأ مرة مرة وجمع بين المضمضة والاستنشاق رواه الدارمي وابن حبان والحاكم وهو في البخاري بلفظ فاخذ غرفة من ماء فتمضمض منها واستنشق اه وقال العلامة العيني رح لا يقال المواظبة تدل على الوجوب حتى قال اهل الحديث هما فرضان في غسل الجنابة والوضوء استدلالا بالمواظبة لانا نقول انه عليه السلام كان يواظب من العبادات على ما فيه تحصيل الكمال كما كان يواظب على الاذكار (فلا دليل في نفس المواظبة على الفرضية الا بقرائن قوية ۱۲ مؤلف) وفي كتاب الله تعالى امر بتطهير اعضاء مخصوصة اه (ج ۱ ص ۹) واما ما ثبت من امره عليه الصلوة والسلام في فعلهما واصله الوجوب فهو مصروف عن ظاهره لان آية الوضوء غير مجملة في حق الوجه فيحتمل ان يكون ذلك الامر تكميلا لفرض الوضوء على الاستحباب ويحتمل ان يكون ما فيه مزيدا على ما ذكر في الآية على الايجاب اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال فلا يثبت به الوجوب بل الاستحباب فقط فانه المتيقن وذلك الامر فيما رواه البخاري عن ابي هريرة رض عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من توضأ فليستنثر ومن استجمر فليوتر (ص ۲۸ ج ۱) وما رواه ابوداؤد وغيره عن لقيط بن صبرة مرفوعا اذا توضأت فمضمض قال الحافظ في الفتح ان اسنادها صحيح كذا في نيل الاوطار (ج ۱ ص ۱۳۵) وفي فتح الباري (ص ۲۲۹ ج ۱) تحت حديث البخاري من توضأ المذكور آنفا واستدل الجمهور على ان

حاشیہ: حدیث حضرت عاصم بن لقیط اپنے باپ لقیط رضی اللہ عنہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب تو وضو کرے تو مضمضہ (یعنی کلی) اور استنشاق (یعنی ناک میں پانی دینے) میں مبالغہ کیا کر ہاں اگر تو روزہ دار ہو تو ایسا نہ کر۔ ابو الحسین بن قطان نے کہا ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

[1] ج ۱ ص ۱۹ ۔ [2] ج ۱ ص ۱۳ ۔ [3] ج ۱ ص ۲۸ ۔ [4] مؤلف ۔ ج ۱ ص ۳۲ ۔ ۱۲ ۔ مؤلف ۔ صحیح کذا فی الاصل ۔ وعلی تصحیح ابو الحسن ۔ کما ہو المعروف ۔ کتب ابن حزم ۔ الحفاظ ج ۳ وغیرہ ۔ ۱۲ منہ

حدیث یحیی مازنی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے باپ عبداللہ ابن زید سے پوچھا کہ آپ مجھکو یہ دکھلا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو فرمایا کرتے تھے عبداللہ بن زید نے جواب دیا کہ ہاں (دکھلا سکتا ہوں) پھر پانی منگایا اور اپنے ہاتھ پر پانی ڈال کر دو مرتبہ دھویا پھر تین بار کلی اور ناک میں پانی دیا پھر تین دفعہ اپنا منہ دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو مرتبہ دھوئے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا اور دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے اور پچھلے (دونوں حصوں) پر پھیرا (اس طور پر کہ) مسح کو سر کے اگلے حصہ سے شروع کیا اور دونوں ہاتھوں کو سر کی گدی کی طرف لے گئے پھر دونوں ہاتھوں کو (سر پر پھیرتے ہوئے) اسی جگہ لوٹا لائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا (یعنی سر کے اگلے حصہ پر) پھر اپنے دونوں پیروں کو دھویا روایت کیا اس کو بخاری نے۔

وهذا اصحيح (نيل الاوطار) عن عمرو بن يحيى المازني عن ابيه ان رجلا قال لعبد الله بن زيد وهو جد عمرو بن يحيى اتستطيع ان تريني كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ فقال عبد الله بن زيد نعم فدعا بماء فافرغ على يده فغسل يده مرتين ثم مضمض واستنثر ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل يديه مرتين مرتين الى المرفقين ثم مسح رأسه بيديه فاقبل بهما وادبر بدأ بمقدم رأسه حتى ذهب بهما الى قفاه ثم ردهما الى المكان الذي بدأ منه ثم غسل رجليه رواه البخاري

## باب کانوں کا مسح کرنا سر کے (بچے ہوئے) پانی سے اور کیفیت مسح

حدیث حضرت ابن عباس حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے وضو کیا (اس طور پر کہ) ایک چلو پانی لیا اور اپنا منہ دھویا پھر ایک چلو پانی لیا اور اپنا داہنا ہاتھ دھویا پھر ایک چلو پانی لیا اور اپنا بایاں ہاتھ دھویا پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنے سر کا اور کانوں کے اندر کا شہادت کی انگلیوں سے اور کانوں کے باہر کا پیچھے کی جانب سے اپنے انگوٹھوں سے مسح کیا تو دونوں کا اندر اور باہر مسح کیا پھر ایک چلو پانی لیا اور اپنا داہنا پیر دھویا پھر ایک چلو پانی لیا

## باب

عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ فغرف غرفة فغسل وجهه ثم غرف غرفة فغسل يده اليمنى ثم غرف غرفة فغسل يده اليسرى ثم غرف غرفة فمسح برأسه واذنيه داخلهما بالسباحتين وخالف بابهاميه الى ظاهر اذنيه فمسح ظاهرهما وباطنهما ثم غرف غرفة فغسل رجله اليمنى ثم غرف غرفة فغسل رجله

الامر فيه للندب بما حسنه الترمذي وصححه الحاكم من قوله صلى الله عليه وسلم للاعرابي توضأ كما امرك الله فاحاله على الآية وليس فيها ذكر الاستنشاق آه وفيه ايضا وذكر ابن المنذر ان الشافعي لم يحتج على عدم وجوب الاستنشاق مع صحة الامر به الا لكونه لا يعلم خلافا في ان تاركه لا يعيد وهذا دليل قوي فانه لا يحفظ ذلك عن احد من الصحابة رضي ولا التابعين الا عن عطاء وثبت عنه انه رجع عن ايجاب الاعادة ذكره كله ابن المنذر اه قلت وثبوت الاستحباب بالامر لا ينافي السنية الثابتة بالدوام كما افاده شيخي والله اعلم.

باب مسح الاذنين بماء الرأس وصفة مسحهما قوله عن ابن عباس رض الخ في اول احاديث الباب قال المؤلف دلالته على الجزء الاول من الباب من حيث ان مسح الرأس والاذنين انما ذكرت فيه الغرفة الواحدة بخلاف غيرها فدل ذلك على مسح الرأس والاذنين بماء واحد ودلالته على الجزء الثاني منه ظاهرة قوله عن ابن عباس الخ في ثاني احاديث الباب قال المؤلف في تخريج الزيلعي ايضا ج ا ص ١١ بعد اللفظ المذكور عنه في المتن قال واعله الدارقطني بالاضطراب في اسناده وقال ان اسناده وهم وانما

الیسری رواه ابن حبان فی صحیحه وصححه ابن خزیمة وابن مندة (التلخیص الحبیر)
عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الاذنان من الرأس رواه الدارقطنی
وفی تخریج الزیلعی قال ابن القطان اسناده صحیح لاتصاله وثقة رواته عن عبد الله
بن زید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الاذنان من الرأس رواه ابن ماجة
ورجاله رجال مسلم الا حبیب بن زید وذکره ابن حبان فی الثقات فی اتباع التابعین کما فی
(تخریج الزیلعی) وفی التلخیص الحبیر قواه المنذری وابن دقیق العید اه عن ابن عباس
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مسح اذنیه داخلهما بالسبابتین وخالف ابهامیه
الی ظاهر اذنیه فمسح ظاهرهما وباطنهما رواه ابن ماجة وفی تخریج الزیلعی قال فی الامام وهذا
اسناده صحیح حدثنا محمد بن خالد وهشام بن خالد المعنی قالا حدثنا الولید بهذا الاسناد

---

هو مرسل ثم اخرجه عن ابن جریج عن سلیمان بن موسی عن النبی صلی الله علیه وسلم مرسلا وتبعه عبد الحق فی ذلک قال ابن ابن جریج الذی دار الحدیث علیه یروی عن سلیمان بن موسی عن النبی صلی الله علیه وسلم مرسلا قال وهذا لیس بقدح فیه وما یمنع ان یکون فیه حدیثان مسند ومرسل انتهی ووجه الاستدلال به ذکره فی العنایة (ص ۴۲ ج ۱ مصری) ونصه ووجه التمسک ان المراد بقوله الاذنان من الرأس اما ان یکون لبیان الحقیقة وهو علیه السلام غیر مبعوث لذلک علی انه مشاهد لا یحتاج الی بیان او بیان انهما ممسوحان کالرأس لا بماء الرأس ولا سبیل الیه لان الاشتراک بین الشیئین فی امر لا یوجب کون احدهما من الآخر کالرجل من الوجه لاشتراکهما فی الغسل والخف من الرأس لاشتراکهما فی المسح واما لبیان انهما ممسوحان بماء الرأس فانه اذا کان من ابعاض الرأس حقیقة وحکما جاز ان یمسح بماء واحد فکذا اذا حکم الشرع بذلک فان قیل فعلی هذا ینبغی ان یجزی مسحهما عن مسح الرأس اجیب بان کون الاذن من الرأس ثبت بخبر الواحد فلا یقع عما ثبت بالکتاب لئلا یلزم نسخ الکتاب به اه ملخصا قلت لکن یرد علیه ما قاله الطحاوی (ص ۲۰ ج ۱) ففی هذه الآثار ان حکم الاذنین ما اقبل منهما وما ادبر من الرأس وقد تواترت الآثار بذلک بما لم تتواتر بما خالفه اه فانه دال علی ان هذا الحکم قد ثبت بالتواتر فلا یصح الجواب عن الاشکال بان کون الاذن من الرأس ثبت

---

اور اپنا بایاں پیر دھویا تین بار روایت
کیا اسکو ابن حبان نے اپنی
صحیح میں اور تصحیح کی اسکی ابن
خزیمہ اور ابن مندہ نے (تلخیص الحبیر)
حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ
دونوں کان سر میں داخل ہیں
روایت کیا اسکو دارقطنی نے
حدیث حضرت عبد اللہ بن زید
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ
دونوں کان سر میں داخل ہیں
روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے
حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا فعل نقل فرماتے ہیں کہ
آپ نے اپنے دونوں کانوں کے
اندر کا مسح دونوں شہادت کی
انگلیوں سے کیا اور اپنے دونوں
انگوٹھوں سے دونوں کانوں کے
باہر (یعنی اوپر) کا پیچھے کی جانب
سے مسح کیا تو دونوں کانوں کے
اندر اور باہر کا مسح کیا روایت
کیا اسکو ابن ماجہ نے

---

مؤلف ۱ ص ۲۰ ج ۱ | مؤلف | مؤلف ص ۲۴ ج ۱ | ص ۱۱ مؤلف | مؤلف ج ۱ | ج ۱ مؤلف | ص ۲۵ ج ۱ | مؤلف ص ۱۱ | ص ۱۶ ج ۱ | ج ۱ ص ۳

(المذكور من قبيل هذا) قال ومسح (رسول الله ﷺ) باذنيه ظاهرهما وباطنهما زاد هشام وادخل اصابعه في صماخ اذنيه رواه ابوداؤد وسكت عنه (ج ا ص ۱۸) وفي التلخيص الحبير (ص ۳۳ ج ۱) ابوداؤد والطحاوي من حديث المقدام بن معدي كرب و اسناده حسن اه حدثنا ابراهيم بن سعيد قال حدثنا وكيع قال حدثنا الحسن بن صالح عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن الربيع بنت معوذ ان النبي صلى الله عليه وسلم توضأ فادخل اصبعيه في حجري اذنيه رواه ابوداؤد وسكت عنه (ص ۱۹ ج ۱)

بخبر الواحد ويمكن ان يقال ان الاجماع قد وقع على ان مسح الاذنين لايجزئ عن مسح الرأس ففي رحمة الامة (ص ۸) ولايجوز الاقتصار بالمسح على الاذنين عوضا عن مسح الرأس بالاجماع اه فالاجماع يكون مانعا عنه **قوله** عن عبد الله بن زيد الخ قال المؤلف وقد مر وجه الاستدلال في حديث ابن عباس مثله وفي التلخيص الحبير بعد اللفظ المذكور عنه في المتن مانصه وقد بينت ايضا انه مدرج اه قلت قد رواه جماعة كما عرفت ولكن لم اطلع على مايدل على الادراج وغايته الاختلاف في الثبوت وهو غير مضر في الاحتجاج بالحديث **فائدة** في تدريب الراوي (ص ۱۸۹) ومثاله (اي الحديث المشهور) وهو ضعيف الاذنان من الرأس مثل به الحاكم اه قلت قد عرفت صحة اسناده فهو صحيح مشهور ودلالة بقية احاديث الباب على الجزء الثاني منه ظاهرة وقد ورد من الاحاديث مايدل على ان الاذنين ليستا من الرأس فلنذكرهم ولنجيب عنها ففي التلخيص الحبير (ج ۱ ص ۳۴) حديث عبد الله بن زيد في صفة وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم انه توضأ فمسح اذنيه بماء غير الذي مسح به الرأس الحاكم باسناد ظاهره الصحة من طريق حرملة عن ابن وهب عن عمرو بن الحرث عن حبان بن واسع عن ابيه عنه واخرجه البيهقي من طريق عثمان الدارمي عن الهيثم بن خارجة عن ابن وهب بلفظ فاخذ لاذنيه ماء خلاف الماء الذي اخذ لرأسه وقال هذا اسناد صحيح انتهى لكن ذكر الشيخ تقي الدين بن دقيق العيد في الامام انه رأى في رواية عن ابن قتيبة عن حرملة بهذا الاسناد ولفظه ومسح رأسه بماء غير فضل يديه لم يذكر الاذنين قلت وكذا هو في صحيح ابن حبان عن ابن اسلم عن حرملة وكذا رواه الترمذي عن علي بن خشرم عن ابن وهب اه وفي موطا الامام مالك (ص ۱۱)

حدیث حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں کانوں کے اندر اور باہر مسح کیا اور ہشام (راوی حدیث) اتنا اور بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضؓ نے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کانوں کا مسح کرتے وقت) اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں کے سوراخ میں داخل کیا روایت کیا اسکو ابو داود نے۔

حدیث ربیع بنت معوذ رضؓ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کرنا بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ نے اپنی دونوں انگلیوں (انگشت شہادت) کو اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کیا روایت کیا اس کو ابو داؤد نے **تقریر** اس باب کی اول حدیث صراحۃً اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ نے ایک ہی دفعہ پانی لیکر سر اور کانوں کا مسح کیا اور کانوں کے مسح کے لیے جدا پانی نہیں لیا لہذا یہ ثابت ہوگیا کہ کانوں کا مسح سر کے بچے ہوئے پانی سے ہونا چاہیے اور کان باب مسح میں حکم سر میں داخل ہیں چنانچہ دوسری اور تیسری حدیث میں موجود ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ دونوں کان سر میں داخل ہیں اور ظاہر ہے کہ مقصود اس فرمانے سے بیان حکم شرعی کا ہے یعنی وضو میں داخل ہے یعنی باب مسح میں کان بھی حکم سر میں ہیں) اور شارع کا یہی مقصد ہے اور یہ مقصد نہیں کہ احکام فرض میں کان بحکم سر ہیں کیونکہ یہ منصب طبیب کا ہے۔

قلت وقد روى الترمذي (ج ١ ص ٧ مجتبائی) حديثا عن عبد الله هذا عن الربيع ثم قال حسن صحيح اه وقال في اوائل كتابه (ص ٣ ج ١) وعبد الله بن محمد بن عقيل هو صدوق وقد تكلم فيه بعض اهل العلم من قبل حفظه وسمعت محمد بن اسمعيل يقول كان احمد بن حنبل و اسحق بن ابراهيم والحميدي يحتجون بحديث عبد الله بن محمد بن عقيل قال محمد (البخاري) وهو مقارب الحديث اه قلت كفى به قدوة لا سيما اذا وافقه فيه غيره ايضا وبقية رجال السند رجال مسلم

عن نافع ان عبد الله بن عمر كان ياخذ الماء باصبعيه لاذنيه اه واسناده صحيح جليل والجواب عن الحديث المرفوع بانه متكلم فيه كما يظهر من قول صاحب التلخيص لكن ذكر الخ وفي بلوغ المرام (ص ٩ ج ١) وعنه (اي عبد الله بن زيد رض) انه راى النبي صلى الله عليه وسلم ياخذ لاذنيه ماء خلاف الماء الذي اخذه لرأسه اخرجه البيهقي وقال اسناده صحيح وصححه الترمذي ايضا وهو عند مسلم من هذا الوجه بلفظ ومسح برأسه بماء غير فضل يديه وهو المحفوظ اه ومعنى قوله صححه الترمذي انه صححه بلفظ مسلم فلفظ الترمذي (ص ٦ ج ١ مجتبائی) مسح رأسه بماء غير فضل يديه اه فاحفظه وان سلم انه ثابت بانه يمكن ان يروى الحديثان باسناد واحد فالجواب عنه ما قاله في نصب الراية (ص ١٣ ج ١) وما ذهب اليه اصحابنا اولى لكثرة رواته ولتعدد طرقه والتجديد انما وقع بيانا للجواز اه وفي نيل الاوطار (ج ١ ص ١٥٧) قال ابن القيم في الهدي لم يثبت عنه (صلى الله عليه وآله وسلم) انه اخذ لهما ماء جديدا وانما صح ذلك عن ابن عمر اه واجاب العيني في شرح الهداية (ج ١ ص ٩٦ و ٩٧) عن المرفوع بانه محمول على انه لم يبق في كفه بلل فلهذا اخذ له ماء جديدا اه قلت والجواب عن الموقوف انه رض فعل ذلك عملا بالجائز دون الاولى او لانه لم يبق في كفه بلل فافهم ١٢

قوله عن ابن عباس في الحديث الرابع الى آخر احاديث الباب قال المؤلف دلالتها على الجزء الثاني من الباب ظاهرة۔

## باب

عن عثمان بن عفان ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يخلل لحيته رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح وفي بلوغ المرام وصححه ابن خزيمة عن عائشة رضي الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا توضأ خلل لحيته بالماء رواه احمد ورجاله موثقون (مجمع الزوائد) واسناده حسن (التلخيص الحبير) عن انس بن مالك رضي الله عنه قال وضأت رسول الله صلى الله عليه وسلم فادخل تحت حنكه فخلل لحيته فقلت ما هذا فقال بهذا امرني ربي عز وجل رواه الطبراني في الاوسط ورجاله وثقوا (مجمع الزوائد) حدثنا محمد بن خالد الصفار من اصله وكان صدوقا ثنا

**باب خلال ریش کے سنت ہونے اور اسکی کیفیت کا**

**حدیث** حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک میں خلال فرمایا کرتے تھے روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے **حدیث** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت وضو فرماتے تو ریش مبارک میں پانی سے خلال فرمایا کرتے تھے روایت کیا اس کو احمد نے اور اسناد اسکی حسن ہے۔ **حدیث** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا تو آپ نے (منہ دھوتے وقت) اپنی ٹھوڑی کے نیچے (ہتھیلی) داخل کی پھر اپنی ریش مبارک میں خلال فرمایا میں نے عرض کیا یہ (یعنی خلال کرنا) کیا ہے آپ نے فرمایا کہ میرے رب عز وجل نے مجھکو اس کا حکم فرمایا ہے روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں۔

**باب سنية تخليل اللحية وكيفيته** **قوله** عن عثمان رضي الله عنه الخ قال المؤلف دلالته على الجزء الاول من الباب ظاهرة فان فيه لفظة كان الدالة على الاستمرار وبه تثبت السنية **قوله** عن عائشة رضي الله عنها الخ دلالته على الجزء الاول من الباب ظاهرة **قوله** عن انس رضي الله عنه الخ الثالث من احاديث الباب قال المؤلف دلالته على الباب ظاهرة وانما لم يكن التخليل واجبا بالامر في قوله عليه الصلوة والسلام بهذا امرني ربي لما ذكر في عدم وجوب المضمضة والاستنشاق **قوله** حدثنا محمد بن الصفار الخ قلت قال في التلخيص الحبير بعد نقله رجاله ثقات الا انه معلول قال الذهلي ثنا يزيد بن عبد ربه ثنا محمد بن حرب عن الزبيدي انه بلغه عن انس وصححه الحاكم قبل ابن القطان ايضا ولم تقدح هذه العلة عندهما فيه اهـ قلت هذا هو الصحيح عندي فانه لا يجب ان ترد الطريق الصحيحة بالطريق الضعيف ويمكن ان الزبيدي بلغه الحديث اولا بغير واسطة الزهري او اختصره لغيره فلم يصرح بالزهري ثم حدثه الزهري او زال الحذر في غير ذلك الوقت فصرح به فافهم ودلالته على الباب ظاهرة **قوله** عن انس رضي الله عنه الخ الخامس من احاديث الباب قلت ودلالته على الباب ظاهرة وقد تكلم في اسناد الحديث بكلام غير مضر وقد تولى رده

محمد بن حرب ثنا الزبیدی عن الزہری عن انس رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ فادخل اصابعہ تحت لحیتہ وخلل باصابعہ وقال ہکذا امرنی ربی رواہ الذہلی فی الزہریات وصححہ ابن القطان والحاکم قبلہ (التلخیص الحبیر) عن انس بن مالک رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا توضأ اخذ کفا من ماء فادخلہ تحت حنکہ فخلل بہ لحیتہ وقال ہکذا امرنی ربی رواہ ابو داؤد وسکت عنہ ہو والمنذری وعزاہ العزیزی الی ابی داؤد والحاکم ثم قال قال الشیخ حدیث صحیح

## باب

عن لقیط بن صبرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأت فخلل الاصابع رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح۔

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا توضأت فخلل اصابع یدیک ورجلیک رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب فی التلخیص الحبیر

الشیخ ابن القیم کما ہو مذکور فی غایۃ المقصود (ص ۲۴ ج ۱) وفی التلخیص الحبیر (ص ۳۲ ج ۱)

**فائدہ** قال عبد اللہ ابن احمد عن ابیہ لیس فی تخلیل اللحیۃ شیء صحیح وقال ابن ابی حاتم عن ابیہ لا یثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تخلیل اللحیۃ شیء اہ قلت قد علمت ما ثبت فیہ من الاحادیث وفی العزیزی (ص ۱۲ ج ۳) کان (صلی اللہ علیہ وسلم) اذا توضأ خلل لحیتہ بالماء رواہ احمد والحاکم مرفوعا عن عائشۃ رض والترمذی والحاکم عن عثمان بن عفان رض مرفوعا والترمذی والحاکم عن عمار رض بن یاسر مرفوعا والحاکم عن بلال رض مرفوعا وابن ماجہ والحاکم عن انس بن مالک رض مرفوعا والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ وعن ابی الدرداء عن ام سلمۃ مرفوعا والطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر بن الخطاب مرفوعا باسانید صحیحۃ اھ

**باب** تخلیل الاصابع ودلک الاعضاء۔ قال المؤلف دلالۃ احادیث الباب علیہ ظاہرۃ ولا یخفی ان التخلیل یکون فرضا اذا لم یصل الماء فی الاعضاء بغیرہ واذا وصل بغیر ذلک فہو مستحب والدلک مستحب فانہ لا یتوقف علیہ الغسل المامور بہ وعدہ بعض الفقہاء من السنن المؤکدۃ وہو الصحیح عندی

حدیث حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور (منہ دھونے کے وقت) اپنی انگلیاں ٹھوڑی کے نیچے داخل کرکے ریش مبارک میں خلال فرمایا اور فرمایا کہ اسی طرح میرے رب نے مجھ کو حکم دیا ہے روایت کیا اسکو ذہلی نے زہریات میں اور تصحیح کی اسکی ابن قطان نے۔ حدیث حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت وضو فرماتے تھے تو ایک ہتھیلی میں پانی لیتے اور رکھتے ہتھیلی اپنے ٹھوڑی کے نیچے داخل کرکے اس سے اپنی ریش مبارک کا خلال فرماتے تھے اور آپ نے یہ فرمایا کہ میرے رب نے مجھے ایسا ہی حکم فرمایا ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے

### باب انگلیوں میں خلال کرنے اور اعضاء کے ملنے کا وضو میں

حدیث حضرت لقیط بن صبرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو وضو کرے تو انگلیوں میں خلال کر۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

حدیث حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو وضو کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں اور اپنے دونوں پیروں کی انگلیوں میں خلال کر روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

لہ ج ۱ ص ۳۱ ۔ مؤلف لہ ص ۲۱۲ و ۲۴۲ ۹ مع الشرح ج ۲ مؤلف لہ ص ۲۱ ج ۳ مؤلف لہ ج ۱ ص ۷ منہ لہ ج ۱ ص منہ
لہ ج ۱ ص ۴۳ منہ

وفیه صالح مولی التوأمة وهو ضعیف لکن حسنه البخاری لانه من روایة موسی بن عقبة عن صالح وسماع موسی منه قبل ان یختلط عن المستورد بن شداد الفهری قال رأیت النبی صلی الله علیه وسلم اذا توضأ دلک اصابع رجلیه بخنصره رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب لا نعرفه الا من حدیث ابن لهیعة وفی التلخیص الجبیر لکن تابعه اللیث بن سعد وعمرو بن الحارث اخرجه البیهقی وابو بشر الدولابی والدارقطنی فی غرائب مالک من طریق ابن وهب عن الثلاثة وصححه ابن القطان عن عبد الله بن زید رض ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم اتی بثلثی مد فجعل یدلک ذراعیه اخرجه احمد وصححه ابن خزیمة (بلوغ المرام) وفی النیل عن عبد الله بن زید بن عاصم ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم توضأ فجعل یقول هکذا یدلک رواه احمد اھ وفیه فهو احدی روایات حدیثه المشهور۔

عن ابن عمر رض قال کان رسول الله اذا توضأ عرک عارضیه بعض العرک ثم شبک لحیته باصابعه من تحتها رواه ابن ماجة والدارقطنی والبیهقی وصححه ابن السکن (التلخیص الجبیر) وذکر فیه کلاما غیر مضر لعدم اعتبار الاختلاف فی التصحیح وقد عزاه العزیزی الی ابن ماجة ثم قال باسناد حسن

فان لفظ کان فی آخر الحدیث یدل علیه والحدیث ان کان فیه ذکر دلک العارضین فقط لکن الظاهر انه صلی الله علیه وسلم یواظب علی دلک کل ما ذکر فی احادیث الباب وفی الدر المختار ومن السنن الدلک وفی رد المحتار ای بامرار الید ونحوها علی الاعضاء المغسولة حلیه وعده فی الفتح من المندوبات ولم یتابعه علیه فی البحر والنهر نعم تابعه المصنف فیما یاتی اھ (ص ۱۲ ج ۱ مصری) قلت فتعارض قول صاحب الدر وجعله صاحب البحر والنهر سنة وصاحب الفتح مندوبا

حدیث مستورد بن شداد فہری رض سے روایت ہو انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ وضو کرتے تھے تب اپنے دونوں پیروں کی انگلیوں میں چھنگلیا سے خلال فرماتے تھے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اس کو بجز ابن لہیعہ کی روایت کے نہیں پہچانتے حدیث حضرت عبد اللہ بن زید رض سے روایت ہو کہ انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پاس (وضو کیلیے) دو تہائی مد پانی لایا گیا یعنی اتنے برتن بھر پانی سے وضو کیا جسمیں آدھی روپیہ کے سیر سے ساڑھے نو چھٹانک گیہوں سما جاتے ہیں اور ہم نے جو تجربہ کیا تو اس پانی کا وزن بھی ساڑھے نو چھٹانک ہی پایا) اور آپ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک ملتے تھے روایت کیا اسکو امام احمد نے اور تصحیح کی اسکی ابن خزیمہ نے (یہ مقدار جناب رسول اللہ کے وضو کے پانی کی ہے اور طور تجربہ بتایا ہے کہ اس میں اسراف تو پانی بہن کر نہیں اور اعضاء کو اچھی طرح دھو سکے اسمیں جسقدر بھی پانی صرف ہو) حدیث عبد اللہ بن زید بن عاصم سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اعضاء کو ملنے لگے روایت کیا اسکو احمد نے حدیث ابن عمر رض سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تھے تو کچھ خفیف سا رخساروں کو ملتے تھے پھر بیچ کیا کرتے تھے اپنی ریش مبارک میں اپنی انگلیاں نیچے سے ڈالتے تھے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور دارقطنی نے

۱۵ ص ۷ ج ۱ ۔ مؤلف ۲ ص ۳۴ ج ۱ مؤلف ۳ ص ۹ ج ۱ ۔ مؤلف ۴ ج ۱ ص ۹۴ مؤلف ۵ ص ۳۲ ج ۱ ۔ مؤلف ۶ ص ۱۱۱ ج ۳ ۔ مؤلف

## باب اس کے بیان میں کہ وضو میں تین بار اعضاء کا دھونا سنت ہے اور ایک بار یا دو بار دھونا جائز ہے اور تین بار سے زیادہ دھونا منع ہے

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| تعریف | رسول پر سنت | شبوت | باب | اتم الحسن |

حدثنا عبد العزيز بن عبد الله الاويسي قال حدثني ابراهيم بن سعد عن ابن شهاب ان عطاء بن يزيد اخبره ان حمران مولى عثمان اخبره انه رائ عثمان بن عفان دعا باناء فافرغ على كفيه ثلث مرار فغسلهما ثم ادخل يمينه في الاناء فمضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلثا ويديه الى المرفقين ثلث مرار ثم مسح برأسه ثم غسل رجليه ثلث مرار الى الكعبين ثم قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من توضأ نحو وضوئي هذا ثم صلى ركعتين لايحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه رواه البخاري عن انس رض دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بوضوء فغسل وجهه ويديه مرة ورجليه مرة وقال هذا وضوء من لا يقبل الله منه غيره ثم مكث ساعة ودعا بوضوء فغسل وجهه ويديه مرتين مرتين ثم قال هذا وضوء من يضاعف الله له الاجر ثم مكث ساعة ودعا بوضوء فغسل وجهه ثلثا ويديه ثلثا ثم قال هذا وضوء نبيكم ووضوء النبيين قبله او قال قبلي رواه ابو علي بن السكن في صحيحه (التلخيص الحبير[۵۲])

باب سنية تكرار الغسل الى الثلث وجوازه مرة او مرتين وكون الزيادة على الثلث ممنوعا قوله حدثنا الخ قال المؤلف دلالته على الجزء الاول من الباب مع انضمام حديث عبد الله بن زيد المذكور في باب سنية المضمضة الدال على المواظبة ظاهرة وفي العزيزي (ج ۳ ص ۱۴۵) كان صلى الله عليه وسلم يتوضأ واحدة واحدة واثنتين اثنتين وثلاثا ثلاثا كل ذلك يفعله رواه الطبراني في الكبير عن معاذ قال العلقمي بجانبه علامة الحسن اه وقيل ايضا وكان الغالب من فعله التثليث اه قوله عن انس الخ قلت دلالته وكذا دلالة ما بعده على ان التثليث في الوضوء اعلى وهو سنة الانبياء والتثنية اوسط والتوحيد ادنى وان لا تصح الصلوة الا به ظاهرة ولما كان التثليث سنة صلى الله عليه وسلم وسنة الانبياء عليهم السلام ظهر انه صلى الله

---

آزاد کردہ غلام حضرت عثمان رض سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عثمان رض کو دیکھا کہ انھوں نے ایک برتن (پانی کا) منگایا پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر اس پانی کو تین بار ڈالا اور ان کو دھویا پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اس میں سے پانی لیکر کلی فرمائی اور ناک صاف کی پھر منہ تین دفعہ دھویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھوئے پھر سر کا مسح کیا پھر دونوں پیر ٹخنوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر کہا کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر اسطرح دو رکعت نماز (نفل) پڑھے کہ ان میں اپنے نفس سے باتیں نہ کرے تو اس کے (تمام) گذشتہ گناہ (یعنی چھوٹے چھوٹے) معاف کر دیئے جاتے ہیں اس کو امام ابو عبد اللہ بخاری نے روایت کیا ہے حضرت انس رض سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیلئے پانی منگایا اور اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں کو ایکبار دھویا اور دونوں پیروں کو ایکبار دھویا اور فرمایا کہ یہ وضو اس شخص کا ہے کہ جس سے اس کے سوا اللہ تعالی قبول نہیں فرماتا (یعنی وضو اس مقدار سے کم جائز نہیں اور خدا کے یہاں معتبر نہیں) پھر آپ ایک گھڑی ٹھیرے اور وضو کے لیے پانی منگایا اور اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں کو دو دو بار دھویا پھر فرمایا یہ وضو اس شخص کا ہے جس کا دونا ثواب اللہ تعالی عطا فرماتا ہے (کیونکہ مقدار فرض تو ایکبار دھونا ہے ...

---

[۵۲] ص ۲۷ ج اول ۱۲ منہ سنن ج ا ص ۳۰ مؤلف

عن ابی بن کعب عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من توضأ واحدة فتلك وظیفة الوضوء التی لابد منها ومن توضأ اثنتین فله کفلان من الاجر ومن توضأ ثلثا فذلك وضوئی ووضوء الانبیاء قبلی رواه الامام احمد وابن ماجة وفی اسنادهما زید العمی وقد وثق وبقیة رواته احمد رواة الصحیح کذا فی الترغیب والترهیب[1]

عن ابن عباس رض قال توضأ النبی صلی الله علیه وسلم مرة مرة وعن عبد الله بن زید ان النبی صلی الله علیه وسلم توضأ مرتین مرتین رواهما البخاری[2]

علیه وسلم کان یواظب علیه الا نادرا فیما ثبت عنه الاقتصار علی مرة او مرتین وبهذا خرج الجواب عما یرد من ان حدیث معاذ المذکور دال علی التسویة بین التثلیث والتثنیة والتوحید لان کلها مدخول کان فکان زمان کل واحد منها مساویا بالزمان الآخر فافهم

**قوله** عن عبد الله بن زید الخ قال المؤلف دلالته علی الجزء الثانی من الباب ظاهرة ولا یرد ان الفعل لا یدل علی الجواز لاحتمال انه صلی الله علیه وسلم فعل ذلك لعذر فیتقید الاقتصار بالعذر لان العذر لم یذکر فی الحدیث فظاهره الاقتصار بغیر عذر وقد ثبت جواز الاقتصار بالحدیثین المارین من قوله صلی الله علیه وسلم فیحمل الفعل علی الجواز بانضمام القول وقد ثبت بکتاب الله عز وجل جواز الاقتصار علی المرة کما هو ظاهر سیاقه

**قوله** عن عمرو بن شعیب الخ قال المؤلف وفی حاشیة ابی داؤد وقال الشیخ ولی الدین استشکل الحاکم بالاساءة والظلم علی من نقص عن هذا العدد فانه صلی الله علیه وسلم توضأ مرتین مرتین ومرة مرة واجمع العلماء علی جواز الاقتصار علی واحدة اهـ وفی غایة المقصود (ص ۱۳۵) مجیبا عن هذا الاشکال ما نصه وقال بعض المحققین فیه حذف تقدیره من نقص شیئا من غسلة واحدة بان ترك لمعة فی الوضوء مرة ویؤیده ما رواه نعیم بن حماد بن معاویة من طریق المطلب بن حنطب مرفوعا الوضوء مرة مرة وثلاثا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص ایک بار وضو کرے تو وہ اتنی مقدار وضو کی ہے جس سے چارہ نہیں (یعنی بغیر اس کے پورا کیے وضو صحیح نہیں ہو سکتا) اور جو دو بار وضو کرے تو اسکے لئے دوہرا اجر ہے اور جو تین بار وضو کرے تو وہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے اس کو امام احمد نے اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ان دونوں کی اسناد میں زید عمی ہے اور اسکی توثیق کی گئی ہے اور باقی راوی امام احمد کی سند کے صحیح (بخاری) کے راوی ہیں ایسا ہی (کتاب ترغیب وترہیب میں مذکور) ہے۔

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو فرمایا اور حضرت عبد اللہ بن زید رض سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو دو بار وضو کیا ان دونوں (حدیثوں) کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

[1] ج ۱ ص ۱۴۱ - مؤلف [2] ص ۲۷ ج ۱ - مؤلف

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ وضو کس طرح (کیا جاتا) ہے پس آپ نے برتن میں پانی منگایا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو (یعنی ہاتھوں کو گٹوں تک) تین بار دھویا پھر منہ کو تین بار دھویا پھر دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا پھر سر کا مسح فرمایا پھر اپنی دو انگلیوں کو دونوں کانوں کے سوراخ (میں) داخل کیا اور دونوں انگوٹھوں سے کانوں کے باہر کا اور دونوں انگشت شہادت سے اندرون کانوں کا مسح کیا پھر دونوں پیروں کو تین تین بار دھویا پھر فرمایا اسی طرح ہے وضو جو شخص اس پر زیادتی کرے (یعنی تین بار سے زیادہ دھوئے) یا (تین بار سے) کمی کرے تو بیشک اس نے برا کیا اور ظلم کیا (اپنے نفس پر) اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن ماجہ نے صحیح طریق سے روایت کیا ہے

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله كيف الطهور فدعا بماء في اناء فغسل كفيه ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل ذراعيه ثلاثا ثم مسح برأسه ثم ادخل اصبعيه في اذنيه ومسح بابهاميه على ظاهر اذنيه وبالسباحتين باطن اذنيه ثم غسل رجليه ثلثا ثلثا ثم قال هكذا الوضوء فمن زاد على هذا او نقص فقد اساء وظلم رواه ابوداود والنسائي وابن خزيمة وابن ماجه من طريق صحيحة (التلخيص الحبير)

## باب

باب وضو بغیر نیت کے جائز ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (ایک بار) اپنی تلوار حمائل کیے ہوئے نکلے تو ایک شخص بنی زہرہ میں سے ان سے ملا اور کہا اے عمر رضی اللہ عنہ کہاں کا ارادہ ہے انہوں نے کہا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قتل کا ارادہ رکھتا ہوں اس نے کہا اور بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے امن پاؤگے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرکے (یعنی یہ دونوں قبیلے تم سے حضور کا انتقام لینگے) انہوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو بددین ہوگیا ہے اس نے کہا کہ کیا میں تم کو اس سے زیادہ عجیب بات نہ بتلاؤں کہ تمہارے بہنوئی اور تمہاری بہن دونوں تمہارے دین سے پھر گئے (اور مسلمان ہوگئے) الخ

عن انس قال خرج عمر متقلدا سيفه فلقيه رجل من بني زهرة فقال اين تعمد يا عمر فقال اريد ان اقتل محمدا قال وكيف تأمن من بني هاشم وبني زهرة وقد قتلت محمدا فقال ما اراك الا قد صبوت قال افلا ادلك على العجب ان ختنك[2] واختك صبوا وتركا دينك فمشى عمر فاتاهما وعندهما

---

فان نقص من واحدة او زاد على ثلاثة فقد اخطأ وهو مرسل لان المطلب تابعي صغير ورجاله ثقات ففيه بيان ما اجمل في حديث عمرو بن شعيب اه[1] قلت هذا احسن الاجوبة عندي والله الحمد

باب عدم وجوب النية في الوضوء قوله فاغتسل او توضأ الخ قال المؤلف اما وجه الاول على الرواية الاولى فنقول ان نية الكافر لا تعتبر فلا يقال لصحة الوضوء لمس القرآن في القصة المذكورة الا بعدم اشتراط النية وهو مذهبنا فصح وضوء عمر في تلك الحالة على مذهبنا ويلزم على مذهب من اشترط النية لصحة الوضوء عدم صحته وهو باطل كما ترى فلم يثبت اشتراط النية شرعا والحديث الموقوف في مثل هذا المقام في حكم الحديث المرفوع لانه مما لا يدرك بالرأي واما على الرواية الاخرى فنقول ان ذلك الغسل ما خلى عن الوضوء فان نفس الغسل بغير الوضوء لا يكفي لمس القرآن فصح الوضوء بغير النية بهذا الوجه ايضا وقال في المجمع

---

[1] ص ۳۰ ج ۱ ـ مؤلف [2] المراد من الختن ههنا زوج الاخت ۱۲ مؤلف

خباب رضی فلما سمع حبس عمر رضی توارى في البيت فدخل فقال ما هذه الهينمة وكانوا يقرءون طه قالا ما عدا حديثا تحدثناه بيننا قال فلعلكما قد صبوتما فقال له ختنه يا عمر ان كان الحق في غير دينك فوثب عليه عمر فوطئه وطأ شديدا فجاءت اخته لتدفعه عن زوجها فنفحها نفحة بيده فدمى وجهها فقالت وهي غضباء وان كان الحق في غير دينك اني اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فقال عمر اعطوني الكتاب الذي هو عندكم فاقرءه وكان عمر يقرء الكتاب فقالت اخته انك رجس وانه لا يمسه الا المطهرون فقم فاغتسل وتوضأ فقام فتوضأ ثم اخذ الكتاب فقرأ طه الحديث رواه ابن سعد وابو يعلى والحاكم والبيهقي في الدلائل وفي الحديث الاخر الذي اخرجه ابو نعيم في الدلائل وابن عساكر عن ابن عباس روى قول عمر بانه قال فقمت فاغتسلت فاخرجوا الي صحيفة الحديث هذه الروايات كلها في تاريخ الخلفاء للامام العلامة السيوطي رح ولم اقف على اسانيدها تفصيلا وانما ذكرتها اعتضادا للطريق الاتي حدثنا احمد بن محمد بن اسمعيل الادمي نا محمد بن عبيد الله المنادي

(ان عدم فرضيتها ۱۲ مؤلف) لعدم دليل عليه اما حديث انما الاعمال بالنيات فمن قبيل ظني الثبوت والدلالة اما ظنية الثبوت فظاهر واما ظنية الدلالة فلان حقيقة التركيب متروكة قطعا لان كثيرا من الاعمال يوجد بلا نية فصار مجازا عن حكمه فالتقدير حكم الاعمال بالنيات من اطلاق اسم السبب على المسبب او من حذف المضاف واقامة المضاف اليه مقامه والحكم نوعان مختلفان الثواب والاثم والجواز والفساد ولما اختلف الحكمان صار الاسم بعد كونه مجازا مشتركا ويكفي في تصحيحه ما هو المتفق عليه وهو الحكم الاخروي ولا دليل على ما اختلف فيه فلا يصلح تقديره حجة علينا اه ملخصا (ص ۲۶ ج ۱) قلت حديث انما الاعمال بالنيات قد تواتر معنے كما في فتح الباري (ص ۹ ج ۱) فلا يصح قول صاحب البحر اما ظنية الثبوت فظاهر ولكن لا يخل بالمقصود وقال صاحب الهداية فالنية في الوضوء سنة عندنا وعند الشافعي رح فرض لانه عبادة فلا يصح بدون النية كالتيمم

ك الجهينة آواز نرم ۱۲ منه ؁ ۱۵ ای حفر بہا طرق بیدہ کذا فی حاشیۃ تاریخ الخلفاء ۱۲ منه ؁ مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ ص ۹ و ۸۰ و ۲۶ ۱۲ مؤلف

حضرت خباب رضی اللہ عنہ تشریف فرماتے (جو ان کو قرآن مجید سکھلانے آئے تھے) سو جب حضرت خباب رض نے حضرت عمر رض کی آہٹ سنی گھر میں چھپ گئے اور حضرت عمر آ پہنچے اور (بہن وبہنوئی سے) پوچھا کہ یہ گنگناہٹ کیسی تھی اور یہ لوگ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے (اسلئے اسکی نسبت پوچھا تھا) اُن دونوں نے کہا کہ بجز اسکے کہ ہم آپس میں بات چیت کر رہے تھے اور کوئی بات نہ تھی حضرت عمر رض نے کہا شاید تم دونوں اپنے دین سے پھر گئے ہو اُن کے بہنوئی نے ان کو جواب دیا کہ اے عمر اگر حق تمہارے دین کے سوا دوسرے دین میں ہو تو پھر جانے میں کیا حرج ہے پس حضرت عمر ان پر دوڑ پڑے اور ان کو سختی سے کچلا سو انکی بہن آگئیں تاکہ ان کو اپنے شوہر سے ہٹادیں انہوں نے ان کو (بھی) ہاتھ سے ایک دھکا دیدیا اور ان کا منہ خون آلود کر دیا وہ غضبناک ہو کر بولیں کہ اگرچہ حق تمہارے دین کے سوا دوسرے دین میں ہو (تب بھی حق ہی کردگے) میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں حضرت عمر رض نے کہا کہ مجھکو وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے کہ میں دیکھوں) اسکو پڑھوں اور حضرت عمر خواندہ تھے (یعنی مثل اکثر اہل عرب کے ان پڑھ نہ تھے) انکی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اس کتاب (یعنی قرآن پاک) کو بجز باطہارت لوگوں کے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا سو (اگر اس کو ہم سے لینا چاہتے ہو تو) اُٹھو اور غسل کر و یا وضو کر و سو وہ اُٹھے اور وضو کیا پھر قرآن (ہاتھ میں) لیا اور (سورہ) طٰہٰ پڑھی آگے باقی قصہ ہے اس کو ابن سعد اور ابو یعلیٰ اور حاکم اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور دوسری حدیث میں جسکو ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے حضرت عمر کا یہ قول منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اُٹھا اور غسل [illegible]

مذہب پر اس وضو کا غیر صحیح ہونا لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے جیسا کہ تم بھی سمجھ سکتے ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو چند صحابہ ان کے ہاتھ میں قرآن مجید کیسے دیتے باوجود یکہ ان کو یہ مسئلہ بھی معلوم تھا لا یمسہ الا المطہرون پس شرعاً نیت کا شرط ہونا وضو میں ثابت نہیں اور حدیث موقوف ایسے مقام میں بحکم حدیث مرفوع ہوتی ہے کیونکہ یہ حکم رائے سے نہیں معلوم ہو سکتا ہے اس میں صاحب شریعت کے فرمان کی

قال انا اسحق الازرق نا القسم بن عثمان البصری عن انس بن مالك قال خرج عمرؓ متقلد السيف فقيل له ان ختنك واختك قد صبوا فاتاهما عمر وعندهما رجل من المهاجرين يقال له خباب كانوا يقرأون طه فقال اعطوني الكتاب الذي عندكم اقرأه وكان عمر يقرأ الكتاب فقالت له اخته انك رجس ولا يمسه الا المطهرون فقم فاغتسل او توضأ فقام عمر فتوضأ ثم اخذ الكتاب فقرأ طه رواه الدارقطني وقد جوده في نصب الراية فقال

اثران جيدان فساقه وآخر

## باب

حدثنا سليمن بن حرب قال حدثنا وهيب قال حدثنا عمرو بن يحيي عن ابيه قال شهدت عمرو بن ابي حسن سأل عبد الله بن زيد عن وضوء النبي صلى الله عليه وسلم فدعا بتور من ماء فتوضأ لهم فكفأه على يديه

ولنا انه لا يقع قربة الا بالنية ولكنه يقع مفتاحا للصلوة لوقوعه طهارة باستعمال المطهر بخلاف التيمم لان التراب غير مطهر الا في حال ارادة الصلوة او هو ينبئ عن القصد اه (ص ١٦ ج ١)

قوله حدثنا الخ قال المؤلف وفي سنده قاسم بن عثمان قال في لسان الميزان (ج ٤ ص ٤٦٣) قال البخاري له احاديث لا يتابع عليها قلت حدث عنه اسحق الازرق بمتن محفوظ وبقصة اسلام عمر وهي منكرة جدا انتهى ويقال له الرجال بالحاء المهملة وقال العقيلي لا يتابع على حديثه وذكره ابن حبان في الثقات وقال الدارقطني في السنن ليس بالقوي اه قلت قد عرفت ان الاختلاف غير مضر وتوثيق ابن حبان لعله حمل الزيلعي على تجويده وتقرير دلالته قد مر عن قريب

باب سنية الاستيعاب في مسح الرأس وسنية كونه مرة وبيان كيفية المسح. قال المؤلف في التلخيص الحبير (ص ٣١ ج ١) ما نصه وقال البيهقي روي من اوجه غريبة عن عثمانؓ وفيها مسح الرأس ثلثا الا انها مع خلاف الحفاظ الثقات ليست بحجة عند اهل المعرفة اه وفيه ايضا

کی حاجت ہے پس ضرور ہے کہ ان صحابہ کو یہ حکم حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا ہوگا اور باقی دوسری روایت پر (جس میں غسل منقول ہے) وجہ استدلال یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ یہ غسل متضمن وضو کو ہے کیونکہ اگر یہ وضو متحقق نہ ہو تو ایسا غسل مس قرآن کے لیے کافی نہیں اس طور پر بھی یہ اثر نیت وضو میں ہے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ (ایکبار) اپنی تلوار گلے میں ڈالے ہوئے نکلے تو ان سے کہا گیا کہ تمہارے بہنوئی اور بہن بددین ہوگئی ہیں پس حضرت عمرؓ ان دونوں کے پاس آئے اس حال میں کہ ان کے پاس ایک شخص مہاجرین میں سے تھے جن کو خباب کہتے ہیں اور یہ لوگ سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے سو حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ کتاب (یعنی قرآن) جو تمہارے پاس ہے دو تاکہ میں (بھی) پڑھوں اور حضرت عمرؓ خواندہ تھے انکی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اس کتاب کو بجز باطہارت لوگوں کے کوئی نہیں چھو سکتا سو اگر تم اسکو لینا چاہو تو اٹھو اور نہالو یا وضو کرلو پس حضرت عمرؓ اٹھے اور وضو کیا پھر قرآن مجید کو اپنے ہاتھ میں لیا اور طٰہٰ کو پڑھا اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور نصب الرایہ میں اسکی سند کو اچھا کہا ہے۔

باب اس بیان میں کہ ایکبار پورے سر کا مسح کرنا مسنون ہے اور یہ

کہ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا ... روایت کی عمرو بن یحیی نے اپنے باپ سے کہا میں عمرو بن ابی حسن کے پاس حاضر ہوا انہوں نے عبد اللہ بن زید سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کے متعلق سوال کیا سو انہوں نے پانی کا ایک برتن منگایا اور ان لوگوں کو وضو کر کے دکھلایا

فغسلهما ثلثا ثم ادخل يده في الاناء فمضمض واستنشق واستنثر ثلثا بثلث غرفات من ماء ثم ادخل يده في الاناء فغسل وجهه ثلثا ثم ادخل يده في الاناء فغسل يديه الى المرفقين مرتين مرتين ثم ادخل يده في الاناء فمسح برأسه فاقبل بيده وادبر بها ثم ادخل يده في الاناء فغسل رجليه حدثنا موسى قال حدثنا وهيب وقال مسح برأسه مرة رواه البخاري[1] عن عبد الرحمن بن ابي ليلى قال رأيت عليا رض توضأ فغسل وجهه ثلاثا وغسل ذراعيه ثلثا ومسح برأسه واحدة ثم قال هكذا توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه ابو داؤد[2] وسكت عليه وفي التلخيص الحبير[3] بسند صحيح

اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر سر کا مسح کیا اس طرح کہ اپنا ہاتھ آگے کو لائے اور اسکو پیچھے کو بھی لے گئے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ سر کا ایک بار مسح کیا اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

عبد الرحمن بن ابی لیلے سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رض کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اسطرح کہ منہ تین بار دھویا اور دونوں ہاتھ تین بار دھوئے۔ اور سر کا مسح ایکبار کیا پھر فرمایا کہ اسیطرح وضو کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور اسپر سکوت کیا ہے اور تلخیص حبیر میں اسکی سند کو صحیح کہا ہے۔

وقد قال ابو داؤد احاديث عثمان الصحاح كلها تدل على مسح الرأس انه مرة فانهم ذكروا الوضوء ثلثا وقالوا فيها ومسح رأسه ولم يذكروا عددا كما ذكروا في غيره وفي فتح الباري (ص ۱۵۸ ج ۱) وذكرنا قول ابي داؤد ان الروايات الصحيحة عن عثمان ليس فيها عدد لمسح الرأس انه اورد العدد من طريقين صحح احدهما غيره وهو ابن خزيمة كما في فتح الباري ص ۲۲۷ ج ۱) والزيادة من الثقة مقبولة فيحمل قول ابي داؤد على ارادة استثناء الطريقين الذين ذكرهما فكانه قال الا هذين الطريقين اھ ودلالة مجموع هذه الاحاديث على مسائل الباب ظاهرة مع انضمام حديث عبد الله بن زيد الدال على مواظبة استيعاب المسح وقد مر في باب المضمضة قال صاحب الهداية وقال الشافعي السنة هو التثليث بمياه مختلفة اعتبارا بالمغسول ثم قال والذي يروى من التثليث محمول عليه بماء واحد وهو مشروع على ما روي عن ابي حنيفة رح ولان المفروض هو المسح وبالتكرار (بمياه جديدة ۱۲ مؤلف) يصير غسلا فلا يكون مسنونا فصار كمسح الخف بخلاف الغسل لانه لا يضره التكرار اھ (ص ۸ ج ۱) قلت ورواية التثليث ذكرها في مجمع الزوائد (ص ۹۳ ج ۱) عن ابي هريرة رض باسناد رجاله رجال الصحيح ان رسول الله صلعم توضأ فمضمض ثلثا واستنشق ثلثا وغسل وجهه ثلثا وغسل يديه ثلثا ومسح برأسه ثلثا وغسل قدميه ثلثا رواه الطبراني في الاوسط اھ وتحمل رواية المسح مرتين على ما حملت عليه رواية التثليث وهي ما في مجمع الزوائد ايضا عن عبد الله بن

[1] ج ۱ ص ۳۲۔ مؤلف ۱۲ [2] ج ۱ ص ۱۷۔ مؤلف ۱۲ [3] ص ۲۹ ج ۱۔ مؤلف

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا اور پوری حدیث بیان کی جس میں اعضا کا تین تین بار دھونا ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور مسح کیا رسول اللہ صلعم نے سر اور دونوں کانوں کا ایکبار اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسپر سکوت کیا ہے اور ابن القطان نے کہا ہے کہ اسکی سند یا تو صحیح ہے یا حسن ہے (ابوداود جس حدیث کی سند پر کلام نہیں کرتے وہ ان کے نزدیک قابل حجت ہوتی ہے)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ فذکر الحدیث کلہ ثلثا ثلثا قال ومسح برأسہ واذنیہ مسحۃ واحدۃ رواہ ابوداؤد[۱] وسکت علیہ وفی النیل[۲] بعد عزوہ الی الامام احمد والی داؤد ما نصہ اعلہ الدارقطنی وتعقبہ ابوالحسن بن القطان فقال ما اعلہ بہ لیس علۃ وانہ اما صحیح او حسن انتہی

## باب

عن الربیع بنت معوذ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح برأسہ من فضل ماء کان فی یدہ رواہ ابوداؤد[۳] وسکت عنہ۔ عن عمران بن حارثۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خذ للرأس ماء جدیدا رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ دھیم بن قران ضعفہ جماعۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات (مجمع الزوائد[۴]) وفی العزیزی[۵] عزاہ الی الطبرانی فی الکبیر من روایۃ جاریۃ بن ظفر رضی اللہ عنہ ثم قال باسناد حسن عن عبد اللہ بن زید بن عاصم المازنی ثم الانصاری یذکر انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ فمضمض ثم استنثر ثم غسل وجہہ ثلثا ویدہ الیمنی ثلاثا والاخری ثلاثا ومسح برأسہ بماء غیر فضل یدہ وغسل رجلیہ حتی انقاھما رواہ مسلم[۶]

باب اس بیان میں کہ سر کے مسح کیلئے ہاتھوں کا بچا ہوا پانی کافی ہے اور جدید پانی سے مسح کرنا مستحب ہے

حضرت ربیع سے (جو صحابیہ ہیں) روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کا مسح اس پانی سے کیا جو آپ کے ہاتھوں میں بچا ہوا رہ گیا تھا اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور آپ پر سکوت فرمایا ہے۔ عمران بن حارثہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سر کے مسح کے لئے نیا پانی لیا کرو اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکی سند میں دھیم بن قران ہے جن کو ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اسی طرح مجمع الزوائد میں اور عزیزی میں اس حدیث کو جاریہ بن ظفر رضی اللہ عنہ کی روایت سے کبیر طبرانی کیطرف منسوب کیا ہے پھر کہا ہے کہ اسکی سند حسن ہے (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جدید پانی سر کے مسح کیلئے لینا چاہیے اور اس سے پہلی حدیث میں ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے مسح کرنا منقول ہے پس یہ حدیث استحباب پر اور اس سے

(ام عطیہ رضی عنہ) (رضی اللہ عنہا) (ابوداؤد رضی اللہ عنہ)

---

زیادۃ: ان النبی صلعم توضأ فغسل یدیہ مرتین ووجہہ ثلاثا ومسح برأسہ مرتین رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح (ص ۹۱ ج ۱)

باب کفایۃ البلۃ من فضل غسل الیدین فی مسح الرأس واستحباب الماء الجدید قولہ عن الربیع رض الخ قال المؤلف دلالتہ علی الجزء الاول من الباب ظاہرۃ قولہ عن عمران رض الخ دلالتہ علی الجزء الثانی من الباب بان الامر للاستحباب دفعا للتعارض بین الروایات کذا قالہ شیخی سلمہ اللہ القوی

قولہ عن عبد اللہ الخ قال المؤلف دلالتہ علی الجزء الثانی من الباب من حیث ان فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا محمول علی الاستحباب ظاہرۃ۔

---

[۱] مع عون ص ۴۳ ج ۱ [۲] ص ۱۵۵ ج ۱ [۳] مع عون ص ۴۵ ج ۱ [۴] ص ۹۱ ج ۱ [۵] ص ۲۲۶ ج ۲ [۶] مع نووی ص ۱۲۲ ج ۱

دونوں حدیثیں متعارض نہ رہیں حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضؓ سے روایت ہے کہ وہ ذکر کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے سر کا مسح فرمایا اس پانی سے جو آپ کے ہاتھ کا بچا ہوا نہ تھا (یعنی جدید پانی سے) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے

## باب

عن ابی موسی عن عمار فی حدیث طویل ثم اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک (ای تمرغی کالدابۃ ۱۲ مؤلف) لہ فقال انما یکفیک ان تصنع ھکذا فضرب بیدہ علی الارض فنفضھا ثم ضرب بشمالہ علی یمینہ وبیمینہ علی شمالہ علی الکفین ثم مسح وجہہ الحدیث رواہ ابوداؤد وسکت عنہ ورجالہ رجال الصحیح الا محمد بن سلیمان الانباری وھو صدوق کما فی التقریب عن عبد اللہ بن مسعود ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ عن الرجل یغتسل من الجنابۃ فیخطیء بعض جسدہ الماء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغسل ذلک المکان ثم یصلی رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون (مجمع الزوائد)

باب عدم افتراض الترتیب فی الوضوء قولہ عن ابی موسی رض الخ قال المؤلف قال صاحب البحر الرائق بعد نقلہ لما ثبت عدم الترتیب فی التیمم ثبت فی الوضوء لان الخلاف فیھما واحد ثم قال واما استدلال فی المعراج وغیرہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم نسی مسح رأسہ ثم تذکر فمسحھا ولم یعد غسل رجلیہ فقد قال النووی انہ ضعیف لا یعرف والحاصل انہ لا حاجۃ الی اقامۃ الدلیل علی عدم الافتراض لانہ الاصل ومدعیہ مطالب واما استدل بہ الزیلعی عن الشافعی من حدیث لا یقبل اللہ صلوۃ امرئ حتی یضع الطھور مواضعہ فیغسل یدیہ ثم یغسل وجہہ ثم یغسل ذراعیہ فقد اعترف النووی بضعفہ فلا حاجۃ الی الاشتغال بجوابہ وقال قبل ذلک اما استدل بہ النووی بان اللہ تعالی ذکر ممسوحا بین مغسولات والاصل جمع المتجانسۃ علی نسق واحد ثم عطف غیرھا ولا یخرج عن ذلک الا لفائدۃ وھی ھنا وجوب الترتیب فقد اجیب عنہ بان الفائدۃ التنبیہ علی وجوب الاقتصاد فی صب الماء علی الارجل لانھا مظنۃ الاسراف کما فی الکشاف وغیرہ (ج ا ص ۲۸) وقال المؤلف قال صاحب الجوہر النقی احتج الشافعی بظاہر الکتاب ثم بحدیث عبداللہ بن زید فی صفۃ الوضوء قلت المذکور فی الکتاب بالواو وھی لا تقتضی الترتیب ثم فعلہ فی حدیث ابن زید لا یدل علی الوجوب وقد اتفق الشافعی وخصومہ علی انہ لو بدأ

حضرت عمار رضؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا (یعنی اس کا کہ غسل کے عوض تیمم کرنے کے لیئے میں جانور کی طرح زمین پر لوٹا) آپ نے فرمایا کہ صرف یہ کافی تھا کہ اسطرح کرتے پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور اس کو جھاڑا پھر اپنا بایاں ہاتھ داہنے پر اور داہنا ہاتھ بائیں پر دونوں کف دست پر ملا پھر منہ کا مسح کیا اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسپر سکوت کیا ہے اور اسکے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں سوائے محمد بن سلیمان کے اور وہ سچے ہیں فٹ کف دست سے مراد مجازاً ذراع یعنی ہاتھ کہنیوں تک ہیں اور یا یوں کہا جاوے کہ آپ نے تعلیم میں نمونہ پر کفایت فرمائی۔ **تقریر** صاحب بحر رائق نے اس حدیث کو نقل کرکے کہا ہے کہ جب تیمم میں عدم ترتیب ثابت ہوگئی تو وضو میں بھی ثابت ہوگئی کیونکہ اختلاف دونوں میں ایک ہی طرح کا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جو جنابت کی وجہ سے غسل کرے اور اسکے بدن کا کوئی حصہ پانی (پہنچنے) سے رہجاوے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ (صرف) وہ جگہ (جو خشک رہگئی ہے) دھو

[illegible]

من المرفق الی رؤس الاصابع جاز فلما لم یجب الترتیب ہنا مع ان الظاہر من قولہ تعالیٰ وایدیکم الی المرافق یقتضیہ فما لم یقتضہ اللفظ وہو ترتیب الاعضاء اولیٰ ان لا یجب ثم قال وفی حدیث ابی داؤد والنسائی ما یدل علی انہا لا تقتضی وہو ما اخرجاہ عن حذیفۃ انہ علیہ السلام قال لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء فلان ولکن قولوا ما شاء اللہ ثم شاء فلان فلو کانت الواو للترتیب لساوت ثم ولما فرق علیہ السلام بینہما انتہی (ج ا ص ۲۱ و ۲۲) واما ما فی حدیث عثمان رض فی اول باب صفۃ الوضوء من حرف ثم الدالۃ علی الترتیب فقال فی البذل مجیبا عن الاستدلال بہا علی الترتیب (ص ۲۷ ج ۱) وقد استدل بما وقع فی حدیث الباب من الترتیب بثم علی وجوب الترتیب بین اعضاء الوضوء وقال ابن مسعود رض ومکحول ومالک وابو حنیفۃ وداود والمزنی والثوری والبصری وابن المسیب وعطاء والزہری والنخعی انہ غیر واجب ولا ینتہض الترتیب بثم فی حدیث الباب علی الوجوب لانہ من لفظ الراوی وغایتہ انہ وقع من النبی علی تلک الصفۃ والفعل بمجردہ لا یدل علی الوجوب اھ وقال العلامۃ العینی قال امام الحرمین والشافعی (۱۲ مؤلف) تکلف اصحابنا فی نقل ان الواو للترتیب واستشہدوا بامثلۃ فاسدۃ والحق انہا لا تقتضی ترتیبا ومن ادعاہ فہو مکابر وقال النووی ہو الصواب (ج ا ص ۱۱۴)

قولہ عن عبد اللہ رض الخ قال المؤلف قولہ فی الحدیث تخطی بعض جسدہ الماء عام شامل لکل عضو من اعضاء الغسل والغسل لا یخلو عن الوضوء وذلک العضو قد یکون غسل بقیتہ مقرونا للترتیب فثبت ان الترتیب غیر واجب قال المؤلف ہذا کلہ کان کلاما علی عدم افتراض الترتیب واما کون الترتیب سنۃ فلمواظبتہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی السعایۃ ومنہا تقدیم المضمضۃ علی الاستنشاق عدہ صاحب البحر من السنن وایدہ بالاجماع ووجہہ ان ظاہر الاخبار عن النبی صلعم واصحابہ رض ہو ہذا ولم یحک احد تقدیم الاستنشاق علی المضمضۃ (ج ا ص ۱۲۲ علوی) واما ما نقلہ الزیلعی فی تخریج الہدایۃ (ص ۲۰ ج ۱) مستدلا علی عدم وجوب الترتیب عن بسر بن سعید قال اتی عثمان المقاعد فدعا بوضوء فمضمض واستنشق ثم غسل وجہہ ثلثا ویدیہ ثلثا ثلثا ورجلیہ ثلثا ثلثا ثم مسح برأسہ ثم قال رأیت رسول اللہ صلعم ہکذا یتوضأ یا ہؤلاء کذلک قالوا نعم لنفر من اصحاب رسول اللہ صلعم عندہ رواہ الدارقطنی فلا یصلح للاحتجاج فان الدارقطنی قال بعد تخریجہ

نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے راوی توثیق کیے گئے ہیں (مجمع الزوائد) لفقہ ... چونکہ غسل وضوء سے خالی نہیں ہوتا اور بعض صورتوں میں خاص اسجگہ کو دھویا جاوے گا جو خشک رہگئی ہے تو اعضاء وضوء کے دھونے میں ترتیب باقی نہ رہیگی مثلاً ہاتھ کا کوئی حصہ رہگیا اور غسل کر چکا اور پیر بھی دھو چکا اب جبکہ ہاتھ کے اس حصے کو دھوئیگا تو بعد پیر دھونے کے دھوئیگا اور ترتیب اس صورت میں باقی نہ رہے گی اور نماز اس وضوء سے جائز نہ ہوگی حالانکہ آپ فرما رہے ہیں کہ صرف اسجگہ کو دھو کر نماز پڑھ لے یعنی نماز کی صحت کے لیے یہ وضوء کافی ہے پس ثابت ہوگیا کہ وضوء میں ترتیب ضروری نہیں

(۱) البسملۃ علی غیر ... (۲) العفص اعم ... فی ... (۳) فسنون منی ... (۴) الجبین فانہ ... (۵) حد المرافق و ... (۶) الخ یا تعالیٰ ... (۷) دلکہا عن بعض ... (۸) وارجلین ووجہ ... (۹) الاصابع فی الیدین ... (۱۰) البدایۃ من ... (۱۱) ولمن السنن ... (۱۲) فتح الباری ...

استحباب التيامن

## باب

**عن عائشة رض قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يعجبه التيمن في تنعله وترجله وطهوره**

(ص ۲۳ ج ۱) الصحيح الا التاخير في مسح الرأس فانه غير محفوظ الى آخر الكلام الطويل (فائده) عن المقدام بن معديكرب قال اتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بوضوء فتوضأ فغسل كفيه ثلاثا وغسل وجهه ثلاثا ثم غسل ذراعيه ثلاثا ثلاثا ثم مضمض واستنشق ثلاثا ثلاثا ثم مسح برأسه واذنيه ظاهرهما وباطنهما رواه ابو داود واحمد وزاد وغسل رجليه ثلاثا ثلاثا واسناده صالح وقد اخرجه الضياء في المختارة وهو يدل على عدم وجوب الترتيب بين المضمضة والاستنشاق وغسل الوجه واليدين كذا في نيل الاوطار (ص ۱۳۹ ج ۱) وقال الدارقطني (ص ۳۵ ج ۱) حدثنا ابراهيم بن حماد ثنا العباس بن يزيد ثنا سفيان بن عيينة حدثني عبد الله بن محمد بن عقيل ان علي بن حسين ارسله الى الربيع رض بنت معوذ يسألها عن وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت انه كان يأتين وكانت تخرج له الوضوء قال فاتيتها فاخرجت الي اناء فقالت في هذا كنت اخرج له الوضوء لرسول الله صلى الله عليه وسلم فيبدأ فيغسل يديه قبل ان يدخلهما ثلاثا ثم يتوضأ فيغسل وجهه ثلاثا ثم يمضمض ثلاثا ويستنشق ثلاثا ثم يغسل يديه ثم يمسح برأسه مقبلا ومدبرا ثم غسل رجليه قالت وقد اتاني ابن عم لك تعني ابن عباس رض فاخبرته فقال ما اجد في الكتاب الا غسلتين ومسحتين الحديث قلت ورجال سنده محتج بهم فابراهيم هذا قال الدارقطني ثقة (ج ۱ ص ۲۲۹) وعباس بن يزيد وثقوه الا ان بعضهم قد تكلم فيه كما يحصل من تهذيب التهذيب (ج ۵ ص ۱۳۴) ولا يضر ذلك الكلام وسفيان امام حجة من رجال الجماعة وابن عقيل مختلف فيه وفي الميزان قلت حديثه في مرتبة الحسن اھ (ص ۸۶ ج ۲) وفي مجمع الزوائد (ج ۱ ص ۱۰۶) قال الترمذي صدوق وقد تكلم فيه بعض اهل العلم من قبل حفظه سمعت محمد بن اسمعيل يعني البخاري يقول كان احمد بن حنبل واسحق بن ابراهيم والحميدي يحتجون بحديث ابن عقيل اھ وعلي بن حسين زين العابدين رح ثقة ثبت عابد فقيه فاضل مشهور من رجال الجماعة كما في التقريب (ص ۱۴۸) وهذا الحديث يدل على عدم وجوب الترتيب بين المضمضة والاستنشاق وبين غسل الوجه۔

باب استحباب التيامن قوله يعجبه الخ قال في المجمع والمحبوبية لا تستلزم المواظبة لان

باب وضو میں اپنی طرف سے ابتدا کرنے کے مستحب ہونے کا

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آتا تھا اپنی جانب سے ابتدا کرنا جوتہ پہننے میں اور شانہ کرنے میں اور طہور میں یعنی وضو اور غسل) میں

فی شانہ کلہ رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأتم فابدؤا بمیامنکم اخرجہ الاربعۃ وصححہ ابن خزیمۃ (بلوغ المرام)

## باب

عن نافع ان عبد اللہ بن عمر بال فی السوق ثم توضأ وغسل وجہہ ویدیہ ومسح برأسہ ثم دعی لجنازۃ لیصلی علیہا حین دخل المسجد فمسح علی خفیہ ثم صلی علیہا رواہ مالک فی المؤطا واسنادہ صحیح جلیل

جمیع المستحباب محبوبۃ لہ ومعلوم انہ لم یواظب علیہ کلہا والا لم تکن مستحبۃ بل مسنونۃ لکن اخرج ابوداؤد وابن ماجۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأتم فابدؤا بمیامنکم وغیر واحد ممن حکی وضوءہ صلی اللہ علیہ وسلم صرحوا بتقدیمہ الیمنی علی الیسری وذلک یفید المواظبۃ لانہم انما یحکون وضوءہ الذی ہو عادتہ فیکون سنۃ ومثلہ (ای مثل الاستیعاب ویفید فی ابن قدر) تثبت سنیۃ الاستیعاب (فی المسح ۱۲ مؤلف) لانہم کذلک حکوا المسح کذا فی فتح القدیر لکن المواظبۃ لا تفید السنیۃ الا اذا کانت علی سبیل العبادۃ واما اذا کانت علی سبیل العادۃ فتفید الاستحباب والندب لا السنیۃ کلبس الثوب والاکل بالیمین ومواظبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی التیامن کانت من قبیل الثانی فلا تفید السنیۃ کذا فی شرح الوقایۃ (ج ا ص ۲۹) قال المؤلف اما قولہ کانت من قبیل الثانی فممنوع لانہ اقتران التطہر بالنعل والرجل وفی سنن الدارقطنی (ج ا ص ۳۳) عن عبد اللہ بن مسعود رض انہ سئل عن رجل توضأ فبدأ بمیاسرہ فقال لا بأس صحیح اھ

باب عدم افتراض الولاء قولہ فمسح الخ وفی البحر قال النووی فی شرح المہذب وہو اثر صحیح والاستدلال بہ حسن فان ابن عمر فعلہ بحضرۃ حاضری الجنازۃ ولم ینکر علیہ (ج ا ص ۲۹) وعدہ شارح الوقایۃ من السنن قال المؤلف ویمکن اثبات المواظبۃ علی الولاء ولا یثبت بہ السنیۃ بان السکوت فی معرض البیان بیان فلو کان فی ترک الولاء کثرۃ لنقل لا محالۃ لان الوضوء کثیر وقوعہ فیستبعد فیہ العادۃ ان الفعل الذی یکون خلاف الاصل یقع کثیرا ولا ینقل بخلاف الولاء لانہ ہو الاصل بمقتضی العادۃ فلا یحتاج الی نقلہ صریحا کذا افادہ شیخی واما ما فی المنتقی (ج ا ص ۱۲۹) عن خالد بن معدان عن بعض

(غرض اسب کاموں میں آپ)
حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے کہ جب تم وضو کرو تو اپنا داہنی طرف سے ابتدا کیا کرو اسکو اصحاب سنن اربعہ نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اسکو صحیح کہا (بلوغ المرام)

باب اس بیان میں کہ وضو میں اعضاء کا پیاپے دھونا واجب نہیں ہے

حضرت نافع (تابعی) سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رض (صحابی جلیل) نے پیشاب کیا بازار (کے کسی خاص موقع) میں پھر وضو کیا اور منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا پھر کسی جنازہ کے لیے بلائے گئے تاکہ اسپر نماز پڑھیں سو جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو (فقط) موزوں پر مسح کیا پھر اس (جنازہ) پر نماز پڑھی اسکو امام مالک نے مؤطا میں روایت کیا ہے اور اسکی سند صحیح ہے۔

ا ج ا ص ۹ ۱۲ مؤلف
۲ ج ا ص ۹ ج ا ۱۲ مؤ
۳ طحاوی فی الاجل
۴ والاجل قالہ السعدی
۵ فی حاشیۃ العنایۃ
۶ ج ا ص ۲ ج ۱۲ مؤلف
۷ ص ۱۲ مطبوع
۸ مجتبائی دہلی ۱۲ مؤلف

## باب

عن فليح بن سليمان عن نافع عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال من توضأ ومسح بيديه على عنقه وقي الغل يوم القيمة رواه ابو الحسين بن فارس باسناده وقال هذا ان شاء الله حديث صحيح التلخيص الحبير ص ٥٩

عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من توضأ ومسح على عنقه وقي الغل يوم القيمة رواه ابو منصور الديلمي في مسند الفردوس بسند ضعيف شرح احياء العلوم ص ٢٥٠ للعلامة الزبيدي

ازواج النبي صلى الله عليه وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رائى رجلا يصلي في ظهر قدمه لمعة قدر الدرهم لم يصبها الماء فامره رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يعيد الوضوء رواه احمد وابو داؤد وزاد والصلوة قال الاثرم قلت لاحمد هذا اسناده جيد قال جيد اه وهو يدل على وجوب الموالاة فان الاصل في لفظ الامر الوجوب ولا تعارض بين المرفوع والموقوف فالجواب عنه بانه محمول على الاستحباب لان في حديث آخر يدل على عدم الوجوب وهو ما في صحيح مسلم (ج ١ ص ١٢٥) عن عمر بن الخطاب رضـ ان رجلا توضأ فترك موضع ظفر على قدمه فابصره النبي صلى الله عليه وسلم فقال ارجع فاحسن وضوءك فرجع ثم صلى اه لانه امره فيه بالاحسان لا بالاعادة والاحسان يحصل بمجرد اسباغ غسل ذلك العضو فلا بد من التطبيق بينهما فنقول ان الامر بالاعادة محمول على الاستحباب والامر بالاحسان محمول على الايجاب واثر ابن عمر يؤيد ما ثبت من الاحاديث من عدم وجوب الموالاة۔

**باب استحباب مسح الرقبة:** قال المؤلف دلت هذه الاحاديث على استحباب مسح الرقبة ولا يمكن القول بسنيته لعدم نقل المواظبة وفي الدر المختار (ص ٢٩ ج ١) ومستحبه الى ان قال ومسح الرقبة بظهر يديه لا الحلقوم لانه بدعة وفي رد المحتار قوله لانه بدعة اذ لم يرد في السنة اه قلت ان اللفظ الذي ورد في الحديث هو العنق يشمل مقدمها وهو الحلقوم ومؤخرها وهو معنى الرقبة على احد القولين في اللغة ففي القاموس الرقبة محركة العنق او اصل مؤخره اه وهذا المعنى الاخير هو المراد عند الفقهاء فانهم يريدون بمسح الرقبة مسح ظهر العنق ولكن لما ثبت هذا لم يصح تخصيص استحباب المسح بظهر العنق ولا كون مسح الحلقوم بدعة فان كونه بدعة قد علل بعدم الورود وقد ورد في اللفظ العام الشامل له فافهم وتحقق۔

### باب گردن کے مسح کا مستحب ہونا

حضرت ابن عمر رضـ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کرے وہ قیامت کے روز طوق سے محفوظ رکھا جاویگا اسکو ابو الحسین بن فارس نے اپنی سند سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث انشاء اللہ صحیح ہے اسی طرح ہے تلخیص حبیر میں۔

حضرت ابن عمر رضـ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص وضو کرے اور گردن کا مسح کرے وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رکھا جاویگا اس کو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ضعیف سند سے روایت کیا ہے اسیطرح ہے شرح احیاء العلوم میں

باب اس بیان مین کہ چہرے کی روشنی اور ہاتھ پاؤں کی روشنی کا طویل کرنا مستحب ہے یعنی منھ کو اور ہاتھ پاؤن کو مقدار فرض سے بڑھا کر دھونا چاہیے تاکہ قیامت مین ان اعضاء کی روشنی دور تک ہو

## باب

عن نعیم بن عبد اللہ المجمر قال رأیت ابا ہریرۃ یتوضأ فغسل وجہہ فاسبغ الوضوء ثم غسل یدہ الیمنی حتی اشرع فی العضد ثم یدہ الیسری حتی اشرع فی العضد ثم مسح برأسہ ثم غسل رجلہ الیمنی حتی اشرع فی الساق ثم غسل رجلہ الیسری حتی اشرع فی الساق ثم قال ہکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ وقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتم الغر المحجلون یوم القیمۃ من اسباغ الوضوء فمن استطاع منکم فلیطل غرتہ وتحجیلہ رواہ مسلم[1]

نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت ہے کہ انھون نے فرمایا کہ مین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا اسطرح کہ انہون نے منھ دھویا اور خوب اچھی طرح دھویا پھر اپنا داہنا ہاتھ دھویا یہانتک کہ بازو دھو لیا پھر اسی طرح بایان ہاتھ دھویا پھر سر کا مسح فرمایا پھر داہنے پیر کو دھویا یہان تک کہ پنڈلی کو دھو لیا پھر اسیطرح بایان پیر دھویا پھر فرمایا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے اور (یہ بھی) کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے کہ تم قیامت کے روز بوجہ کامل (یعنی خوب اچھی طرح) وضو کرنے کے روشن چہرہ اور روشن دست و پا ہوگے سو جس شخص کو تم مین سے (چہرے کی روشنی اور دست و پا کی روشنی کا دراز کرنا) ممکن ہو تو وہ اپنے چہرے اور دست و پا کی روشنی کو دراز کرے (یعنی مقدار فرض سے بڑھا کر دھوئے تاکہ قیامت کے دن اسکی وجہ سے روشنی طویل حاصل ہو) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

باب استحباب اطالۃ الغرۃ والتحجیل فی الوضوء قولہ عن نعیم الخ قال المؤلف ودلالتہ علی الباب ظاہرۃ والحدیث نقلہ فی الترغیب للمنذری (ج ۱ ص ۳۹) بلفظ ان امتی یدعون یوم القیمۃ غرا محجلین من آثار الوضوء فمن استطاع ان یطیل غرتہ فلیفعل رواہ البخاری ومسلم وقد قیل ان قولہ من استطاع الی آخرہ انما ہو مدرج من کلام ابی ہریرۃ موقوف علیہ ذکرہ غیر واحد من الحفاظ واللہ اعلم اھ وفی التلخیص الحبیر (ص ۲ ج ۱) ولمسلم فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ وتحجیلہ ورواہ احمد من حدیث نعیم وعندہ قال نعیم لا ادری قولہ من استطاع الی آخرہ من قول ابی ہریرۃ او فی الحدیث قلت فاثبت اطالۃ التحجیل من فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث الباب وقول الصحابی حجۃ عندنا اذا لم یخالف المرفوع فلا یضر ادراج ذلک الکلام فی مقصود الباب وفی رد المحتار (ص ۳۵ ج ۱) وفی البحر واطالۃ الغرۃ تکون بالزیادۃ علی الحد المحدود وفی الحلیۃ والتحجیل یکون فی الیدین والرجلین وہل لہ حد لم اقف فیہ علی شئ لاصحابنا ونقل النووی اختلاف الشافعیۃ فیہ علی ثلثۃ اقوال الاول انہ یستحب الزیادۃ فوق المرفقین والکعبین بلا توقیت الثانی الی نصف العضد والساق الثالث الی المنکب والرکبتین قال والاحادیث تقتضی ذلک کلہ اھ ونقل ط[2] الثانی عن شرح الشرعۃ مقتصرا علیہ اھ

[1] ص ۱۲۶ ج ۱ ۔ ۱۲ نعیم

[2] یعنی بہ الطحطاوی

ولعل ذلک باعتبار الاطلاق الاحادیث وعمومہا لکنہا الان کلہا ان ذلک ورد فیہ حدیث مستقل فاحفظ ۱۲ منہ

## باب

عن عائشة رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یتوضأ بعد الغسل رواہ الترمذی[1] وقال ھذا قول غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین ان لا یتوضأ بعد الغسل وعزاہ العزیزی الی الامام احمد والنسائی وابن ماجۃ والحاکم ایضا ثم قال قال الشیخ حدیث صحیح عن ابن عباس رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ بعد الغسل فلیس منا رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط والصغیر وفی اسناد الاوسط سلیمان بن احمد کذبہ ابن معین وضعفہ غیرہ ووثقہ عبدان (مجمع[2] الزوائد) قلت قد عرفت غیر مرۃ ان الاختلاف غیر مضر

قلت وفی تلخیص الحبیر (ص ۳۲ ج ۱) روی مسلم من حدیث ابی حازم قال کنت خلف ابی ھریرۃ وھو یتوضأ للصلوۃ فکان یمد یدہ حتی یبلغ ابطیہ فقلت یا ابا ھریرۃ ما ھذا الوضوء فقال یا بنی فروخ انتم ھھنا لو علمت انکم ھھنا ما توضأت ھذا الوضوء فقال سمعت خلیلی یقول تبلغ الحلیۃ من المؤمن حیث یبلغ الوضوء اھ وفیہ ایضا قال ابن ابی شیبۃ حدثنا وکیع عن العمری عن نافع ان ابن عمر کان ربما بلغ بالوضوء ابطیہ فی الصیف ورواہ ابو عبید باسناد اصح من ھذا فقال ثنا عبد اللہ بن صالح ثنا اللیث عن محمد بن عجلان عن نافع اھ قلت اسنادھما حسن کما فی فتح الباری (ج ۱ ص ۲۰۸) قلت ان الاطالۃ تحصل بشیء زائد علی المحدود ولکن حصول کمالہا موقوف علی غسل العضو الی منتہاہ وھو ظاھر وفی فتح الباری (ص ۲۰۸ ج ۱) واما دعواہم (ای ابن بطال وطائفۃ من المالکیۃ) اتفاق العلماء علی خلاف مذھب ابی ھریرۃ رضی فی ذلک فھی مردودۃ بما نقلناہ عن ابن عمر رضی وقد صرح باستحبابہ جماعۃ من السلف واکثر الشافعیۃ والحنفیۃ

**باب** کراھیۃ الوضوء بعد الغسل **قولہ** عن عائشۃ رض الخ قلت ترکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الوضوء بعد الغسل عادۃ ودواما مع حرصہ علی تحصیل الطاعات دلیل الکراھیۃ **قولہ** عن ابن عباس الخ وقال الموقف دلالتہ علی الباب ظاھرۃ

باب غسل کے بعد وضو کرنے کی کراہت کا

حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہ کرتے تھے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہی اور کہا ہے کہ یہی قول ہے بہت سے صحابہ رض کا اور تابعین کا کہ غسل کے بعد وضو نہ کرے اور اس حدیث کو عزیزی نے امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم کیطرف بھی منسوب کیا ہی پھر کہا ہی کہ (ہمارے) شیخ نے کہا کہ (یہ) حدیث صحیح ہے۔ حضرت ابن عباس رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص غسل کے بعد وضو کرے وہ ہم میں سے نہیں ہی (یعنی ہمارے طریق کے خلاف ہے) اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اسیطرح ہے مجمع الزوائد میں

باب کراھیۃ الوضوء بعد الغسل

[1] ج ا ص ۱۶۔ مؤلف [2] ص ۱۱۳ ج ا المؤلف

## باب

عن ابن عباس رضؓ قال اغتسل بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جفنۃ فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتوضأ منہ فقالت یا رسول اللہ انی کنت جنبا فقال ان الماء لا یجنب رواہ الترمذی وقال حسن صحیح عن عائشۃ رضؓ قالت کنت اغتسل انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اناء بینی وبینہ واحد فیبادرنی حتی اقول دع لی دع لی قالت وھما جنبان وفی روایۃ اخری کنت اغتسل انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد تختلف ایدینا فیہ

باب جواز الوضوء والغسل من فضل طہور المرأۃ وماء الجنب والحائض قولہ عن ابن عباس الخ قال المؤلف دلالتہ علی جواز التوضی بفضل ماء غسل المرأۃ ظاہرۃ وتعلیلہ صلی اللہ علیہ وسلم بان الماء لا یجنب یدل فی الظاہر علی انہ لا تاثیر لہ فیہ قولہ عن عائشۃ رضؓ الخ قال المؤلف دلالتہ علی جواز اغتسال الرجل من فضل ماء غسل المرأۃ واغتسال المرأۃ من فضل ماء غسل الرجل ظاہرۃ قولہ عن ابن عباس الخ الآخر من الباب قال المؤلف دلالتہ علی ان توضی الرجل من فضل وضوء المرأۃ جائز ظاہرۃ وحیث لا فرق بین غسل الجنابۃ وغسل الحیض علمنا ان الحکم فی ذلک کلہ واحد وبہ قالت الائمۃ الثلثۃ کما فی رحمۃ الامۃ ولا بأس بالوضوء والغسل من فضل ماء الجنب والحائض باتفاق الثلثۃ وقال احمد لا یجوز للرجل ان یتوضأ من فضل وضوء المرأۃ اذا لم یشاہدہا ووافق احمد علی انہ یجوز للمرأۃ الوضوء من فضل الرجل والمرأۃ (ص ۹) وقال النووی فی شرح صحیح مسلم واما تطہیر الرجل والمرأۃ من اناء واحد فہو جائز باجماع المسلمین لہذہ الاحادیث التی فی الباب واما تطہیر المرأۃ بفضل الرجل جائز بالاجماع ایضا واما تطہیر الرجل بفضلہا فہو جائز عندنا وعند مالک وابی حنیفۃ وجماہیر العلماء سواء خلت بہ او لم تخل قال بعض اصحابنا ولا کراہۃ فی ذلک للاحادیث الصحیحۃ الواردۃ بہ وذہب احمد بن (محمد بن) حنبل وداود الی انہا اذا خلت بالماء واستعملتہ لا یجوز للرجل استعمال فضلہا وروی ہذا عن عبداللہ بن سرجسؓ (من الصحابۃ) والحسن البصری (من التابعین) وروی عن احمد کمذہبنا (ج ۱ ص ۱۴۸) وفی موطا الامام محمد رح (ص ۸۱ و ۸۲) لا بأس

باب اس بیان میں کہ وضو اور غسل عورت کے وضو و غسل کے بچے ہوئے پانی اور جنب اور حائض کے بچے ہوئے پانی سے جائز ہے

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات نے ایک لگن میں (رکھے ہوئے پانی کے لیکر) غسل کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس (بچے ہوئے پانی) سے وضو کرنا چاہا تو ان بی بی نے عرض کیا کہ ای رسول اللہ میں جنبی تھی آپ نے فرمایا کہ پانی جنبی نہیں ہوتا ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے جو میرے اور آپکے درمیان میں ہوتا تھا اور آپ (پانی لینے میں) مجھسے جلدی کرتے تھے یہاں تک کہ میں کہتی تھی میرے لیے چھوڑ دیجئے میرے لیے چھوڑ دیجئے تاکہ میں بھی باقی پانی لوں فرمایا حضرت عائشہ رضؓ نے اور وہ دونوں (یعنی میں اور رسول اللہ) جنب ہوتے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ میں اور رسول اللہ ایک برتن سے جنابت کا غسل کرتے تھے (اور) آپس میں ہمارے ہاتھ آگے پیچھے پڑتے تھے اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

ج ۱ ص ۲۰ — الموطا ج ۱ ص ۱۰ — نقیۃ — الحافظ — الطحاوی — اثر — نیل الاوطار — ج ۱ ص ۲۴ موارد

من الجنابة رواه مسلم عن ابن عباس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اراد ان یتوضأ فقالت له امرأة من نسائه انی توضأت من هذا فتوضأ منه وقال ان الماء لا ینجسه شیء رواه البزار ورجاله ثقات (مجمع الزوائد)

بفضل وضوء المرأة وغسلها وسورها وان کانت جنبا او حائضا بلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یغتسل هو وعائشة رض من اناء واحد یتنازعان الغسل جمیعا فهو فضل غسل المرأة الجنب وهو قول ابی حنیفة رح اھ کذا قال واما الاحادیث الناهیة عن فضل طهور المرأة فمنها ما فی نیل الاوطار (ج ۱ ص ۲۶) عن الحکم بن عمرو الغفاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نهی ان یتوضأ الرجل بفضل طهور المرأة رواه الخمسة (ای الامام احمد واصحاب السنن الاربعة) الا ان ابن ماجه والنسائی قالا وضوء المرأة وقال الترمذی هذا حدیث حسن وقال ابن ماجه وقد روی بعده حدیثا آخر الصحیح الاول یعنی حدیث الحکم وصححه ابن حبان ایضا اھ ومنها ما فی بلوغ المرام (ص ۳ ج ۱ فاروقی دہلی) عن رجل صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تغتسل المرأة بفضل الرجل او الرجل بفضل المرأة ولیغترفا جمیعا اخرجه ابو داود والنسائی واسناده صحیح اھ ومنها ما فی مجمع الزوائد (ج ۱ ص ۱۱۲) عن میمونة رض (ای الزوجة ۱۲ منه) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یتوضأ بفضل غسلها من الجنابة رواه احمد ورجاله رجال الصحیح اھ والجواب عن هذه الاحادیث بانها محمولة علی کراهة التنزیه کما قال فی النیل نقلا عن فتح الباری (ص ۲۶ ج ۱) ولا فرق فیه بین فضل الرجل للمرأة وفضل المرأة للرجل والدلیل المصرح علی جواز توضی الرجال والنساء معا من اناء واحد ما رواه الامام احمد فی مسنده (ج ۲ ص ۱۰۳) ثنا محمد بن عبید ثنا عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر ان الرجال والنساء کانوا یتوضؤن علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاناء الواحد جمیعا اھ وهذا سند رجاله رجال الجماعة ورواه الامام الشافعی رح فی مسنده اخبرنا مالک عن نافع عن ابن عمر رض انه کان یقول ان الرجال والنساء کانوا یتوضؤن فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمیعا اھ (ص ۳ مطبوعہ خلیلی آرہ) وفی نیل الاوطار (ص ۲۷ ج ۱) فاما غسل الرجل والمرأة ووضوءهما جمیعا فلا اختلاف فیه اھ (فائدہ) فی المیزان الکبری للعلامة العارف الشعرانی قدس سره (ج ۱ ص ۱۴۲ مصری)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے وضو کرنے کا ارادہ کیا تو ازواج مطہرات میں سے ایک بیوی نے عرض کیا کہ میں نے اس (پانی) سے وضو کیا ہے (اور یہ میری وضو کا بچا ہوا پانی ہے) آپ نے اسی (پانی) سے وضو کر لیا اور فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی (سوا اُن چیزوں کے جن کا پانی کو ناپاک کر دینا شریعت میں وارد ہے اور عورت کا وضو کرنا اس میں داخل نہیں ہے) اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اسی طرح ہے مجمع الزوائد میں

[illegible]

## باب

عن الحسين رض بن علي قال دعا علي رض بوضوء فقرب له فغسل كفيه ثلاث مرات قبل ان يدخلهما في وضوئه ثم مضمض ثلثا واستنشق ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل يده اليمنى الى المرفق ثلثا ثم اليسرى كذلك ثم مسح برأسه مسحة واحدة ثم غسل رجله اليمنى الى الكعبين ثلثا ثم اليسرى كذلك ثم قام قائما فقال لي ناولني فناولته الذي فيه فضل وضوئه فشرب قائما فعجبت فلما رآني قال لا تعجب فاني رأيت اباك النبي صلى الله عليه وسلم يصنع مثل ما رأيتني يقول بوضوئه هذا ويشرب فضل وضوئه قائما رواه النسائي والطحاوي وابن جرير وصححه ابو الشيخ (كنز العمال)

ومن ذلك قول الائمة الثلثة انه لا بأس بالوضوء والغسل من فضل ماء الجنب والحائض مع قول احمد انه لا يجوز للرجل ان يتوضأ من فضل وضوء المرأة اذا لم يكن يشاهدها الى ان قال ووجه الثاني باقي طهارة المرأة من شدة القذارة عادة ولذلك قيد احمد ذلك بما اذا لم يكن يشاهدها فحملها على انها لم تكن نظيفة حال تطهرها لتلبس على بدنها فتقذر بخلاف ما اذا كان يشاهدها حال غسلها فانه يعلم من طهارة او انتفاع اهـ قلت والنساء ايضا يزعمن ان الرجال لا يحسنون الطهارة وان كان خلافا للواقع كما افاده شيخي فالوجه المذكور يوجد في فضل الرجل للمرأة ايضا وهذا اقرب ما علمت الى لفظ الحديث في تعليل حديث رجل رض صحب النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما تتبعت كتبا كثيرة وشاورت علماء عصري مع ذلك لم ينشرح به صدري بعد والله الهادي۔

**باب** استحباب شرب الماء الذي فضل عن الوضوء قائما قوله فشربه الخ قال المؤلف دلالته على الباب ظاهرة واعلم ان ما يتبادر من فضل الوضوء الماء الذي يغترف منه باليد لا ما يصيب من الاناء الصغير الذي لا يدخل فيه اليد افاده الشيخ وقوله فعجبت اي لانه قد ورد النهي عن الشرب قائما ففي العزيزي (ص ۳۹۱ ج ۳) نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الشرب قائما والاكل قائما رواه الضياء عن انس رض في المختارة باسناد صحيح فيكره تنزيها لكثرة آفاته ومضاره اهـ وفيه ايضا فيكره لانه خبث داء لان الاكل من الشرب قائما اهـ واما في مجمع الزوائد (ص ۴ ج ۱۴) عن عائشة رض قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يشرب قائما وقاعدا ويصلي منتعلا وحافيا وينفتل عن يمينه وعن شماله رواه الطبراني في الاوسط ورجاله ثقات اهـ فهو محمول على بيان الجواز

باب اس بیان میں کہ وضو سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے

(ت) حضرت سیدنا امام حسین رض سے روایت ہے کہ حضرت علی رض نے وضو کا پانی مانگا سو آپ کے پاس حاضر کیا گیا پس آپ پورا وضو کر کے کھڑے ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو (یہ برتن) دیدو میں نے ان کو وہ برتن دیا جس میں ان کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا انہوں نے اس کو کھڑے ہو کر پیا۔ میں نے (اس طرح پانی پینے سے) تعجب کیا کیونکہ کھڑے ہو کر پانی پینا بلا عذر مکروہ تنزیہی ہے) جب انہوں نے میرا تعجب دیکھا تو فرمایا کہ تعجب نہ کرو کیونکہ میں نے تمہارے نانا جان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھ کو دیکھا کہ ایسا ہی وضو کرتے تھے اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیتے تھے (لہذا یہ موقع کراہت سے مستثنی ہے) روایت کیا اس کو نسائی اور طحاوی اور ابن جریر نے اور صحیح کہا ہے ابو الشیخ نے (کنز العمال)

(ف) وضو سے بچے ہوئے پانی سے وہ پانی مراد ہے جس میں سے ہاتھ ڈال کر پانی لیا گیا ہے مثلاً لگن کا اور کسی ایسے ہی برتن میں پانی وضو کے لیے لیا اور پھر اسی میں سے چلو سے نکال کر وضو کیا تو اس برتن میں جو پانی بچ رہیگا اس کا پینا کھڑے ہو کر مستحب ہے اور اسی کو وضو کا بچا ہوا پانی کہینگے اور جو مثلاً چھوٹے برتن لوٹے وغیرہ کر وضو کیا اور اس کی ٹونٹی سے پانی نکالا ہاتھ نہیں

مستحم لشریف فرماتھے پھر وضو کیا اور یہ سب بیٹھے رہے تھے سومنہ تین بار دھویا پھر داہنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالا۔

## باب اس بیان میں کہ وضو کے بعد شرمگاہ پر یعنی پاجامہ کے اس موقع پر جہاں شرمگاہ ہے پانی چھڑکنا مسنون ہے۔

حکم یا ابن الحکم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پھر وضو فرمایا اور شرمگاہ (کے موقع پر) چھینٹا دیا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا اور اسپر سکوت فرمایا۔ حکم بن سفیان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرماتے تو پانی کا ایک (نفیعت) چلو لیتے اور اس سے اپنی شرمگاہ (کے موقع) پر چھینٹا دیتے۔ اسکو ابوداؤد اور امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور (ہمارے) شیخ نے کہا ہے کہ (یہ) حدیث صحیح ہے ایسا ہی عزیزی میں ہے۔ حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور آپ کو وضو سکھلایا سو جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلو پانی لیکر شرمگاہ کی طرف چھڑک دیا پس رسول اللہ (اس تعلیم کے موافق) اپنے وضو کے بعد (اسی طرح) چھڑک لیتے تھے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسمیں رشدین بن سعد ایک راوی ہیں جن کو ہیثم بن خارجہ نے ثقہ کہا ہے اور ایک روایت میں امام احمد نے (بھی) ثقہ کہا ہے اور دوسرے لوگوں نے ضعیف کہا ہے ایسا ہی مجمع الزوائد میں ہے اور پہلے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایسا اختلاف مضر نہیں۔

## باب

عن مجاهد عن الحكم او ابن الحكم عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم بال ثم توضأ ونضح فرجه رواه ابو داؤد وسكت عنه

عن الحكم بن سفيان كان (صلى الله عليه وسلم) اذا توضأ اخذ كفا من ماء فنضح به فرجه (يعنى آن موضع الازار كذا فى اشعة اللمعات ١٢ منه) رواه احمد وابو داؤد والنسائي وابن ماجه والحاكم قال الشيخ حديث صحيح كذا في العزيزي عن اسامة بن زيد عن النبي صلى الله عليه وسلم ان جبرئيل لما نزل على النبي فعلمه الوضوء فلما فرغ من وضوئه اخذ حفنة من ماء فرش بها نحو الفرج فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرش بعد وضوئه رواه احمد وفيه رشدين بن سعد وثقه هيثم بن خارجة واحمد بن حنبل في رواية وضعفه آخرون (مجمع الزوائد) وقد عرفت مرارا ان الاختلاف غير مضر۔

## باب

عن ابي النضر ان عثمان دعا بوضوء وعنده طلحة والزبير وعلي وسعد ثم توضأ وهم ينظرون فغسل وجهه ثلاث مرات ثم افرغ على يمينه ثلاث مرات ثم فرغ

**باب** سنية نضح الماء على الفرج بعد الوضوء **قوله** عن مجاهد الخ هو تردد بين اسمين والمسمى واحد وقال في تهذيب التهذيب (ص ۴۳۶ ج ۲) وقال الخلال عن ابن عيينة الحكم ليست له صحبة وكذا نقله الترمذي في العلل عن البخاري وقال ابن ابي حاتم في العلل عن ابيه الصحيح الحكم بن سفيان عن ابيه وكذا قال الترمذي في العلل عن البخاري والذهلي عن ابن المديني وصحح ابراهيم الحربي وابو زرعة وغيرهما ان للحكم بن سفيان صحبة اه قلت فقد عرفت مرارا ان الاختلاف غير مضر ودلالته على الباب ظاهرة لكن مع انضمام لفظ كان الواقع في الحديثين الذين بعد هذا الحديث **قوله** عن الحكم الخ قال المؤلف دلالته على الباب ظاهرة

**قوله** عن اسامة رض الخ قال المؤلف دلالته على الباب ظاهرة

**باب** استحباب رش الماء على الرجلين قبل غسلهما **قوله** ثم رش على رجله اليمنى الخ قال المؤلف

پھر بائیں ہاتھ پر تین بار پانی ڈالا پھر داہنے پیر پر پانی چھڑکا پھر اسکو تین بار دھویا پھر بائیں پیر پر پانی چھڑکا پھر اس کو تین بار دھویا پھر حاضرین سے فرمایا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح وضو فرماتے تھے جس طرح میں نے ابھی وضو کیا ہے سب نے کہا ہاں اور یہ اسلئے کہا کہ بعض لوگوں کے وضو کے متعلق ان کو کچھ خبر پہونچی تھی اس کو ابن منیع اور حارث اور ابو یعلے نے روایت کیا ہے۔ بوصیری نے کہا ہے کہ اسکے راوی ثقہ ہیں لیکن یہ منقطع ہے ابو النضر سالم نے حضرت عثمان رض سے نہیں سنا (کنز العمال) تقصیر ہیر اور در مختار میں جو موسم سرما کے ساتھ اسکا مقید کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ چھڑکنا آداب وضو میں سے ہے جبکہ پیر موزون میں ہوں جنکی وجہ سے احتمال ہو کہ ان میں پانی نہ پہونچیگا رہا یہ کہ فقہاء سے منقول ہے وضو سے پہلے چھڑکنا اور حدیث سے ثابت ہے درمیان وضو میں چھڑکنا سو بات یہ ہے کہ مقصود تو یہ ہے کہ پانی سہولت سے پیروں پر پہنچ جائے خصوصیت وقت کی خود مقصود نہیں ہے اور حدیث کی دلالت اس مقصود پر ظاہر ہے۔

على يساره ثلاث مرات ثم رش على رجله اليمنى ثم غسلها ثلاث مرات ثم رش على رجله اليسرى ثم غسلها ثلاث مرات ثم قال للذين حضروا انشدكم الله اتعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يتوضأ كما توضأت الآن قالوا نعم وذلك لشئ بلغه عن وضوء رجال رواه ابن منيع والحارث وابو يعلى قال البوصيري ورجاله ثقات الا انه منقطع ابو النضر سالم لم يسمع عن عثمان (كنز العمال) قلت الانقطاع غير مضر عندنا

## باب

## باب ایک وضو کا چند نمازوں کے لیے کافی ہونا اور ہر نماز کے لیے جدید وضو کا مستحب ہونا۔

عن بريدة رض قال كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يتوضأ عند كل صلوة فلما كان يوم الفتح صلى الصلوات بوضوء واحد فقال له عمر رض انك فعلت شيئا لم تكن تفعله فقال عمدا فعلته رواه مسلم (نيل[1]) عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لولا ان اشق على امتي لامرتهم عند كل صلوة بوضوء ومع كل وضوء بسواك رواه احمد باسناد حسن كذا في الترغيب المنذري[2] وفي المنتقى للشيخ ابن تيمية باسناد صحيح

حضرت بریدہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپ نے ایک وضو سے چند نمازیں پڑھیں پس حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ آپ نے (آج) وہ کام کیا ہے جو پہلے آپ (ادا) نہ کرتے تھے آپ نے فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا ہے تاکہ معلوم ہو جاوے

دلالته على الباب ظاهرة وقال الشيخ وتقييده في الدر المختار بالشتاء يدل على كون هذا الرش من الادب اذا كان في الرجلين ما يحتمل عدم وصول الماء اليهما واما ان المنقول عن الفقهاء رشهما قبل الوضوء والثابت بالحديث رشهما في اثناء الوضوء فكيف يدل عليه الحديث فالاصل ان المقصود هو الرش للسهولة في وصول الماء كيف ما كان وباي وجه حصل هذا المقصود ودلالة الحديث على هذا المقصود ظاهرة ولما لم تكن خصوصية الوقت مقصودا فلا يضر عدم وروده بخصوصه في الحديث فافهم

باب كفاية الوضوء الواحد لصلوات متعددة واستحباب تجديده لكل صلوة قوله عن بريدة الخ قال المؤلف دلالة مجموع الاحاديث على مجموع الباب ظاهرة واما ما رواه الترمذي (ص ۵ ج ۱) عن انس[3] ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يتوضأ لكل صلوة طاهرا او غير طاهر قال قلت لانس فكيف كنتم تصنعون انتم قال كنا نتوضأ وضوءا واحدا قال حسن غريب فـفعله صلى الله عليه وسلم في هذا الحديث محمول على اكثر احواله

۱ ج ۵ ص ۱۰۸ مؤلف ۲ ج ۱ ص ۱۹۹ مؤلف ۳ ج ۱ ص ۲۰۴ ۔ مؤلف

**باب** گوشہ چشم کے مسح کا مسنون ہونا حضرت ابوامامہ رضہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو بیان کیا (اور) کہا کہ جناب رسول اللہ آنکھوں کے گوشوں پر مسح فرمایا کرتے تھے اسکو ابوداود نے روایت کیا ہے (اور مطلب یہ ہے کہ گوشوں پر ہاتھ یا انگلی پھیر لیتے تھے)

## باب

حدثنا سليمان بن حرب قال ثنا حماد ح وحدثنا مسدد وقتيبة عن حماد بن زيد عن سنان بن ربيعة عن شهر بن حوشب عن ابي امامة ذكر وضوء النبي صلى الله عليه وسلم قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح الماقين قال الاذنان من الراس قال سليمان بن حرب يقولها ابو امامة قال قتيبة قال حماد لا ادري هو من قول النبي او من ابي امامة يعني قصة الاذنين قال قتيبة عن سنان ابي ربيعة قال ابوداود وهو ابن ربيعة كنيته ابو ربيعة اه رواه ابوداود[1]

## باب

عن المغيرة قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة في مسير فقال لي امعك ماء قلت نعم فنزل من راحلته فمشى حتى توارى في سواد الليل ثم جاء فافرغت عليه من الاداوة فغسل وجهه وعليه جبة من صوف فلم يستطع ان يخرج ذراعيه منها حتى اخرجهما من اسفل الجبة فغسل ذراعيه ومسح براسه ثم اهويت لانزع خفيه فقال دعهما فاني ادخلتهما طاهرتين ومسح عليهما رواه مسلم[2]

**باب** سنية مسح الماقين قوله حدثنا سليمان الخ قال المؤلف في سنده شهر بن حوشب هو مختلف فيه كما في غاية المقصود (ص ۱۳۱ ج ۱) عن الزيلعي قال ابن القطان في كتاب الوهم والايهام شهر بن حوشب ضعفه قوم ووثقه آخرون وممن وثقه احمد بن حنبل وابن معين وقال ابو زرعة لا باس به قال ابو حاتم ليس بدون ابي الزبير وغير هؤلاء يضعفه قال ولا اعرف لمضعفه حجة انتهى قلت وقد عرفت مرارا ان الاختلاف غير مضر وفيه ايضا سنان هو مختلف فيه ايضا كما في غاية المقصود ولكن لا ضرر لا سيما عند سكوت ابي داود عنهما ودلالته على الباب ظاهرة

**باب** عدم كراهة الاستعانة بغيره في صب الماء على الاعضاء في الوضوء قال المؤلف دلالة الحديث على الباب ظاهرة وفي الباب احاديث اخرى ضعاف مذكورة في تلخيص الحبير وقد ورد في المنع الاحاديث الضعاف

[1] ص ۱۳۱ و ۱۳۲ ج ۱ غاية المقصود ۱۲ مؤلف [2] ص ۱۳۴ ج ۱ مؤلف

**باب** اس بیان میں کہ وضو میں اعضاء پر پانی ڈالنے میں دوسرے سے مدد لینا مکروہ نہیں ہے

حضرت مغیرہ رضہ سے روایت ہے کہ میں ایک شب سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تمھارے ساتھ پانی ہے میں نے عرض کیا ہاں پس آپ اپنی ناقہ سے اُتر آئے اور پیادہ چلے یہاں تک کہ اندھیری میں مخفی ہو گئے پھر تشریف لائے تو میں نے آپ پر برتن سے (پانی) ڈالا اور آپ نے منہ دھویا اور آپ (کے جسم مبارک) پر صوف کا جبہ تھا آپ (بوجہ تنگی جبہ کے) دونوں ہاتھوں اس میں سے نہ نکال سکے یہاں تک کہ ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے نکالا اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور سر کا مسح کیا پھر میں جھکا تاکہ آپکے (جسم مبارک سے) موزے اُتارلوں (اسلیئے کہ آپ پیر دھولیں) آپ نے فرمایا چھوڑ دو ان کو (اور مت اُتارو) کیونکہ میں نے (ان کو) دونوں پیروں میں اُنکے طاہر ہونے کی حالت میں پہنا ہے (یعنی میرے پیر بوجہ وضو کے طاہر تھے جبکہ میں نے اُن میں موزے پہنے تھے)

سنیۃ مسح الماقین

عدم کراہۃ الاستعانۃ بغیرہ فی صب الماء علی الاعضاء فی الوضوء

عن اسامة بن زيد انه كان رديف رسول الله صلى الله عليه وسلم حين افاض من عرفة فلما جاء الشعب اناخ راحلته ثم ذهب الى الغائط فلما رجع صببت عليه من الاداوة فتوضأ ثم ركب ثم اتى المزدلفة فجمع بها بين المغرب والعشاء رواه مسلم[١]

عن بشر بن مفضل عن ابن عقيل عن الربيع بنت معوذ صببت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فتوضأ وقال لي اسكبي علي فسكبت رواه الحاكم في مستدركه وابو مسلم الكجي في سننه (التلخيص الحبير[٢])

ففي التلخيص الحبير (ص ٥٣ ج ١) حديث انه صلى الله عليه وسلم قال انا لا استعين في وضوئي باحد قاله لعمر وقد بادر ليصب على يديه الماء فقال النووي في شرح المهذب هذا حديث باطل لا اصل له وذكره الماوردي في الحاوي بسياق آخر فقال روي ان ابا بكر الصديق رضي الله عنه هم بصب الماء على يد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لا احب ان يشاركني في وضوئي احد ولم اجد بها قلت قد ذكره المصنف في شرح البخاري لكن بتعيين ابي بكر وهم وانما هو عمر اخرجه البزار في كتاب الطهارة وابو يعلى في مسنده من طريق النضر بن منصور عن ابي الجنوب قال رأيت عليا رضي الله عنه يستقي الماء لطهوره فبادرته استقي له فقال مه يا ابا الجنوب فاني رأيت عمر بن الخطاب يستقي الماء لوضوئه فبادرت استقي له فقال مه يا ابا الحسن فاني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يستقي الماء لوضوئه فبادرت استقي له فقال مه يا عمر فاني لا اريد ان يعينني على وضوئي احد قال عثمان الدارمي قلت لابن معين النضر بن منصور عن ابي الجنوب وعنه ابن ابي معشر تعرفه قال هؤلاء حمالة الحطب اھ وفيه ايضا روى ابن ماجه والدارقطني من حديث ابن عباس كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يكل طهوره الى احد الحديث وفيه مطهر بن الهيثم وهو ضعيف اھ وفي نيل الاوطار (ج ١ ص ١٧١) وغاية ما في هذه الاحاديث الاستعانة بالغير على صب الماء وقد عرفت انه مجمع على جوازه وانه لا كراهة فيه انما النزاع في الاستعانة بالغير على غسل اعضاء الوضوء اھ وفي رد المحتار (ص ١٣١ ج ١) وحاصله ان الاستعانة في الوضوء ان كانت بصب الماء او استقائه او احضاره فلا كراهة بها اصلا ولو بطلبه وان كانت بالغسل والمسح فتكره بلا عذر

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے (یعنی آپ کے پیچھے بیٹھے تھے اسی سواری پر جس پر آپ بیٹھے تھے) جبکہ آپ عرفات سے روانہ ہوئے پھر جب شعب (ایک مقام) میں تشریف لائے تو آپ نے اپنی ناقہ کو بٹھلا دیا پھر حاجت سے فراغت کرنے تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو میں نے برتن سے آپ پر پانی ڈالا سو آپ نے وضو کیا پھر سوار ہو کر پھر مزدلفہ میں آئے اور وہاں مغرب و عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھی اسکو مسلم نے روایت کیا ہے

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا (صحابیہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے اعضا) پر پانی ڈالا سو آپ نے وضو فرمایا اور مجھ سے کہا کہ مجھ پر (یعنی میرے اعضا پر) پانی ڈالو پس میں نے پانی ڈالا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور ابو مسلم کجی نے سنن میں روایت کیا ہے۔ (تلخیص حبیر)

(١) المسلم ١٢ منہ (٢) صاحب البحر (٣) وقال في التلخيص (٤) الكلام عليه (٥) عن عمر ان قائل ... ص ٥ ج ١ (٦) ج ١ ص ١٧١ ... ١٢

حضرت صفوان بن عسال رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے تھے۔

باب وضو کے بعد جو کچھ پڑھا جاتا ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رض ایک طویل حدیث میں حضرت عمر رض سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ مگر اسکے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جاوے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ حضرت انس رض سے مرفوعاً روایت ہے (یعنی وہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں) کہ جو شخص وضو کے بعد (سورہ) انا انزلناہ فی لیلۃ القدر (آخر تک) ایک بار پڑھے وہ صدیقین میں سے ہوگا اور جو شخص اسکو دو بار پڑھے وہ شہداء کے دفتر میں ہوگا۔ اور جو شخص اسکو تین بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کا حشر انبیاء کا سا حشر کریگا (یعنی انبیاء کی معیت نصیب ہوگی یہ نہیں کہ انبیاء میں داخل ہو جائیگا) اسکو دیلمی نے روایت کیا ہے (کنز العمال) اور حافظ سیوطی رح کے قاعدہ پر اسکی اسناد ضعیف ہے۔ حضرت سہل بن سعد رض سے مرفوعاً روایت ہے کہ وضو نہیں ہوتا اس شخص کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے (کنز العمال) تقریر مراد نفی کمال کی ہے یعنی کامل وضو نہیں ہوتا گو اس وضو سے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن مسعود رض سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم میں کوئی شخص وضو کرے تو اسکو بسم اللہ کرنا چاہئے۔ آخر حدیث تک اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب وضو سے فارغ ہو تو شہادت دے ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ

## باب

عن عقبۃ رض بن عامر فی حدیث طویل عن عمر رض قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد یتوضأ فیبلغ او فیسبغ الوضوء ثم یقول اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ الا فتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ یدخل من ایہا شاء رواہ مسلم۔ عن انس رض مرفوعا من قرأ فی اثر وضوئہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر واحدۃ کان من الصدیقین ومن قرأہا مرتین کان فی دیوان الشہداء ومن قرأہا ثلثا یحشرہ اللہ محشر الانبیاء رواہ الدیلمی (کنز العمال) واسنادہ ضعیف علی قاعدۃ الحافظ السیوطی۔ عن سہل بن سعد رض مرفوعا لا وضوء لمن لم یصل علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم رواہ الطبرانی فی الکبیر (کنز العمال)

عن ابن مسعود رض رفعہ اذا تطہر احدکم فلیذکر اسم اللہ الحدیث وفیہ واذا فرغ من طہورہ فلیشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ولیصل علی فاذا قال ذلک فتحت لہ ابواب الرحمۃ رواہ البیہقی (شرح احیاء العلوم)

# نواقض الوضو

## باب

عن صفوان بن عسال رض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا اذا کنا

---

ولذا قال فی التاتارخانیۃ ومن الآداب ان یقوم بامر الوضوء بنفسہ ولو استعان بغیرہ جاز بعد ان لا یکون الغاسل غیرہ بل الغسل بنفسہ اہ۔

**باب** ما یقول بعد الوضوء۔ قال المؤلف دلالۃ احادیث الباب علی الباب ظاہرۃ وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا وضوء الخ فیہ نفی للکمال وقد مر تقریرہ فی باب استحباب التسمیۃ عند الوضوء۔

**باب** نقض الوضوء بما یخرج من السبیلین قولہ عن صفوان رض الخ قال المؤلف دلالتہ علی الباب ظاہرۃ

جبکہ ہم مسافر ہوں اس امر کا کہ ہم اپنے موزوں کو تین دن اور ان کی راتوں میں (یعنی تین رات) نہ اتاریں مگر جنابت کی وجہ سے لیکن پاخانہ اور پیشاب اور نیند کی وجہ سے (وضو ٹوٹ جاوے تو مسح خفین جائز ہے اور جنابت ہو تو موزے اتار ڈالنا چاہیے کیونکہ اس حالت میں مسح خفین جائز نہیں) اس کو نسائی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اور یہ لفظ ترمذی کے ہیں اور ابن خزیمہ نے (بھی) روایت کیا



سفر ان لا ننزع خفافنا ثلاثة ايام ولياليهن الا من جنابة ولكن من غائط وبول ونوم اخرجه النسائي والترمذي واللفظ له وابن خزيمة وصححاه (بلوغ المرام)

## باب

عن ابن عباس قال هو المني والمذي والودي فاما المذي والودي فانه يغسل ذكره ويتوضأ واما المني ففيه الغسل رواه الطحاوي واسناده حسن (آثار السنن)

عن علي رض كنت رجلا مذاء فاستحييت ان اسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم لمكان ابنته مني فامرت المقداد فسأله فقال يغسل ذكره ويتوضأ اخرجه الشيخان ورواه ابوداؤد من طريق عروة عن علي وفيه يغسل انثييه وذكره وعروة لم يسمع من علي لكن رواه ابوعوانة في صحيحه من حديث عبيدة عن علي رض بالزيادة واسناده لا مطعن فيه (التلخيص الحبير)

**باب** الوضوء من الرعاف والقيء الكثير والقلس والودي والمذي والدم السائل **قوله** عن ابن عباس رض الخ قال المؤلف وفي نيل الاوطار واتفق العلماء على ان المذي نجس ولم يخالف في ذلك الا بعض الامامية (ج ا ص ۵۲) قال المؤلف وقول الصحابي حجة عندنا اذا لم ينفه حديث مرفوع ودلالته على كون المذي والودي ناقضي الوضوء ظاهرة **قوله** عن اسمعيل الخ رواه ابن ماجه قال المؤلف وفي التلخيص الحبير (ص ۱۰۶ ج ۱) واعله غير واحد بانه من رواية اسمعيل بن عياش عن ابن جريج (الحجازي كما في النيل ج ا ص ۱۸۳) وروايته اسمعيل عن الحجازيين ضعيفة وقد خالفه الحفاظ من اصحاب ابن جريج فرووه عنه عن ابيه عن النبي صم مرسلا وصحح هذه الطريق المرسلة محمد بن يحيى الذهلي والدارقطني في العلل وابوحاتم وقال رواية اسمعيل خطأ وقال ابن معين حديث ضعيف وقال ابن عدي هكذا رواه اسمعيل مرة وقال مرة عن ابن جريج عن ابيه عن عائشة وكلاهما ضعيف وقال احمد الصواب عن ابن جريج عن ابيه عن النبي صم مرسلا اه قلت والمراسيل حجة عندنا وقد تايد هذا المرسل بآثار مذكورة بعده في المتن وسند المرسل في الدارقطني (ج ا ص ۵۶) هكذا حدثنا ابوبكر النيسابوري

اسے اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح (بھی) کی ہے (بلوغ المرام) لفظ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب اور پاخانہ اور نیند وضو توڑنے والی چیزیں ہیں اسی طرح موزوں میں مسح کی حاجت تو جب ہی ہوگی جبکہ وضو ٹوٹ جاوے گا۔

## باب وضو کا واجب ہونا نکسیر اور قے کثیر اور ودی اور مذی سے

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ وہ (یعنی شرمگاہ سے نکلنے والی چیزیں تین ہیں) منی ہے اور مذی ہے اور ودی ہے۔ سو مذی اور ودی میں تو ذکر دھو کر وضو کرے اور منی میں غسل ہے اسکو طحاوی نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد حسن ہے (آثار السنن) حضرت علی رض سے روایت ہے کہ میں ایک کثیر المذی آدمی تھا (یعنی میری مذی کثرت سے نکلتی تھی) اور مجھے شرم آتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کا حکم) دریافت کروں بوجہ آپکی صاحبزادی کے میرے نکاح میں ہونے کے سو میں نے مقداد رض سے کہا کہ تم مذی کا حکم حضرت سے دریافت کر کے مجھے بتلا دو) انہوں نے آپ سے (مذی کا حکم) دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ ذکر کو دھولے اور وضو کرے اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد کی روایت میں

ملہ ج ا ص ۱۱ - مؤلف ملہ ج ا ص ۱۶ - مؤلف ملہ ج ا ص ۴۴ - مؤلف ۱۲

عن اسمعيل بن عياش عن ابن جريج عن ابن ابی مليكة عن عائشة رضـ قالت قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصابه قئ او رعاف او قلس او مذی
فلينصرف فليتوضأ ثم ليبن على صلوته وهو فی ذلك لا يتكلم رواه ابن ماجه والصحيح
انه مرسل صحيح الاسناد لكن بغير هذا الاسناد المذكور فی الحاشية

عن ابن عمر رضـ قال اذا رعف الرجل فی الصلوة او ذرعه القئ او وجد مذيا
فانه ينصرف فليتوضأ ثم يرجع فيتم ما بقى على ما مضى ما لم يتكلم رواه عبد الرزاق
فی مصنفه واسناده صحيح (آثار السنن) عن ابی سعيد الخدری رضـ قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قاء احدكم او رعف وهو فی الصلوة او احدث
فلينصرف فليتوضأ ثم ليجئ فليبن على ما مضى رواه الدارقطنی واسناده ضعيف
فيه ابو بكر الداهری وهو متروك ورواه عبد الرزاق فی مصنفه موقوفا على علی
واسناده حسن (التلخيص الحبير) وفی الجوهر النقی قال ابن ابی شيبة

ثنا محمد بن يحيى وابراهيم بن هانی قالا ثنا ابو عاصم ح وحدثنا ابو بكر النيسابوری ثنا محمد بن يزيد
بن طيفور وابراهيم بن مرزوق قالا حدثنا محمد بن عبد الله الانصاری ح وحدثنا ابو بكر
النيسابوری ثنا ابو الازهر واحمد بن يحيى قالا حدثنا عبد الرزاق كلهم عن ابن جريج عن ابيه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قاء احدكم او قلس او وجد مذيا وهو فی الصلوة فلينصرف
فليتوضأ وليرجع فليبن على صلوته ما لم يتكلم قال لنا ابو بكر سمعت محمد بن يحيى يقول هذا هو الصحيح عن
ابن جريج وهو مرسل اهـ ووقع فيه الدارقطنی ذكر الرعاف ايضا فی بعض طرق المرسل اما تقوية
صاحب نصب الراية لهذا الحديث (ج ا ص ۲۲) بان اسمعيل بن عياش فقد وثقه ابن معين
وزاد فی الاسناد عن عائشة رضـ والزيادة من الثقة مقبولة اه لا يصح لامرين احدهما ان ابن
معين لما ضعف هذا الحديث لا يفيد توثيقه اسمعيل فی هذا الحديث فقد يكون راوی الحديث
ثقة والحديث ضعيفا لامر آخر كما لا يخفى على اهل الفن وثانيهما انه لو سلم احتجاج ابن معين باسمعيل

حضرت عائشہ رضـ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو قے (یعنی الٹی) آ جائے یا نکسیر یا قلس (یعنی منہ بھر قے) یا مذی تو وہ (نماز سے) ہٹ جاوے پھر وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا کرے اور وہ اس درمیان میں کلام نہ کرے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کی سند مرسل صحیح ہے اس اسناد کے علاوہ دوسری سند سے (جس کا مفصل بیان آگے کتاب کے حاشیہ میں ہے)

حضرت ابن عمر رضـ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب کسی شخص کو نماز میں نکسیر آ جائے یا قے کا غلبہ ہو جاوے یا مذی پاوے سو وہ شخص ہٹ جاوے پھر وضو کرے پھر اپنی جگہ آ جاوے اور باقی نماز کو گذشتہ نماز پر (بنا) کرتے ہوئے تمام کرے جب تک کہ کلام نہ کیا ہو اس کو عبد الرزاق نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے (آثار السنن)

حضرت ابو سعید خدری رضـ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی قے کرے یا اس کو نکسیر آ جاوے اور وہ نماز میں ہو یا حدث کرے تو ہٹ جاوے پھر وضو کرے پھر (اپنی جگہ) آ جاوے پھر اپنی (بقیہ نماز کو) گذشتہ نماز پر بنا کرے اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابو بکر الداہری راوی متروک ہے مگر اس حدیث کو عبد الرزاق نے حضرت علی رضـ سے موقوفا روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے (تلخیص حبیر)

[illegible]

حضرت ابوالدرداء رض سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قے فرمائی پس وضو کیا (حضرت ابوالدرداء رض سے روایت کرنے والے کہتے ہیں) کہ پھر میں حضرت ثوبان رض سے دمشق کی مسجد میں ملا اور اس روایت کا ان سے ذکر کیا انھوں نے کہا کہ ابوالدرداء نے سچ کہا ہے وضو کا پانی (حضور پر) میں نے ہی ڈالا تھا اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ حسین معلم نے اس حدیث کو جید سند روایت کیا ہے اور حسین کی حدیث اس باب میں اور حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے اور نصب الرایہ میں ہے کہ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم کی شرط پر کہا صحیح ہے [illegible] (جو تفسیر ہے حضرت عائشہ کی حدیث میں گذرا ہے) کیونکہ قاموس میں ایک قول قلس میں ہے کہ حلق سے منہ بھر کر نکلے اور اس کا منافی دوسرا قول مجتہد پر حجت نہیں اور نیز لفظ ذرعہ بھی (جو اس سے پہلے حضرت ابن عمر رض کے اثر میں گذرا ہے) یہی ہے

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ (حضرت) فاطمہ بنت ابی حبیش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ میں ایسی عورت ہوں کہ مجھ کو استحاضہ ہوتا ہے اور پاک نہیں ہوتی (یعنی استحاضہ منقطع نہیں ہوتا) تو کیا میں نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ تو صرف ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے سو جب (حساب سے) تمھارے حیض (کے دنوں) کی آمد ہو تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب گذر جاوے تو اپنے (بدن وغیرہ) سے خون دھو ڈالا کرو پھر نماز پڑھ لیا کرو ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میرے باپ (عروہ) نے (اپنی روایت میں یہ بھی) کہا ہے کہ (حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ) پھر ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرو یہاں تک کہ وہ وقت آجاوے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے

ثنا علي بن مسهر عن سعيد هو ابن ابي عروبة عن قتادة عن خلاس عن علي رض قال اذا رعف الرجل في صلاته او قاء فليتوضأ ولا يتكلم وليبن على صلوته ورجال هذا السند على شرط الصحيح اه

عن ابي الدرداء رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قاء فتوضأ فلقيت ثوبان في مسجد دمشق فذكرت ذلك له فقال صدق انا صببت له وضوءه رواه الترمذي وقال قد جود حسين المعلم هذا الحديث وحديث حسين اصح شيء في هذا الباب وفي نصب الراية ورواه الحاكم في المستدرك وقال صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه اه

عن عائشة رض قالت جاءت فاطمة بنت ابي حبيش الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله اني امرأة استحاض فلا اطهر أفأدع الصلوة قال لا انما ذلك عرق ليس بحيض فاذا اقبلت حيضتك فدعي الصلوة واذا ادبرت فاغسلي عنك الدم ثم صلي قال (هشام بن عروة ١٢ مؤلف) وقال ابي ثم توضئي لكل صلوة حتى يجيء ذلك الوقت رواه البخاري

مطلقا في الحجازيين والشاميين لا يفيد شيئا ايضا فان الحكم للرافع يكون حيث لم يكن حجة للمرسل بوجه ما وههنا ليس كذلك فان الذين ارسلوه هم كثير وحفاظ فهم فوق ذلك وقد وهم في روايته مرة فيرجح صنيعهم على صنيعه وهذا التحقيق انيق يقبله كل من له حظ في علم الحديث اذا كان منصفا غير متعصب ولله الحمد في الاولى والآخرة الواهب علومه لمن يشاء من عباده وهو العزيز الحكيم قوله قيء المراد به عندنا ملأ الفم وسيأتي بيانه في شرح الحديث الذي يلي هذا الحديث قوله رعاف في القاموس رعف كنصر ومنع وكرم وعني وسمع خرج من انفه الدم رعفا ورعافا كغراب والرعاف ايضا [illegible] اه وفيه ايضا رعف الدم كمنع سال اه فالرعاف على هذا [illegible] الطبيب محمد هاشم التهانوي من تلامذة [illegible] المشهور الحاذق عبد الحميد خان [illegible] هذا الا نادرا والنادر لا حكم له۔

عن عائشۃ رض قالت جاءت فاطمۃ بنت ابی حبیش الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی امرأۃ استحاض فلا اطھر افادع الصلوۃ قال لا انما ذلک عرق ولیست بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلوۃ واذا ادبرت فاغسلی عنک الدم وصلی قال ابو معاویۃ فی حدیثہ وقال توضئی لکل صلوۃ حتی یجیٔ ذلک الوقت رواہ الترمذی وقال حدیث عائشۃ حدیث حسن صحیح

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ (حضرت) فاطمہ بنت ابی حبیش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک عورت ہوں کہ مجھکو استحاضہ آتا ہے اور میں پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ تو صرف ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہیں ہے سو جب حیض (کا معمولی زمانہ) آیا کرے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب وہ گذر جاوے تو اپنے (بدن وغیرہ) سے خون دھو ڈالا کرو اور نماز پڑھا کرو ابو معاویہ نے اپنی حدیث میں (یہ بھی) کہا ہے کہ اور آپ نے (یہ بھی) فرمایا کہ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرو یہاں تک کہ وہ وقت آجائے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے۔ **تفقہ** بمعہ۔ یہ جو ارشاد ہوا کہ یہ ایک رگ کا خون ہے الخ بحر الرائق میں ہے کہ آپ نے یہ وجوب وضو کی علت ارشاد فرمائی کہ وہ ایک رگ کا خون ہے اور تمام (بہنے والے) خون ایسے ہی ہیں دلیل ہر بہنے والا خون ناقض وضو ہوگا)

**قولہ** عن ابی الدرداء الخ قال المؤلف واما اشتراط ملأ الفم فمن لفظ القلس المذکور فی الحدیث السابق لانہ کما فی القاموس احد القولین ما خرج من الحلق ملأ الفم ولیس القول الآخر الذی فیہ او دونہ بحجۃ علی المجتہد واما توجیہ عطفہ علی القیٔ فللدلالۃ علی کون القیٔ ناقضا سواء عاد اولم یعد لان القیٔ کما فی القاموس ایضا یختص بما عاد فحصل بمجموع اللفظین ان کونہ ملأ الفم شرط للنقض ولیس عودہ او عدم عودہ شرطا ولا یقال ان حرف او فی القاموس ما خرج من الحلق ملأ الفم او دونہ (ص ۳۹۶ ج الکشوری) للتقسیم والتنویع دون بیان لاختلاف فی المعنی لانہ لا حاجۃ للتقسیم الی ہذا التعبیر فانہ یکفیہ لفظ ما خرج من الحلق وہو لفظ مطلق مختصر وایضا فقد ذکر حسب صنا القاموس (ج ا ص ۲۵۰) الخمر ما اسکر من عصیر العنب او عام کالخمرۃ وقد یذکر والعموم اصح اھ ولا فرق فی حرف او المذکور فی ہذا المقام وبین المذکور فی بیان القلس افادہ شیخی واما ما رواہ الدارقطنی (ج ا ص ۵۵) عن ابن ارقم عن عطاء عن ابن عباس قال قال رسول اللہ اذا رعف احدکم فی صلوتہ فلینصرف فلیغسل عنہ الدم ثم لیعد وضوءہ ویستقبل صلاتہ اھ فلا یعارض حدیث الباب فانہ ضعیف ففی الدارقطنی سلیمان بن ارقم متروک علی انہ یمکن تاویلہ بانہ محمول علی من تکلم بعد الحدث او علی الاستحباب وکذا ما رواہ الخمسۃ وصححہ ابن حبان کما فی بلوغ المرام (ص ۲۳ ج ا) عن علی بن طلق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا فسا احدکم فی الصلوۃ فلینصرف ولیتوضأ ولیعد الصلوۃ اھ قلت وقال الترمذی فی ابواب الرضاع حدیث حسن (ج ا ص ۱۳۹) والحمل علی الاستحباب اولی فانہ حکم مستقل لیس لہ دلیل الا ہذا الحدیث **قولہ** ذلک عرق فی حدیث عائشۃ رض قال المؤلف قال فی البحر علل وجوب الوضوء بانہ دم عرق وکل الدماء کذلک

ملہ ج ا ص ۱۸ امؤلف

وما قیل انه من کلام عروة دفع بانه خلاف الظاهر لانه لما کان علی مشاکلة الاول (حیث قال توضأی ولم یقل تتوضأ ۱۲ مؤلف) لزم کونه من قائل الاول فکان حجة لنا (ج ا ص ۳۵) قلت ورواية الترمذی کما تری صریحة فی انه من کلام النبی صلی الله علیه وآله وسلم وفی رسائل الارکان فخروج الدم من العرق علة منصوصة فی انتقاض طهارة المستحاضة ومتی وجد العلة المنصوصة وجد الحکم والدم السائل من الجرح والفصد ایضا دم عرق فینتقض الطهارة بخلاف الدم الغیر السائل والقیح والصدید ایضا دم متغیر فحکمها حکم الدم فینتقض بسیلان القیح والصدید ایضا الطهارة فقد ظهر الفرق بین السائل وغیر السائل اھ (ص ۱۵) واما ما رواه البخاری یذکر عن جابر ان النبی کان فی غزوة ذات الرقاع فرمی رجل اصحابی بسهم فنزفه الدم فرکع وسجد ومضی فی صلاته وقال فی فتح الباری (ج ا ص ۲۴۵) وصله ابن اسحق فی المغازی قال حدثنی صدقة بن یسار عن عقیل بن جابر عن ابیه مطولا واخرجه احمد وابو داود والدارقطنی وصححه ابن خزیمة وابن حبان والحاکم کلهم من طریق ابن اسحق وشیخه صدقة ثقة وعقیل بفتح العین لا اعرف راویا عنه غیر صدقة الخ الی ان قال ومحصلها (ای القصة) ان النبی صلی الله علیه وسلم نزل بشعب فقال من یحرسنا اللیلة فقام رجل من المهاجرین ورجل من الانصار فباتا بفم الشعب فاقتسما اللیل للحراسة فنام المهاجری وقام الانصاری یصلی فجاء رجل من العدو فرأی الانصاری فرماه بسهم فاصابه فنزعه واستمر فی صلوته ثم رماه بثان فصنع کذلک ثم رماه بثالث فانتزعه ورکع وسجد وقضی صلاته ثم ایقظ رفیقه فلما رأی ما به من الدماء قال له لم لا انبهتنی اول ما رمی قال کنت فی سورة فاحببت ان لا اقطعها واخرجه البیهقی فی الدلائل من وجه آخر وسمی الانصاری المذکور عباد بن بشر والمهاجری عمار بن یاسر والسورة الکهف اھ فالجواب عنه کما قال شیخی فی تابع الآثار (ص ۱۶) انه یمکن حمله علی عدم بلوغ الخبر الیه کذا قال واما ما نقل فی عون المعبود (ص ۷۸ ج ۱) عن شرح الهدایة للعینی من الزیادة فی هذا الحدیث فبلغ ذلک رسول الله صلی الله علیه وسلم فدعا لهما اھ وفیه ایضا قال العینی ولم یأمره بالوضوء ولا باعادة الصلوة والله اعلم والعهدة علیه اھ فهذه الزیادة لم اقف علیها واظنه غلطا ونسخة ذلک الشرح المطبوع فی الهند مغلوطة کثیرا فلا یعتمد علی هذه الزیادة واخرج الدارقطنی عن انس بن مالک ان النبی احتجم وصلی ولم

ف قلت هذا لا یضر فان الذین صححوا الحدیث جعلوه ثقة والا لا یمکن التصحیح ۱۲ منه

## باب

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس علی من نام ساجدا وضوء حتی یضطجع فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ، رواہ احمد وابو یعلی ورجالہ موثقون (مجمع الزوائد) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکاء السہ العینان فمن نام فلیتوضأ رواہ ابو داؤد وحسنہ المنذری وابن الصلاح والنووی کذا فی التلخیص الحبیر عن یزید بن قسیط انہ سمع ابا ہریرۃ یقول لیس علی المحتبی النائم ولا علی القائم النائم ولا علی الساجد النائم وضوء حتی یضطجع فاذا اضطجع توضأ رواہ البیہقی واسنادہ جید وہو موقوف (التلخیص الحبیر

کما فی بلوغ المرام (ص ۱۴ ج ۱) وہو یدل علی ان الاحتجام لا ینقض الوضوء مع ان الدم یسیل فالجواب عنہ انہ قدر لا یسیل واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال علی ان الحدیث لینہ الدارقطنی کما فی بلوغ المرام ایضا فلا یحتج بہ وقد صوبہ الدارقطنی موقوفا فقال عن انس ان النبی احتجم فصلی ولم یتوضأ ولم یزد علی غسل محاجمہ حدیث رفعہ ابن ابی السری ووقفہ ابو المغیرۃ عن الاوزاعی وہو الصواب اھ (ص ۵۴ ج ۱) قال المؤلف وقال زفر قلیل القیء وکثیرہ سواء وکذا لا یشترط السیلان فی النجۃ علیہ ما ذکرناہ عن قریب (فائدہ) قال صاحب الہدایۃ روی عن النبی انہ قاء فلم یتوضأ قال الزیلعی (ص ۲۱ ج ۱) فی تخریجہ غریب جدا اھ

باب وجوب الوضوء علی من نام مسترخیا مفاصلہ قولہ استرخت مفاصلہ فی حدیث ابن عباس قال المؤلف دلالتہ علی الباب ظاہرۃ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم علل نقض وضوء المضطجع باسترخاء مفاصلہ فدار الامر علی الاسترخاء وہو المقصود ولا نہ تقیدہ احادیث الباب ایضا علیہ ظاہرۃ والحدیث الثانی فی اسنادہ کلام غیر مضر مذکور فی التلخیص الحبیر وقد مر حدیث صفوان بن عسال لکن من غائط وبول ونوم فی اول نواقض الوضوء واما الاحادیث المعارضۃ لاحادیث الباب فمنہا ما فی بلوغ المرام (ص ۱۱) عن انس قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عہدہ ینتظرون العشاء حتی تخفق رؤوسہم ثم یصلون ولا یتوضؤون اخرجہ ابو داؤد وصححہ الدارقطنی واصلہ فی مسلم اھ ومنہا ما فی مجمع الزوائد (ص ۱۰۱ ج ۱) ...

باب وضو واجب ہونا اس شخص پر جو اس طرح سو جائے کہ اسکے جوڑ بند ڈھیلے ہو جائیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص پر وضو (واجب) نہیں ہوتا ہے جو سجدہ ہی میں سو جاوے یہاں تک کہ لیٹ جاوے کیونکہ جب لیٹ (کر سو) جاویگا تو اسکے جوڑ بند ڈھیلے ہو جاوینگے (پس وضو ٹوٹ جائیگا) اسکو امام احمد اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور اسکے راویوں کی توثیق کیگئی ہے (مجمع الزوائد)

یزید بن قسیط سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ گوٹ مار کر بیٹھکر سو جانے والے شخص پر وضو (واجب) نہیں ہوتا اور نہ اسپر جو کھڑے ہو کر سو جاوے اور نہ اسپر جو سجدہ کی حالت میں سو جائے یہاں تک کہ لیٹ جاوے پس جب لیٹ جاوے (اور سو جائے) تو وضو کرے اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے اور اسکی سند جید ہے (تلخیص حبیر)

انس رضی ان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم کانوا یضعون جنوبهم فمنهم من یتوضأ ومنهم من لا یتوضأ
رواه البزار ورجاله رجال الصحیح ورواه ابو یعلی عن انس وعن اناس من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم یضعون جنوبهم
فینامون فمنهم من یتوضأ ومنهم من لا یتوضأ ورجاله رجال الصحیح اه والحدیث الاول ذکره فی نصب الرایة
مختصرا وعزاه الی ابی داود ثم قال قال النووی اسناده صحیح ومنها ما رواه الدارقطنی (ص ۴۸ ج ۱)
اخبرنا عبد الله بن محمد بن عبد العزیز نا محمد بن حمید نا ابن المبارک انا معمر عن قتادة عن انس قال لقد
رأیت اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یوقظون للصلاة حتی انی لاسمع لاحدهم غطیطا ثم یصلون ولا یتوضؤن
قال ابن المبارک هذا عندنا وهم جلوس صحیح اه والجواب عن الاول بانه محمول علی حال القعود لما قال
صاحب نصب الرایة (ص ۲۶ ج ۱) اذ لا یخفق براسه الا من نام جالسا اه وعن الثانی والثالث
بان التوضی محمول علی حال استغراق النوم وعدمه علی ما دونه وعن الرابع بانه محمول علی ما حمل علیه الحدیث
الاول علی انه یمکن حمله علی النوم الخفیف حال الاضطجاع والغطیط لا ینافی النوم الخفیف لا النوم
جالسا قاله وحرره الطبیب المولوی الصوفی محمد یوسف البجنوری من خلفاء الشیخ کذا افاده الطبیب محمد هاشم
التهانوی قال الشیخ وایضا یتأید بالحدیث کون المباشرة الفاحشة ناقضا فان تعلیله صلی الله علیه وسلم
کون نوم المضطجع ناقضا باسترخاء المفاصل فیکون ابلغ وکما رأیته فی الحدیث الآخر یدل صریحا علی
ان اصل النقض بخروج الریح وانما کان الاسترخاء سببا عادیا اکثریا للخروج فاقیم السبب مقام المسبب
الناقض فیقاس علیه حکم المباشرة الفاحشة بان یقال ان اصل النقض بخروج المذی وانما کان المباشرة
المذکورة سببا عادیا اکثریا له ای للخروج فیقام السبب مقام المسبب الناقض وان خالجک فیما هو الفارق بین
النوم والمباشرة بان حالة النوم حالة عدم الشعور بالخروج بخلاف حالة المباشرة فانه حالة الشعور به
لکون المباشر متیقظا فکیف القیاس فازحه بان عدم الشعور لا یختص بالنوم بل یحتمل بکون الخارج
غائبا عن البصر قلیلا انمسح بالبدن فاقتضی الاحتیاط الحکم باعادة الوضوء ویؤیده کون اصل الناقض فی النوم
خروج الریح قول بعض الفقهاء بان من به انفلات الریح لا ینتقض وضوءه بالنوم لان الحدث المتیقن
لما لم ینقض فکیف بالحدث المحتمل ثم هذا الفرع وان کان مختلفا فیه لکن المقام مقام الاجتهاد والمحدث

ع ای لم یذکر لفظ علی عمده فقط ۱۲ منه ـ ع یعنی ان اسناده صحیح ۱۲ منه

باب وضو ٹوٹ جاتا نماز میں ٹھٹھا مار کر ہنسنے سے

## باب

عن ابی موسیٰ رضی قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی اذ دخل رجل فتردی فی حفرة کانت فی المسجد وکان فی بصرہ ضرر فضحک کثیر من القوم وهم فی الصلوة فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ضحک ان یعید الوضوء ویعید الصلوة رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله موثقون وفی بعضهم خلاف (مجمع الزوائد)

اخبرنا ابو حنیفة رح قال ثنا منصور بن زاذان عن الحسن البصری عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم انه قال بینما هو فی الصلوة اذ اقبل رجل اعمی من قبل القبلة یرید الصلوة والقوم فی صلوة الفجر فوقع فی زبیة فاستضحك بعض القوم حتی قهقه فلما فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان قهقه منکم فلیعد الوضوء والصلوة رواه الامام محمد فی کتاب الآثار وفی الجوهر النقی ثم قال (ای ابن منده فی معرفة الصحابة) روی ابو حنیفة عن منصور بن زاذان عن الحسن عن معبد بن ابی معبد عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم

حضرت ابو موسیٰ رضی سے روایت ہے کہ اس وقت میں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ناگاہ ایک شخص (مسجد میں) داخل ہوا اور ایک گڑھے میں جو مسجد میں تھا گر گیا اور اسکی بینائی میں نقصان تھا سو قوم میں کے بہت لوگ ہنسے اس حال میں کہ وہ نماز میں تھے پس رسول اللہ صلعم نے حکم فرمایا اس شخص کو جو ہنسا ہو وضو اور نماز لوٹانیکا اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے سند کے راویوں کی توثیق کیگئی ہے اور ان میں سے بعض میں اختلاف ہے (مجمع الزوائد)

ہمکو امام ابو حنیفہ رح نے خبر دی انھوں نے کہا کہ ہم سے منصور بن زاذان نے بیان کیا وہ امام حسن بصری (تابعی) سے روایت کرتے تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ آپ نماز میں تھے اور ناگاہ ایک نابینا شخص قبلہ کیطرف سے نماز کے ارادہ سے سامنے آیا اس حال میں کہ لوگ فجر کی نماز میں تھے اور وہ گر گئے ایک گڑھے میں گر گیا پس بعض کو ہنسی یہاں تک کہ قہقہہ لگایا پھر جب رسول اللہ صلعم فارغ ہوکر تو فرمایا جو شخص تم میں سے قہقہہ مار کر ہنسا ہو تو وہ وضو اور نماز لوٹا لے اس کو امام محمد نے کتاب الآثار میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقات مشہور ہیں اور یہ سند مرسل ہے مگر اس کو ابن منده نے معرفة

---

ظنی للقیاس فیه مساغ کیف ومسئلة المباشرة ایضا مجتهد فیها فالمجال واسع وانما اصل مقصودنا من هذا الاستدلال التنبیه علی ان هذا الحکم لیس مستندا الی الرائ المحض بل الی دلیل شرعی هذا هو التفصیل لما قال الفقهاء فی دلیل المسئلة ان هذه المباشرة سبب غالب لخروج المذی فیقام مقام المسبب والتیقن بعدم الخروج غیر مسلم لانها حالة ذهول وانما خرج قلیلا فنسی فالاحتیاط فی ایجاب الوضوء کذا قال سلمه الله تعالی

باب نقض الوضوء من القهقهة فی الصلوة قوله عن ابی موسی رض الخ قال المؤلف دلالته علی الباب ظاهرة وهذا الحدیث ذکره فی مجمع الزوائد (ص ۱) ایضا ثم قال فیه محمد بن عبد الملک الدقیقی لم ار من ترجمه وبقیة رجاله موثقون اه وقد قال فی حدیث المتن (ص ۴۴ ج ۱) رجاله موثقون وفی بعضهم خلاف اه فالظاهر انه اطلع بعد علی حال الدقیقی فجود السند ثم اعلم ان الدقیقی

---

[illegible]

قال من قہقہ فی صلوتہ اعاد الوضوء والصلوۃ ثم ذکر ذلک بسندہ عن معمر عن ابی حنیفۃ ثم قال وھو حدیث مشہور عنہ رواہ ابو یوسف القاضی واسد بن عمرو وغیرھما اھ قلت فھذا الحدیث بسند الامام مسند ومرسل ورجال کتاب الآثار ثقات مشہورون ومعبد ھذا صحابی۔

عن معمر عن قتادۃ عن ابی العالیۃ الریاحی ان اعمی تردی فی بئر والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی باصحابہ فضحک بعض من کان یصلی مع النبی فامر النبی من کان ضحک منھم ان یعید الوضوء ویعید الصلوۃ رواہ عبد الرزاق فی مصنفہ ورجالہ رجال الصحیحین وھو الصحیح نصب الرایۃ[۱] وفی آثار السنن[۲] واسنادہ مرسل قوی اھ ولم یذکر سندہ تاما

معمر سے روایت ہے وہ قتادہ سے وہ ابی العالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا کنوئیں میں گر گیا (یعنی اسی غار میں جس کا ذکر پہلی دو حدیثوں میں گزر رہا ہے پہلے وہ کنواں ہوگا پھر پٹ جانے سے گڑھا رہ گیا ہوگا) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے سو بعض نمازی جو حضور کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے ہنس پڑے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو اور نماز کے اعادہ کا حکم دیا اس شخص کو جو ان میں سے ہنسا ہوا اس کو عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں اور یہ (حدیث) صحیح ہے اسی طرح ہے نصب الرایہ میں اور آثار السنن میں ہے کہ اس کی سند مرسل قوی ہے۔

[illegible]

له حدیث موقوف عند الدارقطنی (ج ا ص ۱۴۴) وقال الدارقطنی بعد روایتہ ھو صحیح اھ فھذا التوثیق له منہ وقد ذکرہ فی تہذیب التہذیب (ج ۹ ص ۱۳) بما حاصلہ انھم وثقوہ الا ان ابا داود قال لم یکن بمحکم النقل اھ فالحدیث محتج بہ واما ما قال فی التعلیق الحسن معترضا علی وصل ھذا الحدیث (ص ۳۶ ج ا) ولکن فی الحدیث علۃ اخری وھی ان ابا موسی لم یذکرہ الا مہدی بن میمون وغیرہ من الحفاظ من اصحاب ہشام (بن حسان) یروونہ مرسلا الا خالد بن عبد اللہ الواسطی عند الدارقطنی فقال عن ابی العالیۃ عن رجل من الانصار قال الدارقطنی وقد خالفہ خمسۃ اثبات ثقات حفاظ وقولھم اولی بالصواب اھ قلت مہدی بن میمون من رجال الجماعۃ ثقۃ کما فی التقریب (ج ا ص ۲۱۵ و ۲۱۶) وکذا خالد المذکور ثقۃ ثبت من رجال الجماعۃ کما فی التقریب ایضا (ص ۵) وقد زاد فی السند ابا موسی وجعل الحدیث مسندا وزیادۃ الثقۃ مقبولۃ الا اذا کان لترجیح روایۃ من لم یزد وجہ معتد بہ ھھنا لیس کذلک فان الوجہ لیس الا ان المرسلین خمسۃ والمسندین اثنان ثقتان والتطبیق ممکن لان الراوی یمکن ان یکون الحدیث عندہ مرسلا ومسندا علی حسب ما رواہ عن شیخہ ولھذا الوجہ لم یتکلم فیہ صاحب مجمع الزوائد من ھذہ الجہۃ فالحدیث مسند صحیح بہ قولہ اخبرنا ابو حنیفۃ الخ قال المؤلف منصور والحسن کلاھما من رجال

له ص ۲۸ ج ا مؤلف ۲ه ص ۱۳۶ ج ۱ مؤلف

الجماعة ثقتان مشهوران واما منا الاعظم لا يسئل عن مثله وقد اخرج له ابن حبان في صحيحه واستشهد به
الحاكم في مستدركه نص عليه في الجوهر النقي (ج ٢ ص ١٧١) ومعبد هذا ذكره في الجوهر النقي (ص ٢٤ ج ١)
بما ذكره فيه معرفة الصحابة لابن منده معبد بن ابي معبد وهو ابن ام معبد رأى النبي ﷺ وهو صغير ثم ذكر
ابن منده بسنده مرور النبي صلى الله عليه وسلم بخباء ام معبد وانه بعث معبدا وكان صغيرا الحديث ثم
قال روى ابو حنيفة فذكر حديث ابي حنيفة المذكور في المتن اهـ وفي تجريد اسد الغابة (ص ٩٢ ج ٢ مطبوع
حيدرآباد) معبد بن ابي معبد الخزاعي الذي رد ابا سفيان عن رجوعه ابعد احد ثم انه اسلم اهـ وفي نصب
الراية (ص ٩٤ ج ١) واسند ابن عدي في الكامل عن علي بن المديني قال قال لي عبد الرحمن بن مهدي
وكان اعلم الناس بحديث القهقهة انه كان يدور على ابي العالية فقلت له ان الحسن يرويه عن النبي ﷺ
مرسلا فقال عبد الرحمن حدثنا حماد بن زيد عن حفص بن سليمان قال انا حدثت به الحسن عن حفصة عن ابي العالية
قلت له فقد رواه ابراهيم عن النبي ﷺ مرسلا فقال عبد الرحمن حدثنا شريك عن ابي هاشم قال انا
حدثت به ابراهيم عن ابي العالية قلت له فقد رواه الزهري عن النبي ﷺ مرسلا فقال عبد الرحمن قرأت
هذا الحديث في كتاب ابن اخي الزهري عن الزهري عن سليمان بن ارقم عن الحسن انتهى وقال
(وعندنا هو متروك كما قاله الزيلعي ١٢ منه)
البيهقي في سننه قال الامام احمد ولو كان عند الزهري والحسن فيه حديث صحيح لما استجاز القول
بخلافه وقد صح عن قتادة عن الحسن انه كان لا يرى من الضحك في الصلوة وضوءا وعن شعيب بن
ابي حمزة وغيره عن الزهري انه قال من الضحك في الصلوة يعيد الصلوة ولا يعيد الوضوء قال البيهقي
وقد روي هذا الحديث باسانيد موصولة الا انها ضعيفة وقد بينت احاديثها في الخلافيات انتهى قال
ابن عدي في الكامل وقد روى هذا الحديث الحسن البصري وقتادة وابراهيم النخعي والزهري مرسلا وقد
اختلفت على كل واحد منهم فوصلوه وارسلوه ومدار الكل يرجع الى ابي العالية والحديث له وبه يعرف ومن اجله
تكلم الناس في ابي العالية وسائر احاديثه مستقيمة صالحة انتهى قلت وفيه ايضا (ص ٤٨ ج ١) واسند ابن
عدي عن يحيى بن معين انه قال مراسيل ابراهيم صحيحة الا حديث تاجر البحرين وحديث القهقهة انتهى
قلت اما حديث القهقهة فقد عرفت (ذكره قبل من جهة الدارقطني مؤلف ١٢) واما حديث تاجر البحرين

الكلام على حديث القهقهة

فرواه ابن ابي شيبة في مصنفه وكيع ثنا الاعمش عن ابراهيم قال جاء رجل فقال يا رسول الله اني رجل تاجر اختلف الى البحرين فامره ان يصلي ركعتين يعني القصر انتهى قال المؤلف رجال هذا المرسل رجال الجماعة الا ان الاعمش مدلس ثم اعلم ان ماذكرناه عن نصب الراية يدل على جرح رواية الحسن بتنقل الامام وكذا رواية ابي العالية المذكورة في آخر المتن فلابد للجواب عنه فالجواب عن جرح حديث الحسن بان ما ذكره ليس بنص في ان الحديث ليس عند الحسن الا من هذه الطريق لانه يمكن ان يكون عنده من الطريقين واما كون مذهبه خلاف هذا الحديث فلا يجرح به الحديث فانه يمكن ان يكون مذهبه هذا قبل ان يبلغه هذا الحديث والجواب عن مرسل ابي العالية بان سنده صحيح ومسنده ايضا يحتج به كما عرفت ثم لا يجرح الحديث بكون رواية مرسلة مرة ومسندة اخرى فانه يجوز ان يكون الحديث ثابتا من الجهتين وقد تايد مرسل الحسن ثبت بحمد الله عز وجل نعم قد يقوي القرار بالقوة ثقة باسانيد مقبولة وقد قال صاحب الجوهر النقي (ج اص ۱۴۰) قال ابن حزم كانت بليتهم المالكيين و الشافعيين لشدة تواتره عن عدد من ارسله قلت بليتهم الحنابلة ايضا لانهم يحتجون بالمرسل وعلى تقدير انهم لا يحتجون فيه فاقل احواله ان يكون ضعيفا والحديث الضعيف عندهم مقدم على القياس الذي اعتمدوا عليه في هذه المسئلة اه قلت قوله والحديث الضعيف الخ مغلطة عظيمة فان من يحتج من الائمة بالضعيف فليس مراده منه الضعيف المصطلح بنزل عن درجة الحسن بل مراده ما ينزل عن رتبة الصحيح وهو الحسن الاصطلاحي وقد كنت تحيرت زمانا طويلا في هذه المسئلة المشهورة التي نقلها جماعة من الاكابر بانه كيف يمكن ان يحتج الاعلام بالضعاف ثم فتح الله علي بمنه وفضله ما يزيل الاشكال وتجليه ما قلناه وتفصيله في التحفة المرضية (ص ۲۷۰ الانصاري مطبوعة بلي) للعلامة المحدث القاضي الشيخ حسين بن محسن الانصاري اليماني ونصه وقال شيخ مشائخنا السيد العلامة عبد الرحمن بن سليمان في المنهج السوي وما نقل عن الامام احمد من العمل بالحديث الضعيف مطلقا لم يرد غيره وانه خير من الرأي - قال ابن علان رحمه الله تعالى يحمل الضعيف فيه على مقابل الصحيح على عرف المتقدمين فان الخبر عندهم صحيح وضعيف لانه قد يضعف عن درجة الصحيح فيشمل الحسن واما الضعيف بالاصطلاح المشهور اي ما لم يجمع شروط القبول فليس مرادا كما نقله ابن العربي عن شيخه - قال الزركشي وقريب منه قول ابن حزم جميع الحنفية متفقون على ان مذهب ابي حنيفة ان ضعيف الحديث عنده اولى من الرأي

---

ملاحظة في الاسل الغالب عندي انه ابن حزم فانه نقل عنه في كتبه ۱۲ منه

[illegible]

[illegible]

فالظاهر ان مراده بالضعيف ما سبق انتهى وفيه ايضًا (ص ٢٧٠) وقال الحافظ ابن تيمية اثبات الحسن اصطلاح الترمذي وغير الترمذي من اهل الحديث ليس عندهم الا صحيح وضعيف والضعيف عندهم ما انحط عن درجة الصحيح ثم قد يكون متروكا وهو ان يكون متهمًا او كثير الغلط وقد يكون حسنًا بان لا يتهم بالكذب و هذا معنى قول احمد رح العمل بالضعيف اولى من صاحب القياس انتهى وفيه ايضًا (ص ٢٧١) وقال الحافظ ابن القيم في اعلام الموقعين الاصل الرابع من اصول الامام احمد الاخذ بالمرسل والحديث الضعيف اذا لم يكن في الباب شيء يدفعه وهو الذي رجحه على القياس وليس المراد بالضعيف عنده الباطل ولا المنكر ولا ما في روايته متهم بحيث لا يسوغ الذهاب اليه والعمل به بل الحديث الضعيف عندهم قسيم الصحيح وقسم من اقسام الحسن ولم يكن يقسم الحديث الى صحيح وحسن وضعيف بل الى صحيح وضعيف والضعيف عنده مراتب فاذا لم يجد في الباب اثرا يدفعه ولا قول صحابي ولا اجماعا على خلافه كان العمل به عنده اولى من القياس اھ وفيه ايضًا (ص ٢٧٢) قال ابن القيم واصحاب ابي حنيفة مجمعون على ان مذهب ابي حنيفة ان ضعيف الحديث اولى عنده من القياس والراي وعلى ذلك بنى مذهبه فقدم الحديث الضعيف و آثار الصحابة على القياس والراي قوله وقول الامام احمد رح بن محمد بن حنبل وليس المراد بالحديث في اصطلاح السلف هذا الضعيف في اصطلاح المتاخرين بل ما يسميه المتاخرون حسنًا قد يسميه المتقدمون ضعيفا انتهى قال المؤلف وهذا هو الصحيح الحق الصراح لا يعدل عنه محقق الى غيره واعني بان المراد بالضعيف عندهم في موضع الاحتجاج انما هو الحسن المصطلح عند المتاخرين فان الضعيف المصطلح عند المتاخرين ليس بشيء يعتد به فكيف يسوغ لاهل العلم ان يحتجوا به ولله الحمد في الاولى والآخرة على ما انعم علي من ازالة هذا الاشكال القوي بتحريره افاضل امة النبي الهادي الى الصراط السوي عليه افضل الصلوة والسلام۔

ثم اعلم ان صاحب الهداية قال (ج ١ ص ١٢) والاثر ورد في صلوة مطلقة (اي ذات ركوع وسجود ١٢ انوار) فيقتصر عليها اھ وقيد في شرح الوقاية وغيره كون القهقهة ناقضا بوقوعه في صلوة البالغ فلا ينقض وضوء الصبي فقال الشيخ ودليل هذا القيد على ما ادى اليه نظري ان النص قد ورد خلاف القياس فيعتبر في الحكم قيود كانت متحققة في المورد يقينا وحضور الصبيان في ذاك المورد غير يقيني فلو حكمنا بالنقض فيهم لكان حكما

[illegible]

قياسيا فقد سمعت امتناعه في المورد الغير القياسي فحكمنا بعدم نقض وضوءهم لا الدليل على
عدم النقض بل لعدم دليل على النقض وكان قد صح وضوءهم من قبل ووقع الشك في
ارتفاعه ومعلوم ان اليقين لا يزول بالشك فحكمنا ببقاء وضوءهم بخلاف النسوة وان كان
حضورهن غير يقيني ايضا لكنا عملنا بالاحتياط لان الفرق بينهما في الاحكام نادر جدا محتاج الى
دليل مستقل فحيث فقد الدليل حكمنا بالمماثلة وبهذا خرج الجواب عن الصبيان عما يترائى وروده
انهم لم لم يحكموا فيهم بالاحتياط وجه الجواب ظاهر لان الرجال والنساء كلهم مكلفون فوجب رعاية
الاحتياط في الحاقهن بهم واما الصبيان فغير مكلفين فلم يجب رعاية الاحتياط لقيام المانع من
الالحاق بهم وقال بعض الفقهاء ان امره صلى الله عليه وسلم لهم باعادة الوضوء كان زجرا
لا لكون القهقهة حدثا وبنوا على ذلك كون قهقهة الصبي غير ناقض لعدم كونه محلا للزجر وان شئت
الى تفصيله فارجع الى السعاية كذا قال دام ظله العالي وفي فتح القدير (ج ا ص ۴۷ مصري)
واما قهقهة الصبي فقيل تبطلهما وقيل لا تنقض اه وفي الدر المختار (ص ۱۰۵ ج ا مع رد المحتار) فلا
يبطل وضوء صبي ونائم بل صلاتهما به يفتى اه وقال صاحب السعاية تحت قول شارح الوقاية
حتى لا ينقض الوضوء قهقهة الصبي ولي فيه كلام وله جواب اما الكلام فهو ان معنى نقض
شئ الوضوء انه يحرم اداء الصلوة بعده بغير تجديد الوضوء وهذا المعنى منتف في حق الصبي
في جميع النواقض فانه لو احدث ثم صلى بغير طهارة لا يقال انه اكتسب الحرام ولا يكتب عليه
وزر لانه ليس بمكلف بالفروع كما تقرر في الاصول فان ارادوا بقولهم لا ينقض قهقهة الصبي
هذا المعنى فلا وجه للتخصيص لا يظهر ثمرة هذا الحكم وان ارادوا انه لا يحكم عليه بتجديد الوضوء كما يحكم به
في سائر النواقض فممنوع فان كل ما امر به المكلف يلزمه ان يعلمه الصبي ويعوده ليعتاد به
بعد البلوغ واما الجواب فهو انهم ارادوا به المعنى الاول وثمرته تظهر فيما اذا توضأ الصبي
وصلى وقهقه في الصلوة ثم بلغ فيجوز له اداء الصلوات بتلك الطهارة لعدم
انتقاض وضوئه بخلاف سائر الاحداث فافهم (ج ا ص ۲۴۶)

## باب

اخبرنا عمرو بن منصور حدثنا علي بن عياش قال حدثنا شعيب عن محمد بن المنكدر قال سمعت جابر بن عبد الله قال كان اخر الامرين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ترك الوضوء مما مست النار رواه النسائي وسكت عنه فهو صحيح عنده وقال الامام النووي في شرح صحيح مسلم وهو حديث صحيح رواه ابو داؤد والنسائي وغيرهما من اهل السنن باسانيدهم الصحيحة اهـ وصححه ابن خزيمة وابن حبان وغيرهما لكن قال ابو داؤد وغيره ان المراد بالامر هنا الشان والقصة لا مقابل النهي (فتح الباري) عن ميمونة رض قالت اكل النبي صلى الله عليه وآله وسلم من كتف شاة ثم قام فصلى ولم يتوضأ وعن عمرو بن امية الضمري قال رأيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم يحتز من كتف شاة فاكل منها فدعي الى الصلوة فقام وطرح السكين فصلى ولم يتوضأ متفق عليه (نيل)

---

باب ترك الوضوء مما مست النار قوله اخبرنا عمرو الخ قال المؤلف دلالته والذين بعده على الباب ظاهرة واما ما يعارضه فما رواه مسلم (ص ١٥٧ ج ١) عن زيد بن ثابت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الوضوء مما مست النار اهـ وفي لفظه توضؤا مما مست النار اهـ وما رواه مسلم ايضا (ص ١٥٨) عن جابر بن سمرة ان رجلا سأل رسول الله اأتوضأ من لحوم الغنم قال ان شئت فتوضأ وان شئت فلا تتوضأ قال اتوضأ من لحوم الابل قال نعم فتوضأ من لحوم الابل الحديث وما رواه ابو داؤد وسكت عنه (ص ٩٠ مع غاية المقصود) عن البراء بن عازب قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الوضوء من لحوم الابل فقال توضؤا منها وسئل عن لحوم الغنم فقال لا توضؤا منها وسئل عن الصلوة في مبارك الابل فقال لا تصلوا في مبارك الابل فانها من الشياطين وسئل عن الصلوة في مرابض الغنم فقال صلوا فيها فانها بركة اهـ وفي تلخيص الحبير (ص ٤٢ ج ١) وقال ابن خزيمة في صحيحه لم ار خلافا بين علماء الحديث ان هذا الخبر صحيح من جهة النقل لعدالة ناقليه اهـ وفيه ايضا قال البيهقي ...

---

باب آگ کی اثر کی ہوئی چیز سے وضو کا نہ ٹوٹنا

حضرت جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ آخری فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آگ کی اثر کی ہوئی چیز سے وضو کا ترک فرمانا تھا اس کو نسائی نے روایت کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے سو وہ (ان کے قاعدہ کے مطابق) اُن کے نزدیک صحیح ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابو داؤد اور نسائی وغیرہما نے اہل سنن میں سے روایت کیا ہے صحیح سندوں سے اور فتح الباری میں ہے کہ اس کی تصحیح کی ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہما نے حضرت میمونہ رض سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے شانہ کے گوشت (میں سے کچھ حصہ) کھایا پھر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا (یعنی آپ کا وضو پہلے سے تھا اس کھانے سے وضو نہیں ٹوٹا اور پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لی) اور عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے شانہ میں سے کاٹتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اس میں سے کھایا پھر نماز کے لیے بلائے گئے بس کھڑے ہو گئے اور چھری کو ڈال دیا اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اس کو امام احمد اور بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے (نیل)

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کھانا تناول فرمایا پھر نماز کی اقامت ہوگئی سو آپ کھڑے ہوگئے اور آپ اس سے قبل وضو کر چکے تھے میں آپ کے پاس پانی لایا تاکہ آپ اس سے وضو کریں آپ نے مجھے زجر فرمایا اور فرمایا کہ پیچھے ہٹو مجھ کو اس سے والله رنج ہوا اور اس احتمال سے کہ شاید مجھ سے ناخوش ہوں پھر آپ نے نماز پڑھی میں نے حضرت عمر رضی سے اس کا شکوہ کیا اور انہوں نے حضور سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مغیرہ پر آپ کا ڈانٹنا شاق ہوا اور ان کو یہ اندیشہ ہو گیا کہ شاید آپ کے جی میں ان کے متعلق کوئی بات ہو آپ نے فرمایا میرے جی میں اس کے متعلق بجز خیر کے اور کچھ نہیں ہے لیکن (وجہ زجر کی یہ تھی کہ) وہ میرے پاس وضو کے لیے پانی لایا حالانکہ میں نے صرف کھانا کھایا تھا اور اگر میں ایسا کرتا (کہ کھانے کے بعد وضو کر لیا کرتا) تو اور لوگ بھی میرے بعد ایسا ہی کرنے لگتے (کہ کھانے کے بعد وضو کیا کرتے اور اس کو ضروری سمجھتے حالانکہ ضروری نہیں ہے) اسکو امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں (مجمع الزوائد)

حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہانڈی کے پاس سے گزرتے تھے اور ہنڈی سے بوٹی لیتے تھے اور آپ اس (جو گوشت وغیرہ آپ لیتے تھے) اس کو کھا لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ فرماتے اور پانی کو چھوتے بھی نہ تھے (یعنی ہاتھ بھی نہ دھوتے اور کلی کرتے) اور یہ ترک آپ کا بیان جواز کے لیے تھا کیونکہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا مسنون ہے) اسکو امام احمد اور ابو یعلی اور بزار نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں (مجمع الزوائد)

عن المغیرة بن شعبة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل طعاما ثم اقیمت الصلوٰة فقام وقد کان توضأ قبل ذلک فاتیتہ بماء لیتوضأ منہ فانتہرنی فقال وراءک فساءنی واللہ ذلک ثم صلی فشکوت ذلک الی عمر فقال یا نبی اللہ ان المغیرة قد شق علیہ انتہارک ایاہ وخشی ان یکون فی نفسک علیہ شیء فقال النبی لیس علیہ فی نفسی الا خیر ولکن اتانی بماء لاتوضأ وانما اکلت طعاما ولو فعلت فعل الناس ذلک بعدی رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد[1])

لزوما و وجوبا ۱۲ منہ

عن عائشة رض قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمر بالقدر فیاخذ العرق فیصیب منہ ثم یصلی ولم یتوضأ ولم یمس ماء رواہ احمد وابو یعلی والبزار ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد[2])

بن سمرة رض وحدیث البراء رض قالہ احمد بن حنبل واسحق بن راہویہ فالجواب عن الحدیث الاول ما ذکرہ الامام النووی فی شرح صحیح مسلم (ص ۱۵۶ ج ۱) واحتج ہؤلاء بحدیث توضؤوا مما مست النار واحتج الجمہور بالاحادیث الواردة بترک الوضوء مما مستہ النار واجابوا عن حدیث الوضوء مما مست النار بجوابین احدہما انہ منسوخ بحدیث جابر رض قال کان آخر الامرین فذکرہ والجواب الثانی ان المراد بالوضوء غسل الفم والکفین ثم ان ہذا الخلاف الذی حکیناہ کان فی الصدر الاول ثم اجمع العلماء بعد ذلک علی انہ لا یجب الوضوء باکل ما مستہ النار اہ ملخصا قلت ولکن ہذین الجوابین لی فیہما نظر اما الاول منہما ان ترک الوضوء مما مست النار لا یدل علی نسخہ لانہ فعل فیحتمل ان یکون ترکہ للنسخ او لبیان الجواز ویدل علیہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث المغیرة ولو فعلت (ای استمرارا والا فقد فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم کما یدل علیہ حدیث جابر رض) فعل الناس ذلک بعدی (ای لزوما ووجوبا) فظہر ان المانع لہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوضوء مما مست النار کان مخافة ان یجعلوہ واجبا لا النسخ فانہ لو کان لما وسعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول ما قال بل قال ان الوضوء منہ قد نسخ او نحوہ فافہم والثانی منہما ان حمل الوضوء علی معنی غسل الفم والکفین مع انہ خلاف المتبادر یخالفہ ایضا قول جابر رض کان آخر الامرین من رسول اللہ

[1] ج ۱ ص ۱۰۲ ۱۲ مؤلف [2] ج ۱ ص ۱۰۲ ۱۲ مؤلف ای لم یتوضأ وضوء الصلوٰة ولا وضوء الطعام ۱۲ منہ

عن ابی امامة رضؓ مرفوعًا اذا کان احدکم علی وضوء فاکل طعامًا فلا یتوضأ الا ان یکون لبن الابل اذا شربتموہ فتمضمضوا بالماء رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء (کنز العمال) قلت اما اسناد الطبرانی فقال فی (مجمع الزوائد) لم ار من ترجم احدًا منهم واما اسناد الضیاء فصحیح علی قاعدة الامام السیوطی المذکورة فی خطبة کنز العمال

حضرت ابوامامہ رضؓ سے مرفوعًا روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی وضو کیے ہوئے ہو پھر کھانا کھائے تو وضو نہ کرے مگر جبکہ وہ کھانا ناقہ کا دودھ ہو جبکہ تم اس کو پیو تو پانی سے کلی کر لو اس کو طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء مقدسی نے روایت کیا ہے (کنز العمال) میں کہتا ہوں کہ طبرانی کی سند کے بارے میں تو مجمع الزوائد میں یہ کہا ہے کہ مجھے ان کے راویوں کا حال نہیں ملا اور ضیاء مقدسی کی سند کنز العمال کے قاعدے پر صحیح ہے قلت تقریر یہ ہے کھانے کے بعد کلی کرنا مسنون ہے پس ناقہ کے دودھ کے ساتھ اس حکم کا خاص کرنا اہتمام کے لیے ہے کیونکہ اس میں چکنائی زیادہ ہوتی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما مست النار فانه یبعد ان یراد بهذا القول الوضوء اللغوی اشد البعد کما لا یخفی علی من له ذوق ما فی المحاورات فالاحسن ان یقال ان الامر بالوضوء محمول علی الاستحباب وترکه علی بیان الجواز ثم رایت فی فتح الباری (ج ۱ ص ۲۶۹) وجمع الخطابی بوجه آخر وهو ان احادیث الامر محمولة علی الاستحباب اه فللّٰه الحمد وفی المیزان للامام الشعرانی رح (ج ۱ ص ۱۳۳) ووجه الثانی ان النار مظهر غضبی یعذب اللہ تعالیٰ بها من یشاء من العصاة فلا یناسب من اکل مما مسته ان یقف بین یدی اللہ تعالیٰ الا بعد التطهیر منه طهارة کاملة اه قلت ومن ثم امروا بالابراد بالظهر فی شدة الحر فقد روی الجماعة کما فی النیل (ج ۱ ص ۲۹۱) عن ابی هریرة رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰة فان شدة الحر من فیح جهنم اه والجواب عن الحدیث الثانی بان هذا الحدیث والحدیث الذی یاتی آخر الباب قد تعارضا وهما قولیان فلا بد من التطبیق بینهما علی قدر الامکان وقد ذکرنا ذلک عن قریب فی الوضوء مما مست النار وفی المیزان للشعرانی (ص ۱۳۲ ج ۱) کما نهینا (ای الاکابر) عن الصلوٰة اذا اکلوا لحم الجزور الا بعد طهارة تباعدًا عنها لکونها محلا لرکوب الشیاطین علی ظهرها کما ورد لا لکونها لحمًا اذ اللحم کله من سائر الحیوان فی ذلک واحد فافهم ذلک فانه نفیس اه وفی غایة المقصود (ص ۱۹۲ ج ۱) قال الحافظ ولی الدین العراقی رح یحتمل ان یکون قوله فانها من الشیاطین علی حقیقته وانها انفسها شیاطین وقد قال اهل الکوفة ان الشیطان کل عات متمرد من الانس والجن والدواب او شبهة بها فی النفرة والتشویش او مقارنة لها فقد روی النسائی وابن حبان فی صحیحه واحمد فی مسنده من حدیث حمزة بن عمرو الاسلمی مرفوعًا علی ظهر کل بعیر شیطان فاذا رکبتموها فسموا اللہ

---

لہ ج ۱ ص ۶۹۔ سنن لہ ص ۱۰۲ ج ۱ مؤلف۔

## باب

عن عطاء عن عائشة رض ان النبي صلی الله علیه وسلم کان یقبل بعض نسائه ثم یصلی ولا یتوضأ رواه البزار واسناده صحیح (آثار السنن)[1]

عن عائشة رض قالت انه کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لیصلی وانا معترضة بین یدیه اعتراض الجنازة حتی اذا اراد ان یوتر مسنی برجله رواه النسائی واسناده صحیح واستدل به علی ان اللمس فی الآیة الجماع لانه مسها فی الصلوٰة واستمر (التلخیص الحبیر)[2] وفی تخریج الزیلعی[3] وهذا الاسناد علی شرط الصحیح اه

الحدیث اه واما ما رواه الامام احمد باسناد صحیح مرفوعًا کما فی غایة المقصود (ص ۱۹۲ ج ۱) لا تصلوا فی اعطان الابل فانها خلقت من الجن الا ترون الی عیونها وهیئتها اذا نفرت اه فلا یعارض الحدیث المذکور فانه یمکن انها خلقت من الجن ثم توالدوا بها او یقال معنی خلقت من الجن ان اخلاقها مشبهة بهم علی سبیل المجاز **قوله** عن میمونة رض الخ قال المؤلف دلالته علی الباب ظاهرة وکذا دلالة حدیث عمرو بن امیة والمغیرة وعائشة رض **قوله** عن ابی امامة الخ قال المؤلف دلالته علی الباب ظاهرة واما المضمضة من اللبن فللتنظیف وتخصیصه بلبن الابل لما فیه من شدة الدسومة وقد ورد حدیث فی الوضوء من البان الابل ایضًا وهو ما فی مجمع الزوائد (ص ۲۰۱ ج ۱) عن سمرة السوائی قال سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت انا اهل بادیة وماشیة فهل نتوضأ من لحوم الابل والبانها قال نعم قلت فهل نتوضأ من لحوم الغنم والبانها قال لا رواه الطبرانی فی الکبیر واسناده حسن انشاء الله تعالی اه وهو محمول علی المضمضة فان الحدیث یفسر بعضه بعضًا۔

**باب** ترک الوضوء من مس المرأة۔ **قوله** عن عطاء الخ قال المؤلف ذکر الحدیث فی نصب الرایة (ص ۳۸ ج ۱) بلفظ روی البزار فی مسنده حدثنا اسمعیل بن یعقوب بن صبیح ثنا محمد بن موسی بن اعین ثنا ابی عن عبد الکریم الجزری عن عطاء عن عائشة رض فذکره ثم ذکر ما یدل علی

باب عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو کا نہ کرنا

عطاء رحمہ سے روایت ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج مطہرات کا بوسہ لیتے پھر نماز پڑھ لیتے اور وضو نہ کرتے تھے اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اسکی سند صحیح ہے (آثار السنن)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اس حال میں کہ میں آپ کے سامنے چوڑان میں (لیٹی) ہوئی تھی مثل چوڑان میں رکھے جانے جنازے کے یہاں تک کہ جب آپ وتر پڑھنے کا قصد کرتے تو مجھے اپنے پیر (مبارک) سے مس فرماتے اس کو نسائی نے روایت کیا ہے اور اسکی سند صحیح ہے (تلخیص حبیر)

فقط چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رض کو مس فرما کر وضو نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

[1] ج ۱ ص ۳۹۔ مؤلف [2] ج ۱ ص ۱۴۸ مؤلف [3] ص ۳۸ ج ۱۔ مؤلف ۱۲

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة قال ثنا وکیع ثنا الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن عروة بن الزبیر عن عائشة رضـ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل بعض نسائه ثم خرج الی الصلوٰة ولم یتوضأ قلت من هی الا انت فضحکت رواه ابن ماجة[له] وفی تخریج الزیلعی[له] کلهم ثقات و سنده صحیح وقد قال ابو عمر بن عبد البر فی تصحیح هذا الحدیث فقال صححه الکوفیون وثبتوه لروایة الثقات من ائمة الحدیث وحبیب لا ینکر لقاؤه عروة لروایته عمن هو اکبر من عروة واقدم موتا وقال فی موضع اٰخر لا شك انه ادرك عروة انتهی ملخصا

حضرت عائشہ رضـ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیبیوں کا بوسہ لیا پھر نماز کو تشریف لے گئے اور وضو نہیں فرمایا حضرت عائشہ رضـ سے جو راوی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا وہ تو آپ ہی ہیں (جن کا یہ قصہ ہے) تو ہنس پڑیں اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور تخریج زیلعی میں ہے کہ اسکے سب راوی ثقہ ہیں اور اسکی سند صحیح ہے

ثقة جمیعهم ثم قال وقال عبد الحق بعد ذکره لهذا الحدیث من جهة البزار لا اعلم له علة توجب ترکه ولا اعلم فیه مع ما تقدم اکثر من قول ابن معین حدیث عبد الکریم عن عطاء حدیث ردی لانه غیر محفوظ وانفراد الثقة بالحدیث لا یضر فاما ان یکون قبل نزول الآیة او یکون الملامسة الجماع کما قال ابن عباس رضـ انتهی کلامه - فان قیل فقد رواه الدارقطنی من جهة ابن مهدی عن الثوری عن عبد الکریم عن عطاء قال لیس فی القبلة وضوء قلنا الذی رفعه زاد والزیادة مقبولة والحکم للرافع ویحتمل ان یکون عطاء افتی بمرة ومرة اخری رفعه والله اعلم اهـ قلت فالحدیث صحیح کما ذکر فی المتن ودلالته علی الباب ظاهرة

قوله عن عائشة الخ قال المؤلف دلالته علی الباب ظاهرة وقال السندی فی تعلیق النسائی (ص ٣٨ ج ١) ومعلوم ان اللمس کان مسا بلا شهوة فاستدل به المصنف (ای النسائی) علی ان المس بلا شهوة لا ینقض واما بالشهوة فالدلیل علی عدم الانتقاض ان الاصل هو العدم حتی یظهر دلیل الانتقاض للقائل به وهذا یکفی فی القول بعدم النقض بل سیظهر دلیل العدم وهو حدیث القبلة اذا القبلة لا تخلو عادة عن مس بشهوة اهـ واما قوله تعالی او لمستم النساء فارجح التفسیر بین انه الجماع وهو مروی عن حبر الامة ترجمان سیدنا عبد الله بن عباس قال فی غایة المقصود ناقلا عن الحافظ ابن کثیر (ص ٤٩٧ ج ١) وقد صح من غیر وجه عن عبد الله بن عباس انه قال ذلك اهـ یعنی ما ذکره قبل هذا اللفظ وهو قول ابن عباس قال الملامسة الجماع ولکن الله کریم یکنی بما یشاء اٰه وحدیث عائشة رضـ اخرجه الشیخان بلفظ

[له] ص ١ سـ ٣٠ - مؤلف [له] ص ٢٧ و ٣٨ ج ١ - مؤلف

## باب

عن طلق بن علی رضی اللہ عنہ قال قال رجل مسست ذکری او قال الرجل یمس ذکرہ فی الصلوٰۃ اعلیہ وضوء فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا انما ہو بضعۃ منک اخرجہ الخمسۃ وصححہ ابن حبان وقال ابن المدینی ہو احسن من حدیث بسرۃ (بلوغ المرام)

قالت کنت انام بین یدی رسول اللہ ﷺ ورجلای فی قبلتہ فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی فاذا قام بسطتہما والبیوت یومئذ لیس فیہا مصابیح کذا فی الزیلعی (ص ٣٧ ج ١) واما ما یدل علی ان المس لا ینقض فمنہ ما فی مجمع الزوائد (ص ج ١) عن عبد اللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال اللماسۃ ما دون الجماع وان مس الرجل جسد امرأتہ بشہوۃ ففیہ الوضوء رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون الا ان فیہ حماد بن ابی سلیمان وقد اختلف فی الاحتجاج بہ وعن ابی عبیدۃ بن مسعود قال یتوضأ الرجل من المباشرۃ ومن اللمس بیدہ ومن القبلۃ اذا قبل امرأتہ وکان یقول فی ہذہ الآیۃ او لامستم النساء ہو الغمز رواہ الطبرانی فی الکبیر وابو عبیدۃ لم یسمع من ابیہ احد ومنہ ما فی سنن الدارقطنی (ص ٤٩ ج ١) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انہ کان قاعدا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءہ رجل فقال یا رسول اللہ ما تقول فی رجل اصاب من امرأۃ لا تحل لہ فلم یدع شیئا یصیبہ الرجل من امرأتہ الا قد اصابہ منہا الا انہ لم یجامعہا فقال توضأ وضوءا حسنا ثم قم فصل قال فانزل اللہ عز وجل ہذہ الآیۃ اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل الآیۃ فقال معاذ بن جبل اہی لہ خاصۃ ام للمسلمین عامۃ فقال بل ہی للمسلمین عامۃ صحیح اھ والجواب عن الاول بانہ موقوف فلا یعارض المرفوعات وعن الثانی بانہ یحتاج الاستدلال بہ الی انہ کان علی وضوء ثم امرہ لنقضہ بالمس دون التبرک ولم یثبت فلا یصح الاستدلال بہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال قال مخرج احادیث الہدایۃ فی نصب الرایۃ (ص ٦٦ ج ١) لیس فیہ حجۃ لانہ انما امرہ بالوضوء للتبرک وازالۃ الخطیئۃ لا للحدث ولذلک قال لہ توضأ وضوءا حسنا اھ

**قولہ** حدثنا ابوبکر الخ قال المؤلف دلالتہ علی الباب ظاہرۃ وفی سندہ کلام طویل غیر مضر مذکور فی تخریج الزیلعی

**باب** ان مس الذکر غیر ناقض **قولہ** عن طلق الخ قال المؤلف دلالتہ علی الباب ظاہرۃ وفی مجمع الزوائد (ج ١ ص ١٠٠) عن طلق بن علی رضی اللہ عنہ وکان فی الوفد الذین وفدوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

باب مس ذکر سے وضو نہ ٹوٹنے کا

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (حضور نبوی میں) عرض کیا کہ میں نے اپنے ذکر کو ہاتھ لگا لیا یا (یہ) کہا کہ کوئی شخص اپنے ذکر کو نماز میں ہاتھ لگا لے کیا اس پر وضو (واجب) ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں وہ تو تیرے ہی گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اسکو پانچوں نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اسکی تصحیح کی ہے (بلوغ المرام)

ان عبد الرحمن بن ابی لیلی لم یسمع من معاذ کما فی التعلیق المغنی (ص ٤٩ ج ١) لکن قد عرفت مرارا ان الاختلاف غیر مضر ١٢ منہ

ایضا ملخصا من بلوغ المرام وحواشی بلوغ المرام · بنت صفوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم · قال من مس ذکرہ فلیتوضأ · اخرجہ الخمسۃ وصححہ الترمذی وابن حبان · وقال البخاری ہو اصح شیء فی ہذا الباب اھ · ١٢ منہ · لہ ص ٣٠ ج ١ مؤلف · ابن عبد الرحمن بن ابی لیلی · ضعیف (النوی) · [illegible]

وفی التلخیص الحبیر[۱] وصححه عمرو بن علی الفلاس وقال هو عندنا اثبت من حدیث بسرة وصححه ابن حزم عن ارقم بن شرحبیل قال حککت جسدی وانا فی الصلوٰة فافضیت الی ذکری فقلت لعبد الله بن مسعود رض فقال لی اقطعه وهو یضحک این تعزله منک انما هو بضعة منک رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله موثقون (مجمع الزوائد)

ارقم بن شرحبیل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا بدن کھجلایا نماز پڑھنے کی حالت میں اور میرے ذکر تک ہاتھ پہنچ گیا سو میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رض سے (یہ قصہ) عرض کیا آپ نے (مزاح کے طور پر) فرمایا اس کو قطع کر دو (جبکہ تم اس پر ہاتھ لگجانے سے نقض وضو کا شبہ کرتے ہو) اور وہ (یہ فرماتے ہیں) ہنستے تھے تم اپنے سے اسکو کہاں علیحدہ کر سکتے ہو وہ تو تمہاری ہی گوشت کا ایک ٹکڑا ہے (خلاصہ یہ کہ مس ذکر سے وضو واجب نہیں ہوتا) اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے راوی ثقہ گنے گئے ہیں (مجمع الزوائد)

رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من مس فرجه فلیتوضأ رواه الطبرانی فی الکبیر وقال لم یروِ هذا الحدیث عن ایوب بن عتبة الا حماد بن محمد وقد روی الحدیث الآخر حماد بن محمد وهما عندی صحیحان ویشبه ان یکون سمع الحدیث الاول من النبی صلعم قبل هذا ثم سمع هذا بعد فوافق حدیث بسرة وام حبیبة وابی هریرة وزید بن خالد وغیرهم ممن روی عن النبی الامر بالوضوء من مس الذکر فسمع الناسخ والمنسوخ اه قلت اما دعوی النسخ فمشکل وغیر محتاج الیه فاما قولی المشکل فوجهه انه یحتاج الی لفظ یدل علی النسخ ولم یثبت ومعرفة تاریخ الحدیثین المتعارضین ان عرف لا یکفی للنسخ فکیف اذا لم یعرف لانه یحتمل ان یکون المتقدم للندب والمتاخر لبیان الجواز او بالعکس والاحتمال مخل بالاستدلال۔ واما قولی غیر محتاج الیه فانه یمکن التطبیق بینهما بان الامر للاستحباب تنظیفا والنفی لنفی الوجوب فلا حاجة الی النسخ۔ والصحیح عندی ان الامر للاستحباب کما قال فی الدر المختار لکن یندب للخروج من الخلاف لاسیما للامام اه (ص ۱۵۲ ج ۱ مع رد المحتار) وحدیث بسرة رواه الطبرانی ایضا فی الاوسط والکبیر کما فی مجمع الزوائد (ص ۱۰۰ ج ۱) عن بسرة رض بنت صفوان قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من مس ذکره او انثییه او رفغیه فلیتوضأ وضوءه للصلوٰة ورجاله رجال الصحیح وفی تخریج الزیلعی (ص ۳۱ ج ۱) قال ابن حبان (فی صحیحه) لیس المراد من الوضوء غسل الیدین وان کانت العرب تسمی غسل الید وضوءا بدلیل ما اخبرنا واسند عن عروة بن الزبیر عن مروان عن بسرة قالت قال رسول الله صلعم من مس فرجه فلیتوضأ وضوءه للصلوٰة اه (وفی التلخیص الحبیر ص ۴۵ ج ۱) واما حدیث ام حبیبة فصححه ابو زرعة والحاکم واعله البخاری بان مکحولا لم یسمع من عنبسة بن ابی سفیان وکذا قال یحیی بن معین وابو زرعة وابو حاتم والنسائی انه لم یسمع منه[۲] وخالفهم دحیم وهو اعرف بحدیث الشامیین فاثبت سماع مکحول من عنبسة وقال الخلال فی العلل صحح احمد حدیث ام حبیبة اخرجه ابن ماجه من حدیث العلاء بن الحارث

[۱] ص ۴۶ ج ۱ مؤلف ۱۲ [۲] ص ۹۹ ج ۱ مؤلف [۳] رفغ بالفتح بیخ ران ۱۲ منتخب اللغات

## باب

عن علی رضہ قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انا نکون بالبادیۃ فیخرج من احدنا الرویحۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یستحیی من الحق اذا فسا احدکم فلیتوضأ ولا تاتوا النساء فی اعجازھن وقال مرۃ فی ادبارھن رواہ (الامام الزاھد) احمد والعدنی ورجالہ ثقات (کنز العمال)

عن ابن عباس رضہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یاتی احدکم الشیطان فی الصلوۃ فینفخ فی مقعدتہ فیخیل انہ احدث ولم یحدث فاذا وجد ذلک فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا اخرجہ البزار واصلہ فی الصحیحین من حدیث عبد اللہ بن زید ولمسلم عن ابی ھریرۃ رضہ نحوہ وللحاکم (فی مستدرکہ) عن ابی سعید رضہ مرفوعا اذا جاء احدکم الشیطان فقال انک قد احدثت فلیقل انک کذبت واخرجہ ابن حبان (فی صحیحہ) بلفظ فلیقل فی نفسہ (بلوغ المرام للحافظ العلام)

عن مکحول قال ابن السکن لا اعلم بہ علۃ اھ وفیہ ایضا (ص ٤٦ ج ١) حدیث اذا افضی احدکم بیدہ الی فرجہ لیس بینہما حجاب ولا ستر فقد وجب علیہ الوضوء ابن حبان فی صحیحہ عن ابی ہریرۃ بہذا وقال فی کتاب الصلوۃ لہ ہذا حدیث صحیح سندہ عدول نقلتہ وصححہ الحاکم من ہذا الوجہ وابن عبد البر انتہی ملخصا وحدیث زید بن خالد فذکرہ فی مجمع الزوائد (ج ١ ص ٩٩) قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول من مس فرجہ فلیتوضأ رواہ احمد والبزار والطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح الا ابن اسحق مدلس وقد قال حدثنی اھ وفی التلخیص الحبیر (ج ١ ص ٤٥) واخرجہ اسحق بن راہویہ فی مسندہ عن محمد بن بکر البرسانی عن ابن جریج (بسندہ) وہذا اسناد صحیح اھ وفیہ ایضا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رفعہ ایما رجل مس فرجہ فلیتوضأ وایما امرأۃ مست فرجہا فلتتوضأ ذکرہ الترمذی رواہ احمد والبیہقی قال الترمذی فی العلل عن البخاری ہو عندی صحیح اھ قلت ہذا تفصیل احادیث من اشار الیہم الطبرانی رح ودلالۃ حدیث الباب واثرہ علی الباب ظاہرۃ

باب وجوب الوضوء من خروج الریح وعدمہ عند الشک فی الحدث قولہ عن علی رضہ الخ قال المؤلف دلالتہ علی الجزء الاول من الباب ظاہرۃ قولہ عن ابن عباس رضہ قال المؤلف دلالتہ علی الباب ظاہرۃ وقال النووی فی شرح مسلم وہذا الحدیث اصل من اصول الاسلام وقاعدۃ عظیمۃ من قواعد الدین وہی ان الاشیاء یحکم ببقائہا علی اصولہا حتی یتیقن خلاف ذلک ولا یضر الشک الطاری علیہا فمن ذلک مسئلۃ الباب التی ورد فیہا الحدیث وہی ان من تیقن الطہارۃ وشک فی الحدث حکم ببقائہ علی الطہارۃ ولا فرق بین حصول ہذا الشک فی نفس الصلوۃ وحصولہ خارج الصلوۃ ہذا مذہبنا ومذہب

نہیں (ان) الیس (ہم دریافت کرتے ہیں کہ) ہم میں سے کسیکی نفخ ریح خارج ہو جاتی ہے (اس کا کیا حکم ہے) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ حق بات (کہنے) سے نہیں شرماتا ہے جب تم میں سے کسی کی ریح خارج ہو تو وہ وضو کرے اور عورتوں سے ان کے پاخانہ کے مقام میں صحبت نہ کرنا اسکو امام احمد اور عدنی نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی سب ثقہ ہیں (کنز العمال)

حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور اسکی مقعد میں پھونک مارتا ہے تو اسکو خیال ہوتا ہے کہ حدث ہوگیا حالانکہ اسکو حدث نہیں ہوا سو جب ایسا ہو تو نماز سے نہ ہٹے یہاں تک کہ ریح کی آواز سن لے یا بدبو معلوم ہو (یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ خروج ریح مشکوک ہوا اور جو یقین ہو تو بدبو یا آواز کا معلوم ہونا نقض وضو کیلئے شرط نہیں ہے پس جب خروج ریح یقینا پایا جاویگا وضو ٹوٹ جاویگا بدبو یا آواز معلوم ہو یا نہ ہو) اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اصل حدیث صحیحین میں ہے جو حضرت عبد اللہ بن زید (صحابی) سے مروی ہے اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضہ کی روایت مثل

# ابواب الغسل

## باب

عن عائشة رضـ زوج النبي صلى الله عليه وسلم ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا اغتسل من الجنابة بدأ فغسل يديه ثم يتوضأ كما يتوضأ للصلوة ثم يدخل اصابعه في الماء فيخلل بها اصول الشعر ثم يصب على رأسه ثلث غرف بيديه ثم يفيض الماء على جلده كله رواه البخاري وفي رواية له عنها ايضا (ص ٤٠ ج ١) فاخذ بكفه فبدأ بشق رأسه الايمن ثم الايسر فقال بهما على وسط رأسه اهـ وفي فتح الباري في شرح الرواية الاولى قوله بدأ فغسل يديه وفي رواية الشافعي قبل ان يدخلهما في الاناء ورواه الترمذي وزاد ايضا ثم يغسل فرجه اهـ

عن جابر رضـ قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يأخذ ثلث اكف فيفيضها على رأسه ثم يفيض على سائر جسده فقال (هذا مقولة جابر رضـ ١٢ مؤلف)

---

جماهير العلماء من السلف والخلف قال اما اذا تيقن الحدث وشك في الطهارة فانه يلزمه الوضوء باجماع المسلمين انتهى ملخصا من نيل الاوطار (ص ١٩٧ و ١٩٨ ج ١) وفي الدر المختار (ص ١٥٦ ج ١ مع رد المحتار) ولو تيقن بالطهارة وشك بالحدث او بالعكس اخذ باليقين اهـ

**باب** صفة غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم قال المؤلف دلالة الاحاديث على الباب ظاهرة وفي الهداية (ج ١ ص ١٤) وانما يؤخر غسل رجليه لانهما في مستنقع الماء المستعمل فلا يفيد الغسل حتى لو كان على لوح لا يؤخر وفي تعليقه للمولوي عبد الغفور رحـ فان كان الماء المستعمل نجسا فغسلهما ظاهر وان لم يكن نجسا فللتنظيف اهـ قلت والثاني هو المعتمد عندي فان الماء المستعمل طاهر على المعتمد كما سياتي في محله ويحمل حديث ميمونة على الاستحباب واما حديث عائشة رضـ الذي يدل بظاهره على عدم التنحي فمحمول على الجواز۔

---

لہ ج ١ ص ٩ مؤلف ١٢ ـه زاد مسلم بعد قوله الايسر ثم اخذ بكفيه فقال بهما على رأسه كذا في فتح الباري ١٢ منہ

[illegible]

باب کیفیت غسل جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی

حضرت عائشہ رضـ بی بی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جب جنابت سے غسل فرماتے تھے تو شروع میں دونوں ہاتھ دھوتے پھر وضو فرماتے جسطرح نماز کیلیے وضو کیا کرتے تھے پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈالتے اور اُن سے بالوں کی جڑوں کا خلال فرماتے پھر اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتے پھر اپنی تمام جلد پر پانی بہاتے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور بخاری (رحـ) کی ایک روایت میں (اسطرح) ہے کہ سر کے داہنی جانب سے شروع فرمایا پھر بایئں جانب پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لیکر (یعنے لپ بناکر) سر پر (ڈالا) اور امام شافعی رحـ کی روایت میں (یہ بھی) ہے کہ شروع میں دونوں ہاتھ دھوتے) اُن دونوں کے برتن میں ڈالنے سے پہلے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ پھر (یعنی ہاتھ دھونے کے بعد) شرمگاہ کو دھوتے (فتح الباری)

حضرت جابر رضـ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین لپ پانی لیتے اور ان کو اپنے سر پر ڈالتے (داہنی اور بایئں جانب اور درمیان سر میں) پھر اپنے تمام بدن پر بہاتے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حسن بن محمد بن حنیفہ نے کہا کہ میں ایسا شخص ہوں جس کے بال (سر کے) بہت ہیں (یعنی تین چلو میرے سر کے لیے کافی نہیں ہوتا) میں نے جواب دیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تم سے (بھی) زیادہ بال رکھتے تھے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھسے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے غسل کا پانی (کسی بڑے برتن میں) انڈیل کر رکھا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں پر (پانی) ڈال کر دونوں کو دھویا پھر اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رکھکر اسکو مٹی سے ملا پھر اُسے دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا (پھر باقی دھو کیا جیسا کہ پہلی حدیث میں صحیح ہے) اور سر پر پانی ڈالا پھر (وہاں سے) جدا ہو کر دونوں پیر دھوئے پھر آپکے پاس ایک رومال لایا گیا۔ (تاکہ اس سے بدن پونچھ لیں) سو آپنے اس سے بدن نہیں صاف کیا اس کو بخاری نے روایت کیا ہے

باب عورت پر گوندھی ہوئی بال کھولنا غسل میں واجب نہیں جبکہ پانی بالوں کی جڑ میں پہنچ جاوے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک عورت ہوں کہ سر کو سخت گوندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کیلئے اسکو کھولا کروں آپ نے فرمایا نہیں تم کو صرف یہ کافی ہے کہ اپنے سر پر تین لپین (پانی) کی ڈال لو پھر اپنے (بدن) پر پانی بہالو پاک ہو جاؤگی اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور ان (مسلم ہی) کی ایک (دوسری) روایت میں ہے تو کیا میں اسکو کھولوں حیض اور جنابت کے

لی الحسن (بن محمد بن الحنفیۃ ۱۲ مؤلف) انی رجل کثیر الشعر فقلت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر منک شعرا، رواہ البخاری۔

عن ابن عباس رض قال حدثتنا میمونۃ رض قالت صببت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم غسلا فافرغ بیمینہ علی یسارہ فغسلھما ثم غسل فرجہ ثم قال بیدہ علی الارض فمسحھا بالتراب ثم غسلھا ثم مضمض واستنشق ثم غسل وجھہ وافاض علی راسہ ثم تنحی فغسل قدمیہ ثم اتی بمندیل فلم ینفض بہا رواہ البخاری

## باب

عن ام سلمۃ رض قالت قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی امرأۃ اشد ضفر رأسی افانقضہ لغسل الجنابۃ قال لا انما یکفیک ان تحثی علی رأسک ثلث حثیات ثم تفیضین علیک الماء فتطھرین رواہ مسلم وفی روایۃ لہ افانقضہ للحیضۃ والجنابۃ فقال لا عن عائشۃ رض ان اسماء سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن غسل المحیض فقال تاخذ احداکن ماءھا وسدرتھا فتطھر فتحسن الطھور ثم تصب علی راسھا فتدلکہ دلکا شدیدا حتی تبلغ شئون راسھا ثم تصب علیھا الماء ثم تاخذ فرصۃ ممسکۃ فتطھر بھا فقالت اسماء وکیف اتطھر بھا فقال سبحان اللہ تطھرین بھا فقالت عائشۃ کانھا تخفی ذلک تتبعین اثر الدم وسألتہ عن غسل الجنابۃ

باب لیس علی المرأۃ نقض ضفائرھا فی الغسل اذا بلغ الماء اصول الشعر۔ قال المؤلف قد دل مجموع احادیث الباب علی ان المرأۃ لا یجب علیھا نقض ضفائرھا فی الغسل بل یکفی لھا ان تبل شعرھا وتصب الماء علی اصول الشعر وتفصیلہ ان حدیث ام سلمۃ رض یدل علی انھا تکفیھا ان تحثی علی راسھا من الماء ولا تنقضھا واعنی بان النقض غیر واجب علیھا فان ابن ماجہ قد روی باسناد صحیح کما قال الشیخ ابن تیمیۃ فی المنتقی (ج ۱ ص ۱۴۴ مع نیل الاوطار) عن عائشۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لھا وکانت حائضا انقضی شعرک واغتسلی ۱۲ وحملہ الشیخ علی الاستحباب

پانی ڈالے پھر (مزید صفائی کے لیے) ایک پارچہ لیوے جو مشک سے بسایا گیا ہو اور اس سے پاک ہو جاوے حضرت اسماء نے عرض کیا کہ کس طرح اس پارچہ سے پاک ہوں آپ نے فرمایا (تعجب سے) سبحان اللہ (شرمگاہ پر) اس (کے استعمال سے) پاک ہو جاوگی حضرت عائشہ نے فرمایا اس طرح کہ گویا وہ اسکو پوشیدہ طور پر



فقال تاخذ ماءً فتطهر فتحسن الطهور او تبلغ الطهور ثم تصب على رأسها فتدلكه حتى تبلغ شؤون رأسها ثم تفيض عليها الماء رواه مسلم وفي تيسير الوصول وشؤون الرأس مواصل قبائل القرون وملتقاها والمراد ايصال الماء الى منابت الشعر مبالغة في الغسل اه

(اے اصول کذا فی فتح الباری ۱۲ منہ)

اخبرنا عمرو بن عون عن خالد بن عبد الله عن ابي ليلى عن ابي الزبير عن جابر رضي الله تعالى عنه قال اذا اغتسلت المرأة من الجنابة فلا تنقض شعرها ولكن تصب الماء على اصوله وتبله رواه الدارمي ورجاله رجال مسلم الا ابن ابي ليلى (وهو محمد عندي) وهو مختلف فيه والاختلاف لا يضر

قلت وقيد الثلث ليس على الايجاب بل المقصود منه ظاهر اي البل بالشعر وان حصل بمرة او مرتين و هذا الحديث ساكت عن اشتراط وصول الماء الى اصول الشعر لكن حديث عائشة رض يدل عليه وكذا اثر جابر رض واما تعليل حديث عائشة رض بان في اسناده ابراهيم بن مهاجر وهو صدوق لين الحفظ كما في التقريب (ص۱۱) فلا يصح فانه مختلف فيه ليس بضعيف عند الكل لما في تهذيب التهذيب (ص۱۶۷ و۱۶۸ ج ۱) قال الثوري واحمد بن حنبل لا باس به قال احمد قال يحيى بن معين يوما عند عبد الرحمن بن مهدي وذكر ابراهيم بن مهاجر وآخر (هو اسمعيل السدي كما في هامش الاصل) فقال ضعيفان فغضب عبد الرحمن وكره ما قال وقال ابن سعد ثقة وقال الساجي صدوق اختلفوا فيه وقال ابو داود صالح الحديث انتهى ملخصا بلفظه وقد ذكر فيه تضعيفه عن الآخرين وقد عرفت ان الاختلاف غير مضر واما اثر جابر رض ففيه ابن ابي ليلى واظنه محمد بن عبد الرحمن بن ابي ليلى وهو مختلف فيه ايضا كما ذكره في تهذيب التهذيب مفصلا (ص ۳۰۱ ج ۹) وفيه ايضا قال العجلي كان فقيها صاحب سنة صدوقا جائز الحديث اه وقد صحح الترمذي في سننه لبعض احاديثه ولا احضر الآن مكانه من سننه ولكن احفظه حفظا جيدا وقال في بعض مواضع من سننه فقيه صدوق ربما يهم ولا احضر موضعه ايضا وقد عرفت ان لفظ ربما لا تقليل على الحقيقة فهو جرح خفيف لا يخل بالاحتجاج والا لما ساغ للترمذي ان يصحح حديثه

اسے کہ وہ ملتی ہوئی (اس کے) بعد سے صاف کر لو) اور میں نے آپ سے جنابت کے غسل کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا (عورت) پانی لیوے اور پاک ہو جاوے اور اچھی طرح پاکی حاصل کرے یا (یہ فرمایا کہ) طہارت کو کامل کرے پھر اپنے سر پر پانی ڈالے اور اس کو خوب مل کر دلتی ہوئی اپنے سر کے بالوں کی جڑوں میں پانی پہونچا دے پھر اپنے (ساری بدن) پر پانی بہالے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا ہے

حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا جب عورت جنابت کا غسل کرے تو بال نہ کھولے لیکن انکی جڑوں میں پانی پہنچا دے اور ان کو تر کرے اس کو دارمی نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی مسلم کے راوی ہیں بجز ابن ابی لیلی کے (جن کا نام محمد ہے) اور یہ مختلف فیہ ہیں اور اختلاف مضر نہیں ہے

۱ ج ۱ ص ۱۵۰ - مؤلف ۲ ج ۹ ص ۱۳۷ نظامی کانپور - مؤلف

باب کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا فرض ہونا غسل میں ضروری ہے

حضرت علی رض سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (غسل) جنابت میں ایک بال کی (بھی) جگہ بے دھوئے چھوڑ دیگا تو اسکے ساتھ (یعنی جس جگہ کو دھونے سے چھوڑا ہے) ایسا اور ایسا کیا جاویگا (عذاب) دوزخ سے (یعنے اسکو سخت عذاب کیا جاویگا) حضرت علی رض فرماتے ہیں کہ اسی سبب سے میں اپنے (سر کے) بالوں کا دشمن ہوگیا اسی سبب سے میں اپنے (سر کے) بالوں کا دشمن ہوگیا اسی سبب سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہوگیا اور آپ اپنے بال کٹوا دیا کرتے تھے (اور دشمن ہونیکا یہی مطلب ہے) اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسپر سکوت کیا ہے اور تلخیص حبیر میں اسکی سند کو صحیح کہا ہے لقیہ حدیث میں جو بال کی جگہ پر کہ ہے چونکہ وہ ناک کے بالوں کی جگہ کو بھی شامل ہے اس لیے ناک کے باطن یعنی اندر کے دھونے کی فرضیت پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے

## باب

عن علی رض قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل بها كذا وكذا من النار قال علی رض فمن ثم عاديت رأسی فمن ثم عاديت رأسی فمن ثم عاديت راسی كان يجز شعره رواه ابوداؤد وسكت عنه وفی التلخيص الحبير اسناده صحيح

ولا يرد عليه ما فی التلخيص الحبير (ج ١ ص ٢٦) فی ذكر يعقوب بن سلمة الليثی ونصه وابوه ذكره ابن حبان فی الثقات وقال ربما اخطأ وهذه عبارة عن ضعفه فانه قليل الحديث جدًا ولم يرو عنه سوى ولده فاذا كان يخطی مع قلة ما روى فكيف يوصف بكونه ثقة اھ بان لفظ ربما اخطأ وربما يهم لا فرق فيهما من حيث المعنی ظاهرًا وقد جعل ذلك عبارة عن الضعف فينبغی ان يكون هذا عبارة عنه ايضًا الا ان ذلك اللفظ ليس عبارة عن الضعف بمجرده بل بضم ضميمة وهی قوله فاذا كان يخطی الخ ولم تذكر فی محمد بن عبد الرحمن وفی عون المعبود (ج ١ ص ١٠٥) الثالث وجوب النقض فی الحيض دون الجنابة وهو قول الحسن وطاؤس واحمد بن حنبل واحتجاجهم بحديث انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اغتسلت المرأة من حيضتها نقضت شعرها نقضًا وغسلته بخطمی واشنان فاذا اغتسلت من الجنابة صبت علی رأسها الماء وعصرته اخرجه الدارقطنی فی الافراد والبيهقی فی سننه الكبرى والطبرانی فی معجمه الكبير قلت قال فی سبل الجرار فی اسناده مسلم بن صبيح اليحمدی وهو مجهول وهو غير ابی الضحی مسلم بن صبيح المعروف فانه اخرج له الجماعة كلهم وايضًا اقترانه بالغسل بالخطمی والاشنان يدل علی عدم الوجوب فانه لم يقل احد بوجوب الخطمی والاشنان اھ قلت والاحسن ان يعتری الاستدلال الی الامام احمد بحديث ابن ماجه المذكور قريبًا فان رتبة الامام اعلی وارفع من ان ينسب استدلاله الی حديث المجهول وقد مر ايضًا انه محمول علی الاستحباب والا لتعارض الحديثان حديث ابن ماجه وحديث مسلم۔

**باب** افتراض المضمضة والاستنشاق فی الغسل المفروض **قوله** عن علی رض الخ قال المؤلف قال فی التلخيص الحبير (ص ٥٢ ج ١) لكن قيل ان الصواب وقفه علی علی رض اھ قلت والتعبير بقيل يدل علی الضعف علی ان سكوت ابی داؤد عليه يدل علی ان الحديث مرفوع عنده والاختلاف غير مضر وقوله صلی اللہ علیہ وسلم موضع

شرح ج ١ ص ١٠٣ مع عون المعبود ١٢ مؤلف تلخیص ص ٥٢ ج ١ - مؤلف

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کی طہارت ہے (یعنی وضو اور غسل کے عوض اس سے تیمم کر لینا ضرورت کے وقت جائز ہے) اگرچہ دس برس تک پانی نہ پاوے۔ پھر جب پانی ملجاوے تو اسے اپنی ظاہر جلد پہنچاوے (یعنی غسل یا وضو جس کے عوض تیمم کیا تھا بوجہ پانی نہ ملنے کے اب وہ غسل یا وضو پانی میسر آجانے پر باطل ہو جاویگا اور دھونا واجب ہوگا) کیونکہ وہ اسکے لیے اچھا ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے

**تفسیر** چونکہ لفظ بشرہ جو حدیث میں واقع ہے اور جس کا ترجمہ ظاہر جلد کے ساتھ کیا گیا ہے عام ہے جس میں منھ اور ناک کے اندر کی بھی جلد داخل ہے کیونکہ وہ بھی بعض احوال میں نظر آتی ہے اور ظاہر جلد سے مراد وہی ہے جو نظر آوے پس استنشاق اور مضمضہ غسل میں فرض ہوا اور وضو میں بھی اس حدیث سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہوتا جبکہ اور دلیلیں عدم فرضیت کی نہ ہوتیں۔

محمد بن سیرین تابعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت (کے غسل) میں ناک میں تین بار پانی ڈالنے کا حکم فرمایا اس کو دارقطنی نے سنن میں روایت کیا ہے اور زیلعی نے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث مرسل ہے۔

**تفسیر** اور تین بار کی قید مزید صفائی کے لیے ہے کیونکہ تین بار دھونے کا وجوب کسی کے نزدیک صحیح نہیں۔

اسنادہ صحیح فانہ من روایۃ عطاء بن السائب وقد سمع منہ حماد بن سلمۃ قبل الاختلاط

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الصعید الطیب طہور المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین فاذا وجد الماء فلیمسہ بشرتہ فان ذلک خیر رواہ الترمذی وقال حسن

عن محمد بن سیرین رح قال سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاستنشاق فی الجنابۃ ثلثا رواہ الدارقطنی فی سننہ وصوبہ وفی تخریج الزیلعی بعد نقلہ عن المعرفۃ للحافظ البیہقی ہکذا رواہ الثقات۔

ستعزہ ولیعموم البشرۃ بشرۃ الانف علی فرضیۃ غسل باطن الانف للجنب قالہ الشیخ وفی عون المعبود (ج ۱ ص ۱۰۳) قال الخطابی وقد یحتج بہ من یوجب الاستنشاق فی الجنابۃ لما فی داخل الانف من الشعر اھ والمراد بالفرض ہو الفرض العملی لان الحدیث المذکور خبر واحد وبہ لا یثبت الفرض الاعتقادی واطلاق الفرض علیہما شائع قالہ الشیخ **قولہ** عن ابی ذر رض الخ قال المؤلف الحدیث رواہ ابوداؤد ایضا مطولا وسکت عنہ وفیہ فاذا وجدت الماء فامسہ جلدک فان ذلک خیر اھ وفی التلخیص الحبیر (ص ۵۷ ج ۱) ورواہ ابن حبان (فی صحیحہ) والحاکم (فی مستدرکہ) من طریق خالد الحذاء کروایۃ ابی داؤد وصححہ ایضا ابوحاتم ومدار طریق خالد علی عمرو بن بجدان وقد وثقہ العجلی وغفل ابن القطان فقال انہ مجہول اھ وفی عون المعبود (ج ۱ ص ۱۰۳) قال امام اہل اللغۃ الجوہری فی الصحاح البشر ظاہر جلد الانسان وفلان مودم مبشر اذا کان کاملا من الرجال کانہ جمع لین الادمۃ وخشونۃ البشرۃ وکذا فی القاموس المصباح واما الادمۃ فقال الجوہری الادمۃ باطن الجلد الذی یلی اللحم وقال فی القاموس الادمۃ محرکۃ باطن الجلدۃ التی تلی اللحم او ظاہرہ علیہ الشعر۔ قال الخطابی الی ان قال واحتج بعضہم فی ایجاب المضمضۃ بقولہ وانقوا البشر (ورد فی حدیث منکر عند ابی داؤد) فزعم ان داخل الفم من البشر وہذا خلاف قول اہل اللغۃ لان البشرۃ عندہم ہی ما ظہر من البدن واما داخل الانف والفم فہو الادمۃ والعرب تقول فلان مودم مبشر اذا کان خشن الظاہر مخبور الباطن کذلک اخبرنی ابو عمر وعن ابی العباس احمد بن یحییٰ انتہیٰ کلامہ قلت فالی ترجیح الجوہری

[illegible]

عن سفیان الثوری عن خالد الحذاء عن ابن سیرین مرسلا ثنا اسناده رای البیہقی) من جہۃ الدار قطنی بسند صحیح الی ابن سیرین فذکر لفظ الحدیث المذکور اھ وفی سنن الدار قطنی وتابع وکیعا (الراوی عن سفیان) عبید اللہ بن موسی وغیرہ ثنا جعفر بن احمد المؤذن نا السری بن یحیی نا عبید اللہ بن موسی نا سفیان عن خالد الحذاء اھ۔

داخل الفم والانف لیس من الادمۃ لان الادمۃ علی تفسیرہ ہی باطن الجلد الذی یلی اللحم وداخل الفم والانف لیس کذلک بل ہو مما یلی اللحم ولیس ہو من الباطن بل ہو من الظاہر فالاستدلال علی ایجاب المضمضۃ فی الغسل من الجنابۃ بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم وانقوا البشرۃ صحیح اھ واما قول صاحب القاموس اذ ظاہرہ علیہ الشعر علی الشک لا یسقط الاستدلال بقول الجوہری فانہ امام جلیل وقد جزم بہ علی انہ یمکن التطبیق فی قولہ وقول صاحب القاموس بحمل حرف او علی التنویع **قولہ** عن محمد بن سیرین قال سن الخ قال المؤلف لفظ سن ہنا بمعنی امر کما ورد ذلک فی حدیث عبید اللہ الحدیث یفسر بعضہ بعضاً فیلزم ان یکون الاستنشاق فی الغسل واجباً وفرضاً عملیاً لان ظاہر لفظ الامر ہو الوجوب وقال شیخی ما قولہ ثلثاً فا قول انعقد الاجماع علی عدم کون ہذا التثلیث فرضاً او واجباً فدل علی ان المقصود ومحط الفائدۃ القید الاول لا قید التثلیث قلت وعندی ہو للمبالغۃ فی التنظیف۔ ثم اعلم ان مراسیل ابن سیرین صحیحۃ ففی الجوہر النقی (ج ا ص ۴۳۳) قال ابو عمر فی اوائل التمہید وکل من عرف فانہ لا یاخذ الا عن ثقۃ فتدلیسہ وترسیلہ مقبول فمراسیل سعید بن المسیب ومحمد بن سیرین وابراہیم النخعی عندہم صحاح ثم ذکر ابو عمر بسندہ عن الاعمش قلت لابراہیم اذا حدثتنی حدیثاً فاسندہ فقال اذا قلت عن عبد اللہ یعنی ابن مسعودؓ فاعلم انہ عن غیر واحد واذا سمیت لک احداً فہو الذی سمیت قال ابو عمر الی ہذا نزع من اصحابنا من زعم ان مرسل الامام اولی من مسندہ لان فی ہذا الخبر ما یدل علی ان مراسیل النخعی اقوی من مسانیدہ وہو لعمری کذلک وقال البیہقی فی باب ترک الوضوء من القہقہۃ قال ابن معین مرسلات النخعی صحیحۃ الا حدیث تاجر البحرین وحدیث الضحک فی الصلوۃ اھ

مراسیل ابن سیرین صحاح

## باب

حدثنا ابواحمد (الزبیری) ثنا زرام بن سعید التیمی عن جوّاب التیمی عن یزید بن شریک یعنی التیمی عن علی رضؓ قال کنت رجلاً مذاءً فسئلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا حذفت فاغتسل من الجنابۃ واذا لم تکن حاذفاً فلا تغتسل رواہ الامام احمد فی مسندہ قلت رجالہ کلھم ثقات الا جواباً فانہ صدوق رمی بالارجاء فالسند یحتج بہ۔

حدثنا عبد الرحمن (بن مھدی) ثنا زائدۃ (بن قدامۃ) عن الرکین بن الربیع عن حصین بن قبیصۃ عن علی رضؓ قال کنت رجلاً مذاءً فسئلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا رأیت المذی فتوضأ واغسل ذکرک واذا رأیت فضخ الماء فاغتسل رواہ الامام احمد فی مسندہ ورجالہ کلھم ثقات ورواہ ابوداؤد بنحوہ وسکت عنہ وفیہ فاذا فضخت الماء فاغتسل اھ

**باب** وجوب الغسل بالمنی الخارج بالدفق والشہوۃ **قولہ** ثنا ابواحمد الخ قال المؤلف وفی النیل (ج ا ص ۲۱۲) **قولہ** حذفت یروی بالحاء المھملۃ والخاء المعجمۃ بعدھا ذال معجمۃ مفتوحۃ ثم فاء وھو الرمی وھو لا یکون بھذہ الصفۃ الا لشہوۃ ولھذا قال المصنف (وھو الشیخ ابن تیمیۃ صاحب المنتقی) وفیہ تنبیہ علی ان ما یخرج بغیر شہوۃ اما لمرض او ابردۃ لا یوجب الغسل اھ وفی القاموس وفضخ الماء دفقہ اھ والذی بعدہ علی الباب ظاہرۃ وفی السعایۃ (ج ا ص ۳۱۱) واما استدلال الشافعی (علی ما ذھب الیہ من وجوب الغسل بالخروج بلا شہوۃ ۱۲ مؤلف) فبحدیث الماء من الماء ای الغسل من المنی فانہ مطلق عن قید الشہوۃ ومخرج فی الکتب المعتبرۃ واجاب عنہ اصحابنا بوجوہ منھا ان ھذا الحدیث محمول علی حالۃ الشہوۃ لینطابق بحدیث علی رضؓ وکیف لا یحملہ الشافعی علی ذلک وھو مطلق وحدیث علی رضؓ مقید بالدفق ومن مذھبہ حمل المطلق علی المقید مطلقاً ومنھا ان ھذا الحدیث منسوخ عند جمہور الصحابۃ رضؓ والتابعین ومن بعدھم کما صرح بہ النووی وذلک لان فی اول الاسلام لم یکن الغسل واجباً

باب اس بیان میں کہ جو منی مستی سے اچھلکر نکلے اس سے غسل واجب ہوتا ہے

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں ایک شخص تھا جسکے مذی بکثرت نکلتی تھی پس میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسکے متعلق) سوال کیا آپ نے فرمایا جب تم (منی کو) پھینکو تو جنابت کا غسل کر لو (کیونکہ اسطرح منی کا نکلنا شہوت اور جست کے ساتھ ہوتا ہے لہذا تم جنب ہو جاؤ گے) اور جب تم (اس طرح) نہ پھینکو تو غسل نہ کرو (کیونکہ بطریق مذکور جو منی نہ نکلے گی وہ موجب غسل نہیں ہے اور اسیطرح مذی سے بھی غسل نہیں واجب ہوتا) اسکو امام احمد نے اپنی مسند میں ثقہ راویوں کی سند سے روایت کیا ہے۔

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں کثیر المذی شخص تھا سو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسکے متعلق) سوال کیا آپ نے فرمایا جب تم مذی (نکلتی) دیکھو تو وضو کر لو اور ذکر کو دھو لو اور جب پانی کا جست دیکھو (یعنی منی اچھلکر نکلتی دیکھو اور دیکھنے سے مراد معلوم ہونا ہے خواہ نظر پڑے یا نہیں) تو غسل کر لو اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں

ا ج ا ص ۱۰۷ المصری ۱۲ مؤلف
ج ا ص ۱۲۵ ج ا ص ۱۵۶ ۱۲ مؤلف
ج ا ص ۳۰ ۱۲ مؤلف
[illegible]

## باب

عن عبد الله بن مسعود رض ان رجلاً جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فسئله عن الرجل یغتسل من الجنابة فیخطی بعض جسده الماء فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یغسل ذلك المکان ثم یصلی رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله موثقون (مجمع الزوائد) وقد مر فی باب عدم افتراض الترتیب فی الوضوء

## باب

عن ابی هریرة رض ان نبی الله صلی الله علیه وسلم قال اذا جلس بین شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب الغسل وفی حدیث مطر وان لم ینزل رواه مسلم وله ایضا عن عائشة رض مرفوعاً اذا جلس بین شعبها الاربع ومس الختان الختان فقد وجب الغسل اهـ

---

من الاکسال ای ادخال الذکر فی الفرج ثم اخراجه من غیر انزال بهذا الحدیث فمعناه الماء من الانزال لا من مجرد الادخال ثم نسخ هذا الحکم ووجب الغسل عند الادخال مطلقاً اهـ ملخصاً قلت سیاتی تفصیله قریباً

**باب** من نسی بعض جسده ولم یغسله **قوله** ان رجلاً الخ قال المؤلف دلالته علی الباب ظاهرة

**باب** وجوب الغسل من التقاء الختانین ولو لم ینزل **قوله** عن ابی هریرة رض الخ قال المؤلف قال النووی رح قال القاضی عیاض رح الاولی ان یکون جهدها بمعنی بلغ جهده فی العمل فیها والجهد الطاقة وهو اشارة الی الحرکة وتمکن صورة العمل وهو نحو قول من قال حفزها ای کدها بحرکته والا فای مشقة بلغ بها فی ذلك اهـ وقال ایضا قوله صلی الله علیه وسلم ومس الختان الختان قال العلماء معناه غیبت ذکرك فی فرجها ولیس المراد حقیقة المس وذلك ان ختان المرأة فی اعلی الفرج لا یمسه الذکر فی الجماع وقد اجمع العلماء علی انه لو وضع ذکره علی ختانها ولم یولجه لم یجب الغسل لا علیه ولا علیها فدل علی ان المراد ما ذکرناه والمراد بالمماسة المحاذات وکذلك الروایة الاخری اذا التقی الختانان ای تحاذیا اهـ وفی فتح الباری (ج ۱ ص ۳۴۷) ورواه ابوداود من طریق شعبة وهشام معاً عن قتادة

باب اس شخص کے حکم میں جو غسل کرنے میں بدن کے کسی حصہ کا دھونا بھول جاوے

حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس شخص کا حکم پوچھا جو جنابت کا غسل کرے اور اسکے بدن کا کوئی حصہ باقی (بھیگنے) سے رہ جاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (صرف) وہی موقع دھو ڈالے پھر نماز پڑھ لے اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے راوی توثیق کیے گئے ہیں (مجمع الزوائد)

باب غسل کا واجب ہو جانا ختنہ کے موقعوں کے مل جانے سے اگرچہ انزال نہ ہوا ہو

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص عورت کے اطراف اربعہ (یعنی چاروں ہاتھ پیروں) کے درمیان بیٹھ جاوے پھر اپنی طاقت اس پر (صرف) کرے (یعنی جماع کرے) تو غسل واجب ہو جاتا ہے اور مطر (راوی) کی حدیث میں (یہ بھی) ہے اگرچہ انزال نہ ہو اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور انہی کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رض سے مرفوعاً (یہ بھی) ہے کہ جب اسکے اطراف اربعہ کے درمیان بیٹھ جاوے اور ایک ختنہ کا موقع دوسرے ختنہ کے موقع سے مس کرے (یعنی ذکر فرج میں داخل ہو جاوے)

سلہ ج ۱ ص ۱۱۳ مؤلف ۱۲ سلہ ۵۲ ص ۱۵۶ ج ۱ مؤلف

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة ثنا ابومعویة عن حجاج عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا التقی الختانان وتوارت الحشفة فقد وجب الغسل رواه ابن ماجه[۱] قلت ورواه الامام احمد فی مسنده[۲] ثنا ابومعویة ثنا حجاج فذکره وفی کنز العمال وکل ما کان فی مسند احمد فهو مقبول[۳] فان الضعیف الذی فیه یقرب من الحسن اه

عن عائشة رض قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جاوز الختان الختان وجب الغسل رواه الترمذی[۴] وقال حدیث عائشة رض حسن صحیح

بلفظ والزق الختان بالختان بدل قوله ثم جهدها وهذا یدل علی ان الجهد هنا کنایة عن معالجة الایلاج اه قلت سند ابی داود صحیح او حسن علی قاعدة الحافظ فانه قال فی مقدمة فتح الباری (ص ۴) ثم استخرج ثانیا ما یتعلق به غرض صحیح فی ذلک الحدیث من الفوائد المتنیة والاسنادیة من تتمات وزیادات وکشف غامض وتصریح مدلس بسماع ومتابعة سامع من شیخ اختلط قبل ذلک منتزعا کل ذلک من امهات المسانید والجوامع والمستخرجات والاجزاء والفوائد بشرط الصحة او الحسن فیما اورده من ذلک اهـ وفی فتح الباری ایضا (ج ۱ ص ۳۴۸) ففی روایة مسلم من طریق مطر الوراق عن الحسن فی آخر هذا الحدیث وان لم ینزل ووقع ذلک فی روایة قتادة ایضا رواه ابن ابی خیثمة فی تاریخه عن عفان قال حدثنا همام وابان قالا حدثنا قتادة به وزاد فی آخره انزل اولم ینزل وکذا رواه الدارقطنی وصححه من طریق علی ابن سهل عن عفان وکذا ذکرها ابوداود الطیالسی عن حماد بن سلمة عن قتادة اهـ قلت ودلالة الحدیث علی الباب ظاهرة قوله حدثنا ابوبکر الخ قلت ابوبکر من رجال الجماعة وکذا محمد بن خازم ابومعویة وحجاج هو ابن ارطاة اخرج له مسلم مقرونا ووصفه النسائی وغیره بالتدلیس عن الضعفاء کما فی طبقات المدلسین للحافظ ابن حجر رحمه الله تعالی (ص ۱۷ مصریه) وفی تقریب التهذیب (ص ۳۵) صدوق کثیر الخطاء والتدلیس اهـ وفی تهذیب التهذیب (ج ۲ ص ۱۹۷ و ۱۹۸) وقال ابن ابی خیثمة عن ابن معین صدوق لیس بالقوی یدلس عن عمرو بن شعیب وقال ابوزرعة صدوق یدلس وقال ابن المبارک

حضرت عبدالله بن عمرو رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دونوں ختنوں کا موقع مل جاوے اور حشفہ غائب ہو جاوے (یعنی سر ذکر فرج میں داخل ہو جاوے) تو غسل واجب ہو جاتا ہے اسکو ابن ماجہ اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب (مرد کا) ختنہ کا موقع (عورت کے) ختنہ کے موقع سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو جاتا ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے۔

حجاج بن ارطاة

[۱] ص ۴۵ مؤلف ۱۲ [۲] ص ۷/۸ ج ۲ مؤلف ۱۲ [۳] ج ۱ ص ۳ مؤلف ۱۲ [۴] ج ۱ ص ۱۶ مؤلف ۱۲ [۵] بتشدید الزا وبغیرها من الالزاق ۱۲ منه

كان الحجاج يدلس فكان يحدثنا بالحديث عن عمرو بن شعيب مما يحدثه العرزمي متروك (وهو بفتح مهملة وسكون راء فزاي مفتوحة كما في المغني واسمه محمد بن عبيد الله متروك كما في التقريب) قد رأيت له في البخاري رواية واحدة متابعة تعليقا في كتاب العتق وقال البزار كان حافظا مدلسا وكان معجبا بنفسه كان شعبة يثني عليه اهـ ملخصا وفيه ايضا قرأت بخط الذهبي اكثر ما نقم عليه التدليس وكان فيه تيه لا يليق باهل العلم انتهى (ص ١٩٨ ج ٢) قلت والارسال في حكم التدليس عن الضعفاء جرح عند الكل ففي تدريب الراوي (ص ٦٧ مصري) وقال مالك في المشهور عنه وابو حنيفة في طائفة منهم احمد في المشهور عنه صحيح قال المصنف في شرح المهذب وقيده ابن عبد البر وغيره فيما اذا لم يكن مرسله ممن لا يحترز ويرسل عن غير الثقات (يعني ان الحديث المرسل صحيح منهم ١٢) فان كان فلا خلاف في رده اهـ قلت قال الشيخ ابن العربي في شرح الترمذي ان مالكا انما يقبل مراسيل اهل المدينة والله تعالى اعلم وفي نخبة الفكر (ص ٥١ مجتبائي دهلي) ونقل ابو بكر الرازي من الحنفية وابو الوليد الباجي من المالكية ان الراوي اذا كان يرسل عن الثقات وغيرهم لا يقبل مرسله اتفاقا اهـ قلت لا شك في ان الحجاج بن ارطاة ممن لا يحتج به الا اذا صرح بالتحديث والاخبار لكن اعتمدنا في هذا الموضع على قاعدة السيوطي المذكورة في المتن واما عمرو بن شعيب فقال الترمذي في سننه (ص ٤٣ ج ١) وعمرو بن شعيب هو ابن محمد بن عبد الله بن عمرو بن العاص قال محمد بن اسمعيل (البخاري) رايت احمد واسحق وذكر غيرهما يحتجون بحديث عمرو بن شعيب قال (البخاري) وقد سمع شعيب بن محمد من عبد الله ابن عمرو وقال ابو عيسى ومن تكلم في حديث عمرو بن شعيب انما ضعفه لانه يحدث عن صحيفة جده كانهم رأوا انه لم يسمع هذه الاحاديث من جده اهـ وفي التقريب (ص ١٥٩) في ترجمته صدوق اهـ قلت كفى بالبخاري قدوة في التنقيد فهو محتج به والاختلاف غير مضر كما عرفت مرارا قوله عن عائشة رضـ الخ قال المؤلف دلالته على الباب ظاهرة وهو صريح فيما ذهب اليه العلماء من ان الغسل لا يجب الا بالدخول واما ما يعارض الباب من الاحاديث فمنها ما في السعاية (ص ٣١١ ج ١) قال السيوطي رح في الازهار المتناثرة في الاخبار المتواترة حديث الماء من الماء (اي الغسل من المني ١٢ سعايه) اخرجه مسلم من حديث ابي سعيد واحمد عن ابي بن كعب رافع بن خديج ورفاعة ابن رافع وعتبان الانصاري وابي ايوب والبزار عن عبد الرحمن بن عوف وجابر وابن عباس وابي هريرة وابن شاهين في الناسخ والمنسوخ عن انس (نحوه)

الارسال عن الضعفاء جرح عند الكل

توثيق عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده

حديث متواتر

والجواب عنه بانه منسوخ يدل عليه ما رواه الترمذي (ج ا ص ۱۶) عن ابي بن كعب قال انما كان الماء من الماء رخصة في اول الاسلام ثم نهي عنها اهـ ثم قال الترمذي هذا حديث حسن صحيح وانما كان الماء من الماء في اول الاسلام ثم نسخ بعد ذلك وهكذا روى غير واحد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم ابي بن كعب ورافع ابن خديج اهـ قلت وحديث رافع ابن خديج رواه الامام احمد في مسنده كما في نيل الاوطار (ج ا ص ۲۱۶) عن رافع بن خديج قال ناداني رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا على بطن امرأتي فقمت ولم انزل فاغتسلت وخرجت فاخبرته فقال لا عليك الماء من الماء قال رافع ثم امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ذلك بالغسل اهـ وفيه ايضاً الحديث حسنه الحازمي في تحسينه نظر لان في اسناده رشدين وليس من رجال الحسن وفيه ايضاً مجهول لانه قال عن بعض ولد رافع بن خديج فلينظر فالظاهر ضعف الحديث لا حسنه اهـ قلت قد نظرنا فوجدناه مقبولاً على قاعدة السيوطي المذكورة قريباً والجواب عن الايرادين بان رشدين بن سعد وان كان ضعيفاً عند الاكثر فقد وثقه الهيثم بن خارجة كما في تهذيب التهذيب (ص ۲۷۷ ج ۳) والاختلاف غير مضر كما عرفت مراراً والمجهول فقد ذكر الزيلعي في نصب الراية (ص ۴۴ ج ۱) قال الشيخ تقي الدين وقد وقع لي تسميته ولد رافع في اصل سماع الحافظ السلفي وساق الشيخ سنده الى رشدين بن سعد عن موسى بن ايوب[۵۵] عن سهل بن رافع بن خديج عن رافع بن خديج فذكره اهـ قلت ولكن لم اجد ترجمته في كتب الرجال فالاعتماد في هذا الحديث على قاعدة السيوطي فقط لا سيما عند وجود حديث ابي بن كعب ومنها ما رواه مسلم (ج ا ص ۱۵۵) عن ابي سعيد الخدري رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على رجل من الانصار فارسل اليه فخرج ورأسه يقطر فقال لعلنا اعجلناك قال نعم يا رسول الله قال اذا اعجلت او قحطت فلا غسل عليك وعليك الوضوء اهـ والجواب عنه ما مر قريباً من النسخ وقد اخرج مسلم ايضاً (ج ا ص ۱۵۶) عن عائشة رض زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت ان رجلاً سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرجل يجامع اهله ثم يكسل هل عليهما الغسل وعائشة رض جالسة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لافعل ذلك انا وهذه ثم نغتسل اهـ ولا يمكن حمل حديث الماء من الماء على الاحتلام لقصته ورد فيه هذا الحديث وقد رواها مسلم (ج ا ص ۱۵۵) عن ابي سعيد الخدري رض قال خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين الى قباء حتى اذا كنا في بني سالم وقف رسول الله صلى الله عليه وسلم على باب عتبان فصرخ به فخرج يجر ازاره فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعجلنا

توثیق رشدین بن سعد

[۵۵] قال علیه موسى بن ايوب كما في السند عند الزيلعي ج ا ص ۴۴ ۔ مؤلف

## باب

عن عائشة رض ان فاطمة بنت ابی حبیش كانت تستحاض فسئلت النبی صلی الله علیه وسلم فقال ذلک عرق ولیست بالحیضة فاذا اقبلت الحیضة فدعی الصلوة و اذا ادبرت فاغتسلی وصلی رواه البخاری

عن معاذ رض مرفوعًا اذا مضی للنفساء سبع ثم رأت الطهر فلتغتسل ولتصل رواه الحاکم فی مستدرکه (کنز العمال) واسناده صحیح علی قاعدة الکنز المذکور فی خطبته

---

الرجل فقال عثمان یا رسول الله ارایت الرجل یعجل عن امرأته ولم یمن ماذا علیه فقال رسول الله صلعم انما الماء من الماء اه وفی نصب الرایة (ص ۴۲ ج ۱) وهذا السیاق یدفع روایة من روی عن ابن عباس ان قوله علیه السلام الماء من الماء کان فی الاحتلام اه قلت قال فی فتح الباری (ج ۱ ص ۳۳۹) وروی ابن ابی شیبة وغیره (باسناد صحیح او حسن علی قاعدته) عن ابن عباس انه حمل حدیث الماء من الماء علی صورة مخصوصة وهی ما یقع فی المنام من رؤیة الجماع اه

باب وجوب الغسل من الحیض والنفاس قوله عن عائشة رض الخ قال المؤلف دلالته علی الجزء الاول من الباب ظاهرة فانه صلی الله علیه وسلم اوجب الغسل بعد انقطاع الحیض قوله عن معاذ الخ قال المؤلف اسناده صحیح کما یظهر من التزام الامام السیوطی فی جمع الجوامع الذی رتبه الشیخ علی المتقی علی ترتیب الفقه حیث قال فی خطبته انی اذا نقلت عن الحاکم فی المستدرک حدیثا ولم اتکلم علیه فهو صحیح اه وقید السبع اتفاقی لان الاجماع قد قام علی انها لو طهرت قبل السبع اغتسلت وصلت قال الامام ابو عیسی الترمذی فی سننه (ج ۱ ص ۲۰) وقد اجمع اهل العلم من اصحاب النبی صلعم والتابعین ومن بعدهم علی ان النفساء تدع الصلوة اربعین یوما الا ان ترى الطهر قبل ذلک فانها تغتسل وتصلی اه وفی نیل الاوطار (ج ۱ ص ۲۷۳) وقد وقع الاجماع من العلماء کما فی البحر ان النفاس کالحیض فی جمیع ما یحل ویحرم ویکره ویندب اه والله تعالی اعلم ودلالته علی الباب ظاهرة۔

باب غسل کا واجب ہو جانا حیض اور نفاس سے

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ (حضرت) فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ آتا تھا انھوں نے اسکے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ ایک رگ کا خون ہے اور حیض نہیں ہے سو جب حیض آیا کرے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب ختم ہو جاوے تو غسل کر لیا کرو اور نماز پڑھ لیا کرو اسکو بخاری نے روایت کیا ہے

حضرت معاذ رض سے مرفوعا مروی ہے کہ جب نفاس والی عورت پر (مثلاً) سات دن گذر جاویں پھر وہ پاکی دیکھے (یعنی نفاس کا خون موقوف ہو جاوے) تو وہ غسل کرے اور نماز پڑھے اسکو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے (کنز العمال) اور اسکی سند صحیح ہے کنز العمال کے قاعدہ پر۔ قید سات کی اتفاقی ہے جیسا کہ اجماع امت اسپر دال ہے اور مراد یہ ہے کہ جب طہر دیکھ لے اگرچہ ولادت سے ایک ہی ساعت کے بعد ہو تو اس پر نماز پڑھنے کے لئے غسل واجب ہو جاوے گا

## باب

عن الحاكم عن ابی علی الحافظ عن ابی العباس الهمدانی الحافظ ثنا ابو شيبة ثنا خالد بن مخلد عن سليمان بن هلال عن عمرو عن عكرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس عليكم فی غسل ميتكم غسل اذا غسلتموه ان ميتكم يموت طاهرا وليس بنجس فحسبكم ان تغسلوا ايديكم رواه البيهقی وقال هذا ضعيف والحمل فيه على ابی شيبة قلت ابو شيبة هو ابراهيم بن ابی بكر بن ابی شيبة احتج به النسائی ووثقه الناس ومن فوقهم احتج بهم البخاری وابو العباس الهمدانی هو

**باب جواز ترك الغسل من غسل الميت** قوله عن الحاكم الخ قال المؤلف قال العزيزی فی السراج المنير شرح الجامع الصغير ای (غسلٌ ۱۲ مؤلف) واجب فيحمل حديث من غسل ميتا فليغتسل على الندب اه (ج ۳ ص ۲۲۱) وفی السعاية قال الخطابی فی شرح سنن ابی داود لا اعلم احدا من الفقهاء يوجب الغسل من غسل الميت ولا الوضوء من حمله ولعل الامر ندب اه (ج ۱ ص ۱۲۷) و فی التلخيص الحبير بعد نقل هذا الحديث فيجمع بينه وبين الامر فی حديث ابی هريرة بان الامر على الندب او المراد بالغسل غسل الايدی كما صرح به فی هذا قلت ويؤيد ان الامر فيه للندب ما روى الخطيب فی ترجمة محمد بن عبد الله المخزومی من طريق عبد الله بن احمد فذكر اثر الباب ثم قال وهو احسن ما جمع به بين مختلف هذه الاحاديث اه قلت بل احسن ما جمع به بين مختلف هذه الاحاديث هو ان يفسر المرفوع بالمرفوع وهو حمل لفظ الغسل على غسل الايدی وغسل بعض الصحابة منه ليس مما لا يدرك بالرای وليس فيه ذكر عهد النبی صلى الله عليه وسلم حتى يقال انه مرفوع حكمی ولكن يرد عليه حديث ابی هريرة رض فانه يبعد ان يراد فيه من الغسل غسل اليدين فاحسن ما يجمع به بين مختلف هذه الاحاديث ما رواه الخطيب واقل ما ورد فيه هو غسل الايدی حديث ابی هريرة رض قد رواه الترمذی وحسنه مرفوعا (ص ۱۰۹ ج ۱) بلفظ من غسله الغسل ومن حمله الوضوء يعنی الميت اه ورواه الضياء المقدسی عن ابی سعيد الخدری مرفوعا الغسل من الغسل والوضوء من الحمل كما فی العزيزی (ص ۳۴۰ ج ۳) وسنده

**باب غسل میت سے غسل کا ترک جائز ہونا**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری میت کو غسل دینے سے تم پر غسل (واجب) نہیں جب تم اس کو (یعنی میت کو) غسل دو کیونکہ تمہارا مردہ طاہر مرتا ہے اور (موت کی وجہ سے) نجس نہیں ہوتا ہے سو تم کو یہ کافی ہے کہ اپنے ہاتھ (بعد غسل میت کے) دھو لیا کرو اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور تلخیص حبیر میں اسکی سند کو حسن کہا ہے اور ترمذی کی فارسی شرح میں مولوی سراج احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حاکم نے (اس کو) بخاری کی شرط پر کہا ہے اور ذہبی نے حاکم (کے اس قول) کو برقرار رکھا ہے۔

ابن عقدة حافظ كبير انما تكلموا فيه بسبب المذهب ولامور اخرى ولم يضعف
بسبب المتون اصلاً فالاسناد حسن اهـ (التلخيص الحبير) وفى شرح المولوى احمد على سنن الترمذى قال الحاكم على شرط البخارى واقره الذهبى

عن عبد الله بن احمد بن حنبل قال قال لى ابى كتبت حديث عبيد الله عن نافع
عن ابن عمر كنا نغسل الميت فمنا من يغتسل ومنا من لا يغتسل قال قلت لابى فى ذلك الجانب شاب يقال له محمد بن عبيد الله يحدث به عن ابى هشام
المخزومى عن وهيب فاكتبه عنه قلت هذا اسناد صحيح (التلخيص الحبير)

## باب

عن ابى هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ فاحسن الوضوء
ثم اتى الجمعة فدنى واستمع وانصت غفر له ما بينه وبين الجمعة وزيادة ثلثة ايام
ومن مس الحصا فقد لغا رواه الترمذى وقال هذا حديث حسن صحيح

صحيح على قاعدة كنز العمال المذكورة فى خطبته وذكر فى التلخيص (ص ۵۰ ج ۱) قال عبد الله بن صالح ثنا يحيى بن ايوب عن عقيل عن الزهرى عن سعيد بن المسيب عن ابى هريرة رض رفعه من غسل ميتاً فليغتسل ذكره الدارقطنى وقال فيه نظر قلت رواته موثقون وقال ابن دقيق العيد فى الامام حاصل ما يعتل به وجهان احدهما من جهة الرجال لا يخلو اسناد منها من متكلم فيه ثم ذكر ما معناه ان احسنها رواية سهيل عن ابيه عن ابى هريرة وهى معلولة وان صححها ابن حبان وابن حزم فقد رواه سفيان عن سهيل عن ابيه عن اسحٰق مولى زائدة عن ابى هريرة رض قلت اسحٰق مولى زائدة اخرج له مسلم فينبغى ان يصحح الحديث اهـ وفيه ايضاً وذكر الماوردى ان بعض اصحاب الحديث خرج لهذا الحديث مائة وعشرين طريقاً قلت وليس ذلك ببعيد اهـ

(فائدة) فى حجة الله البالغة (ص ۱۸۱ ج ۱ مصريه) واما غسل الميت فلان الرشاش ينتشر فى البدن

نافع حضرت ابن عمر رض سے روایت کرتے ہیں کہ (انہوں نے کہا) ہم میت کو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) غسل دیا کرتے تھے اور ہم میں سے بعض لوگ (میت کو نہلانے والے) غسل میت کی وجہ سے (غسل کرتے تھے اور بعض ہم میں سے (یعنی صحابہ رض میں سے) غسل نہ کرتے تھے اس کو عبداللہ بن امام احمد نے روایت کیا ہے اور تلخیص حبیر میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ تفقہ اس اثر سے معلوم ہوا کہ میت کو نہلانے کی وجہ سے غسل کرنا اولی ہے اور نہ کرنا جائز ہے

باب جمعہ کا غسل واجب نہ ہونا اور جمعہ کے غسل اور سنگی لگوانے کی وجہ سے غسل کا مسنون ہونا

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر جمعہ میں حاضر ہو اور امام سے قریب بیٹھے اور (خطبہ) سنے اور خاموش رہے تو اس کے وہ (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاویں گے جو اس کے (اس جمعہ کے) اور (دوسرے) جمعہ کے درمیان میں (ہوئے) ہیں اور تین دن اور زیادہ کئے (یعنی دس دن کے گناہ بقولہ تعالیٰ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها) اور جس نے کنکریوں کو (بطور شغل) چھوا اس نے لغو فعل کیا اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے

عن سمرة رض بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل اخرجه الترمذي وقال حديث حسن ورواه ابن خزيمة في صحيحه (للعزيزي[2])

عن عائشة رض قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسل من اربع من الجنابة ويوم الجمعة ومن الحجامة ومن غسل الميت رواه ابوداؤد وصححه ابن خزيمة كذا في بلوغ المرام[1]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے روز وضو کیا تو اُسنے رخصت پر عمل کیا (کیونکہ سنت اور عزیمت غسل ہے) اور وہ اچھی خصلت ہے (یعنے وضو پس وضو پر کفایت کرنے والے پر ترک واجب کی ملامت نہیں، کیونکہ جمعہ کا غسل واجب نہیں) اور جسنے غسل کیا تو غسل افضل ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے اور عزیزی میں ہے کہ اس کو ابن خزیمہ نے (بھی) اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار (چیزوں کی وجہ) سے غسل فرمایا کرتے تھے جنابت سے اور جمعہ کے دن (کی نماز کی وجہ سے) اور پسینگی لگوا کر اور میت کو نہلا کر اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اسکی تصحیح کی ہے ۔ تفسیر جنابت سے غسل کرنا فرض ہے اور باقی غسل جو اس حدیث میں مذکور ہیں وہ سب مسنون ہیں اور جمعہ کا غسل مسنون صرف ان ہی لوگوں کے لیئے ہے جو جمعہ کی نماز پڑھیں جیسا کہ ایک حدیث میں صراحتہ وارد ہے۔

وجلست عند محتضر فرايت ان الملائكة الموكلة بقبض الارواح لها نكاية عجيبة في ارواح الحاضرين فهمت انه لابد من تغيير الحالة لتنتبه النفس لمخالفتها اه وفي مجمع البحار بل هو مسنون ذهب بعضهم الى وجوبه واكثرهم حملوا على ان الغسل لاصابة الرشاشة من نجاسة ربما كانت على بدن الميت ولا يدري مكانه كذا في شرح ابي الطيب على سنن الترمذي (ج ٣ ص ٢٨٥ نظامي كانپور) وقال شيخي اما حكمة استحباب الوضوء من حمل الجنازة فعسى ان يكون ان الحامل يلحقه الوحشة والدهشة عادة فناسب ان يتدارك بالوضوء المورث للجمعية والانشراح اه قلت فادني الاستحباب في غسل الميت غسل الايدي واعلاه الغسل والمستحب في الحمل من الجنازة الوضوء وحكمة الغسل او الوضوء تحصيل الانشراح مع التنظيف في الغسل وهو في الغسل ابلغ يزيد ويناسب ذلك ايضا لان القرب من الميت في تغسيله يزيد من القرب في حمله ويدل على ان الوضوء يورث النشاط ما في بلوغ المرام (ص ٨ ج ١) عن ابي سعيد الخدري رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى احدكم اهله ثم اراد ان يعود فليتوضأ بينهما وضوءا رواه مسلم زاد الحاكم فانه انشط للعود اه

**باب** عدم وجوب غسل الجمعة وكونه سنة منها ومن الحجامة **قوله** عن ابي هريرة الخ قال المؤلف وفي نيل الاوطار (ج ١ ص ٢٣٢) قال القرطبي في تقرير الاستدلال بهذا الحديث على الاستحباب بالفظه ذكر الوضوء وما معه مرتبا عليه الثواب المقتضي للصحة يدل على ان الوضوء كاف قال ابن حجر في التلخيص انه من اقوى ما استدل به على عدم فرضية الغسل يوم الجمعة اه **قوله** عن سمرة الخ قال المؤلف دلالته على الباب ظاهرة **قوله** عن عائشة رض الخ قال المؤلف لفظ كان يدل على كون المذكورات سنة مؤكدة وقد قام الدليل على افتراض غسل الجنابة فهو فرض واما غسل الجمعة فهو سنة لهذا الحديث وكذا غسل الحجامة وفي حجة الله البالغة (ج ١ ص ١٨١ مصرية) اما الحجامة فلان الدم كثيرا ما ينتشر على الجسد ويتعسر غسل كل نقطة على حدتها ولان المص بالملازم جاذب

---

ص١٠ ج ١ ص ٦٥ مؤلف ٢٠ سنة ٥ ص ٢٢٧ ج ٣ - مؤلف ٥٣ ص ٧ ج ١ مؤلف ٧٥ قال بعضهم معناه فبالرخصة اخذ كذا في التقريب مؤلف

## باب

عن الشعبي عن زياد بن عياض الاشعري قال كل شيء رأيت النبي صلى الله عليه وسلم فعله قد رأيتكم تفعلونه غير انكم لا تغتسلون في العيدين رواه ابن منده وابن عساكر وقال الصحيح في هذا الحديث عن عياض وقوله زياد غير محفوظ كذا في كنز العمال ولم اقف على سنده متصلاً

للدم من كل جانب فلا يفيد نقص الدم من العضو والغسل يزيل السيلان ويمنع انجذابه اھ واما ما رواه السبعة الشيخان واصحاب السنن الاربعة والامام احمد) عن ابي سعيد الخدري رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال غسل يوم الجمعة واجب على كل مسلم كما في بلوغ المرام (ص ۱۸ ج ۱) وفيه حديث مشهور كما في تدريب الراوي (ص ۱۸۹) بلفظ من اتى الجمعة فليغتسل اھ قلت بهذا اللفظ رواه الترمذي ابن ماجه زاد البيهقي ومن لم يأتها فليس عليه غسل قال النووي في الخلاصة وسنده صحيح كذا في نصب الراية للزيلعي المحدث (ص ۵۴ ج ۱) قلت قال الترمذي حسن صحيح ونقل ايضاً عن البخاري تصحيحه (ج ۱ ص ۶۵) ورواه ابن حبان في صحيحه والبيهقي في سننه كما في كنز العمال (ج ۴ ص ۱۶۲) من اتى الجمعة من الرجال والنساء فليغتسل ومن لم يأتها فليس عليه غسل من الرجال والنساء اھ وحديث بلوغ المرام ذكره في المنتقى بلفظ غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم والسواك وان يمس من الطيب ما يقدر عليه ثم قال وهذا يدل على انه اراد بلفظ الوجوب تاكيد استحبابه كما تقول حقك علي واجب والعدة دين بدليل انه قرنه بما ليس بواجب بالاجماع وهو السواك والطيب انتهى (ص ۲۲۶ و ۲۲۷ ج ۱ مع نيل الاوطار) ويدل على عدم الوجوب ما ورد عن الصحابة فمنه ما في مجمع الزوائد (ج ۱ ص ۲۱) عن عبد الله بن مسعود رض قال من السنة الغسل يوم الجمعة رواه البزار ورجاله ثقات اھ وفيه ايضاً عن علي رض قال يستحب الغسل يوم الجمعة ويلبس بخيم رواه الطبراني في الاوسط ورجاله ثقات (ص ۲۱۲ ج ۱) والمراد بالاستحباب عدم الافتراض فلا ينافي السنية ـ

**باب** ما جاء في غسل العيدين قال المؤلف دلالة الاحاديث والآثار على الباب ظاهرة وسياتي بيان غسل يوم عرفة في ابواب الحج تفصيلاً ان شاء الله تعالى واما قوله صلى الله عليه وسلم الغسل في هذه الايام واجب فقد عرفت عدم وجوب الغسل في يوم الجمعة واما غسل العيدين فهو ايضاً لا يجب لانه لم

باب ما جاء في غسل العيدين

باب اس امر کا جو غسل عیدین میں وارد ہوا ہے
عیاض اشعری رض سے روایت ہے کہ انھوں نے (حاضرین سے) فرمایا کہ ہر وہ کام جسکو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے میں تم کو بھی کرتے دیکھتا ہوں سوا اسکے کہ تم عیدین میں غسل نہیں کرتے (یعنی یہ ایسا کام ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور تم نہیں کرتے ہو پس عیدین میں غسل کرنا مسنون ثابت ہوگیا) اسکو ابن مندہ اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے جیسا کہ کنز العمال میں ہے

ل ج ۴ ص ۲۳۸ ـ مؤلف سے ۵ قد روی الطبرانی فی الاوسط هذه الجملة مرفوعاً کما فی الجامع الصغیر ۱۲ منه

عن ابي هريرة رض مرفوعاً الغسل في هذه الايام واجب يوم الجمعة ويوم الفطر ويوم النحر ويوم عرفة رواه الديلمي في مسند الفردوس بسند ضعيف (العزيزي)[51]

عن نافع ان عبد الله بن عمر رض كان يغتسل يوم الفطر قبل ان يغدو الى المصلى رواه الامام مالك في الموطأ[52] وهذا اسناد صحيح جليل قال البخاري اصح الاسانيد مالك عن نافع عن ابن عمر كذا في تهذيب التهذيب[53]

اخبرنا ابراهيم بن محمد بن ابي يحيى الاسلمي اخبرني يزيد بن ابي عبيد مولى سلمة بن الاكوع عن سلمة بن الاكوع انه كان يغتسل يوم العيد رواه الامام الشافعي في مسنده[54] وشيخ الامام هذا ضعيف لكنه حجة عنده كما في التلخيص الحبير[55] وقد عرفت ان الاختلاف غير مضر وبقيتهم رجال الجماعة

اخبرنا ابراهيم بن محمد اخبرني جعفر بن محمد عن ابيه ان عليا رض كان يغتسل يوم العيدين ويوم الجمعة ويوم عرفة واذا اراد ان يحرم رواه الامام الشافعي في مسنده[56] وشيخ الامام قد مر ما يتعلق به قريبا وبقيتهم ثقات مشهورون الا ان محمدا عن علي رض مرسل فانه لم يدركه

حدثنا جبارة المغلس ثنا حجاج بن تميم عن ميمون بن مهران عن ابن عباس رض قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسل يوم الفطر ويوم الاضحى رواه ابن ماجه[57] وسنده لا باس به

ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً روایت ہے کہ ان ایام میں غسل واجب (یعنی مؤکد) ہے جمعہ کے دن اور فطر (یعنی عید الفطر) کے دن اور قربانی کے دن (یعنی عید اضحی میں) اور عرفہ کے دن اسکو دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے ضعیف سند سے ایسا ہی عزیزی میں ہے نقص: یعنی عرفہ کا دن نویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں اور اس دن غسل کرنا صرف ان لوگوں کے لیے مسنون ہے جو حج کریں اور مقام عرفات میں حاضر ہوں اور اس کا مفصل بیان کتاب الحج میں آویگا نافع سے (جو آزاد کردہ غلام ہیں حضرت ابن عمر کے) روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہ (عید) فطر کے دن صبح کے وقت عیدگاہ جانے سے پہلے غسل فرمایا کرتے تھے اسکو امام مالک نے مؤطا میں صحیح سند سے روایت کیا ہے حضرت سلمہ رض بن الاکوع سے روایت ہے کہ وہ عیدین کے دن غسل کیا کرتے تھے اس کو حضرت امام شافعی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے امام محمد (باقر) سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ غسل فرمایا کرتے تھے عیدین کے روز اور جمعہ کے روز اور عرفہ کے دن اور جبکہ (حج کے لیے) احرام کا ارادہ کرتے اسکو امام شافعی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور اسکی سند منقطع ہے۔ حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (عید) فطر کے دن اور (عید) اضحی کے دن غسل فرمایا کرتے تھے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

---

يرد هذا اللفظ بسند ثابت على ان الاجماع قد قام على عدم وجوبه فلو صح لحمل على التاكيد والحديث الذي في آخر الباب ففي سنده جبارة وحجاج وهما قد تكلم واختلف فيهما ففي تهذيب التهذيب (ج ٢ ص ٥٨) في ترجمة جبارة ما نصه قال ابو حاتم هو على يدي عدل هو مثل قاسم بن ابي شيبة وقال مسلمة بن قاسم روى عنه من اهل بلدنا بقي بن مخلد وجبارة ثقة ان شاء الله تعالى وقال عثمان بن ابي شيبة جبارة اطلبنا للحديث واحفظنا انتهى ملخصا وفيه ايضا كلام الجارحين وفيه ايضا (ص ٢٢ ج ١) في ترجمة احمد بن جواس الحنفي ما نصه وروى عنه بقي بن مخلد وقد قال انه لم يحدث الا عن ثقة اه قلت فعلى هذا جبارة ايضا ثقة عنده

---

[51] ص ٧ ج ٣ مؤلف [52] ص ٦٣ مجتبائي دهلي [53] ص ٣٠٥ ج ١٠ مؤلف [54] ص ٢١ ج ١ [55] ص ... مؤلف [56] ص ٣٤ مؤلف [57] ص ٩٤ - مؤلف

## باب

عن ابی هریرة رضـ ان ثمامة بن اثال او اثالة اسلم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذهبوا به الی حائط بنی فلان فمروه ان یغتسل رواه احمد والبزار وزاد بماء وسدر ولـه عند ابی یعلی لما اسلم ثمامة بن اثال امره النبی صلی الله علیه وسلم ان یغتسل ویصلی رکعتین وفی اسناد احمد والبزار عبد الله بن عمر العمری وثقه ابن معین والو احمد بن عدی وضعفه غیرهما من غیر نسبة الی کذب وقال ابو یعلی عن رجل عن سعید المقبری قال فان کان هو العمری فالحدیث حسن والله اعلم کذا فی مجمع[1] الزوائد قلت فاسناد الامام احمد والبزار حسن عند ابی یعلی والاختلاف غیر مضر.

عن قتادة ابی هشام قال اتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال لی یا قتادة اغتسل بماء وسدر واحلق عنک شعر الکفر وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یامر من اسلم ان یختتن وان کان ابن ثمانین سنة رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله ثقات (مجمع[2] الزوائد) واسناده حسن (العزیزی[3])

وحجاج بن تمیم الجزری قد ضعفوه الا ان ابن حبان قال فی الثقات حجاج بن تمیم روی عن میمون بن مهران روی عنه ابو معاویة الضریر کما فی تهذیب التهذیب (ج ۲ ص ۱۹۹) قلت عدم تکلم ابن حبان فیه وذکره فی الثقات یدل علی انه ثقة عنده والاختلاف لا یضر کما عرفت مرارًا

باب استحباب غسل من اراد الاسلام قوله عن ابی هریرة رضـ الخ اعلم ان قوله اسلم معناه اراد الاسلام کما ورد فی قصة قیس رضـ عند ابی داؤد وسیاتی آخر الباب ولا ینافیه قوله یصلی رکعتین لان المراد ان یغتسل ثم یسلم ثم یصلی والواو لا یقتضی الترتیب وایضًا فی هذه القصة عند النسائی وقد سکت عنه فهو صحیح عنده علی قاعدته (ص ۴۰ ج ۱) ما یدل علی انه اغتسل قبل الاسلام ونصه ان ثمامة بن اثال الحنفی انطلق الی نخل قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمدا عبده ورسوله الحدیث وظاهر الامر هو الوجوب فی النیل (ص ۲۲۵ ج ۱) وقد ذهب الی الوجوب مطلقًا

باب اسلام لانیکے لیے غسل کا مستحب ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثمامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسلام لانیکا قصد کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو فلاں شخص کے باغ میں لیجاؤ اور انکو حکم دو غسل کرنے کا اس کو امام احمد اور بزار نے روایت کیا ہے اور بزار نے زیادہ کیا ہے پانی اور بیری (کے پتوں) سے (یعنی پانی میں بیری کے پتے جوش دیکر اس سے غسل کریں) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابو یعلی کے پاس (یہ روایت) ہے کہ جب ثمامہ بن اثال نے اسلام لانے کا قصد کیا تو ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے اور دو رکعت (نفل) پڑھنے کا حکم دیا (یعنی غسل کر کے اسلام لاویں پھر دو رکعت نفل شکر کی ادا کریں) یہ روایات مجمع الزوائد میں ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اسلام لانے کے لیے) حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا اے قتادہ پانی اور بیری کے درخت (کے پتوں) سے غسل کرلے اور کفر کے بال اپنے (سر) سے دور کردے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیا کرتے تھے ختنہ کرنے کا اس شخص کو جو اسلام لے آتا اگرچہ وہ اسی برس کا ہو اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے سب راوی ثقہ ہیں

---

[1] ج ۱ ص ۱۱۷ [2] ج ۱ ص ۱۱۷ مؤلف
[3] ص ۱۵۲ ج ۳ مؤلف

حاشیہ: حجاج ۔ من تردد فی ۔ امر ۔ حسن بمعنی ۔ کی علامت ۔ وہ بال ۔ مجمع الزوائد

عن قیس بن عاصم رض قالت اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارید الاسلام فامرنی ان اغتسل بماء وسدر اخرجہ ابوداؤد وسکت عنہ قال المنذری واخرجہ الترمذی والنسائی وقال الترمذی ھذا حدیث حسن لانعرفہ الا من ھذا الوجہ (عون المعبود) واخرجہ ایضا ابن حبان وابن خزیمۃ وصححہ ابن السکن قالہ فی النیل ونقل الحدیث قبل بلفظ عن قیس بن عاصم انہ اسلم فامرہ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان یغتسل بماء وسدر رواہ الخمسۃ الا ابن ماجہ اھ قلت ھذا لفظ الترمذی

حضرت قیس بن عاصم رض سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام لانے کے ارادہ سے حاضر ہوا تو آپ نے مجھے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل کرنے کا حکم دیا اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس پر سکوت (بھی) کیا ہے (اور) منذری نے کہا ہے کہ اسکو ترمذی اور نسائی نے (بھی) روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے ہم اسکو صرف اسی سند سے پہچانتے ہیں ایسا ہی ہے عون المعبود میں اور اس کو ابن حبان اور ابن خزیمہ نے (بھی) روایت کیا ہے اور اسکی تصحیح کی ہے ابن السکن نے یہ سب نیل الاوطار میں مذکور ہے۔

## باب

عن عائشۃ رض قالت ثقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصلی الناس قلنا لا وھم ینتظرونک یارسول اللہ قال ضعوا لی ماء فی المخضب قالت ففعلنا فاغتسل فذھب لینوء فاغمی علیہ ثم افاق فقال اصلی الناس قلنا لا ھم ینتظرونک یارسول اللہ قال ضعوا لی ماء فی المخضب قالت ففعلنا فاغتسل ثم ذھب لینوء فاغمی علیہ ثم افاق فقال اصلی الناس قلنا لا ھم ینتظرونک یارسول اللہ قال ضعوا لی ماء فی المخضب ففعلنا فاغتسل الحدیث رواہ امام الدنیا ابو عبد اللہ البخاری رضی اللہ عنہ الخالق الباری

## باب مستحب ہے بیہوش کے غسل کا جب کہ ہوش میں آجائے

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے یعنی سخت مریض ہوئے اور نہایت ضعف ہو گیا تو آپ نے فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا نہیں (پڑھی) اور وہ آپ کے منتظر ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ میرے لئے لگن میں پانی رکھدو حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم نے (ایسا ہی) کیا پس آپ نے غسل فرمایا پھر آپ کھڑے ہونے لگے تو آپ پر بیہوشی وارد ہو گئی پھر آپ نے افاقہ پایا اور کہا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میرے لئے لگن میں پانی رکھدو حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ ہم نے (ایسا ہی) کر دیا سو آپ نہائے پھر آپ کھڑے ہونے لگے تو پھر آپ بیہوش ہو گئے پھر آپ ہوش میں آگئے اور کہا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا الخ

احمد بن حنبل اھ قلت الکفر لیس بحدث یوجب الغسل الا ان یجنب ودخول الکافر فی المسجد وھو یجوز عندنا کما سیاتی فی محلہ فالقول بوجوب الاغتسال مشکل قال الشیخ ابو الطیب فی شرح الترمذی (ص ۵۷۹ ج ۱) ای لیتنظف الظاھر لیناسب طھارۃ الباطن اھ قلت وان کان جنبا یکفیہ ھذا الغسل لو لم یغتسل للاسلام واسلم وقد کان جنبا یجب علیہ الغسل من الجنابۃ **قولہ** عن قتادۃ الخ قال المولف قولہ ابتنا ای لان اسلم واما قولہ صلی اللہ علیہ وسلم شعر الکفر ففی عون المعبود ج ۱ ص ۱۴۱ بل اضافۃ الشعر الی الکفر یدل علی حلق الشعر الذی ھو للکفار علامۃ لکفرھا وھی مختلفۃ الھیئۃ فی البلاد المختلفۃ الخ وقد مر تقریر الدلالۃ علی الباب وسیاتی ما یتعلق بالاختتان فی باب الحظر والاباحۃ انشاء اللہ تعالی **قولہ** عن قیس رض الخ قال المولف دلالتہ علی الباب بما مر من تقریر ھا ظاھرۃ وقولہ اسلم ای اراد الاسلام۔

**باب استحباب غسل المغمی علیہ اذا افاق** قال المولف دلالتہ علی الباب ظاھرۃ وذکر بدر العینی الغسل فی المغمی الجنا(ص ۱۷۵ ج ۱) المغر

ا ص ۱۳۹ و ۱۴۰ ج ا مولف ۲ ص ۲۲۵ ج ا مولف ۳ ص ۲۷ ج ۲ مولف – ۴ کذا فی الاصل والظاہر کفرہم ۱۲ ۵ ص ۹۵ ج ا مولف

ہرگز کسی کو نہ دکھاؤ (اور اگر اتفاقًا باوجود احتیاط کے کھل جاوے تو وہ معفو ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے خدا کے نبی جب ہم میں کا کوئی تنہا ہو (تو اسکے لیے ستر کا کیا حکم ہے) آپنے فرمایا

## باب غسل کی حالت میں (لوگوں کی) نظروں سے پوشیدہ ہونیکا وجوب اور خلوۃ میں (غسل کرتے وقت) برہنہ ہونے کا جواز اور پردہ میں ہونیکا استحباب

## باب

عن ابن عباس رض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله ينهاكم عن التعرى فاستحيوا من ملئكة الله الذين لا يفارقونكم الا عند ثلث حالات الغائط والجنابة والغسل فاذا اغتسل احدكم بالعراء فليستتر بثوبه او بجذمة حائط او ببعيره رواه البزار وقال لا يروى عن ابن عباس رض الا من هذا الوجه وجعفر بن سليمان لين قلت جعفر بن سليمان من رجال الصحيح وكذلك بقية رجاله (مجمع الزوائد[1])

عن ابى هريرة رض عن النبى صلى الله عليه وسلم قال بينما ايوب يغتسل عريانا خر عليه رجل جراد من ذهب فجعل يحثى فى ثوبه فناداه ربه يا ايوب الم اكن اغنيتك عما ترى قال بلى يا رب ولكن لا غنى بى عن بركتك رواه البخارى[2]

عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده قال قلت يا نبى الله عوراتنا ما نأتى منها وما نذر قال احفظ عورتك الا من زوجتك او ما ملكت يمينك قال قلت يا رسول الله اذا كان القوم بعضهم فى بعض قال ان استطعت ان لا يراها احد فلا ترينها قال قلت يا نبى الله اذا كان احدنا خاليا قال فالله احق ان يستحيى من الناس رواه الترمذى[3] وقال حسن قلت عزاه العزيزى الى احمد والحاكم والبيهقى وابى يعلى[4] ثم قال قال الشيخ حديث صحيح

باب وجوب التستر عن الاعين فى الغسل وجواز التجرد فى الخلوة واستحباب الاستتار فيها قوله عن ابن عباس رض الخ قال المؤلف دلالته على الجزء الاول ظاهرة قوله عن ابى هريرة رض الخ قال المؤلف هو محمول على الاغتسال فى الخلوة وهو ظاهر فدلالته على الجزء الثانى من الباب ظاهرة قوله عن بهز الخ قال المؤلف دلالته على الجزء الثالث من الباب من حيث انه صلى الله عليه وسلم لما رغب فى الاستحياء من الله عز وجل فى الخلوة مطلقا دخلت حال الاغتسال فى الخلوة ظاهرة ولا يقال لوجوبه لانه قد ثبت الجواز من الحديث الثانى على ان فى ستر العورة فى الخلوة مطلقا حرجا وما جعل الله فى الدين من حرج فحمل الترغيب على الاستحباب

[1] ص ۱۱۰ ج ۱ مؤلف [2] ص ۴۰ ج ۱ مؤلف [3] ج ۲ ص ۱۰۳ مؤلف [4] ج ۱ ص ۶۲ مؤلف

ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی تم کو برہنہ ہونے سے منع فرماتے ہیں (اور یہ نہ سمجھو کہ خلوت میں برہنہ رہنا مضائقہ نہیں کیونکہ کراما کاتبین تو وہاں بھی ہمراہ ہیں) پس اللہ تعالی کے ان فرشتوں سے حیا کرو جو تم سے صرف تین حالتوں میں جدا ہوتے ہیں پاخانہ (و پیشاب) کی حالت میں اور جنابت کی حالت میں اور غسل کی حالت میں اور یہ خیال نہ کرو کہ میدان میں بلا پردہ کے نہا لینے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ کراما کاتبین تو غسل کے وقت علیحدہ ہو ہی جاتے ہیں اس لیے کہ گو یہ ملائکہ نہیں دیکھتے لیکن اور لوگوں کی آمد و رفت تو ہوتی ہی ہے) سو جب تم میں کوئی صحرا میں نہاوے تو چاہیے کہ اپنے کپڑے کی آڑ میں ہو جاوے یا دیوار کے ٹکڑے کا پردہ کرے یا اپنے اونٹ کی آڑ میں ہو جاوے اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اسکے سب راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں جیسا کہ مجمع الزوائد میں ہے

**تقریر** اس حدیث سے باب کا پہلا جزو ثابت ہوا یعنی لوگوں سے چھپ کر غسل کرنا

**حضرت** ابوہریرہ رض سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا (بیان) کیا کہ (حضرت) ایوب علیہ الصلوۃ والسلام (خلوت میں) برہنہ غسل کر رہے تھے ان پر سونے کی ٹڈی کی ایک جماعت گری تو وہ دونوں ہاتھوں سے (اسکو) اپنے کپڑے میں رکھنے لگے پس انکو انکے پروردگار نے پکارا کہ اے ایوب کیا میں نے تم کو اس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو (اور جمع کر رہے ہو) انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں اے میرے پروردگار لیکن مجھے آپکی برکت سے بے نیازی حاصل نہیں ہے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے

## باب

عن عائشة رض قالت سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يجد البلل ولا يذكر احتلاما قال يغتسل وعن الرجل يرى ان قد احتلم ولا يجد البلل قال لا غسل عليه فقالت ام سليم المرأة ترى ذلك اعليها غسل قال نعم انما النساء شقائق الرجال رواه ابوداؤد[1] وسكت عنه وفيه العمري وقد اختلف فيه كما عرفت في باب غسل الاسلام لكن قد علمت ايضا ان ابا يعلى حسن حديثه والاختلاف غير مضر لا سيما اذا سكت عنه امام من ائمة الفن

عن خولة رض بنت حكيم انها سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل فقال انه ليس عليها غسل حتى تنزل كما ان الرجل ليس عليه غسل حتى ينزل رواه ابن ابي شيبة وهو صحيح (كنز العمال[2])

## باب

عن علي رض ابن ابي طالب كرم الله وجهه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة ولا كلب ولا جنب رواه ابوداؤد والنسائي وابن حبان في صحيحه (الترغيب[3])

عن ابن عباس رض قال ثلثة لا تقربهم الملائكة الجنب والسكران والمتضمخ بالخلوق رواه البزار.

**باب** ان الاحتلام بغير انزال لا يوجب الغسل قال المؤلف دلالة الحديثين على الباب ظاهرة وفي عون المعبود (ص ۹۶ ج ۱) قال الخطابي في معالم السنن ظاهر هذا الحديث يوجب الاغتسال اذا رأى البلة وان لم يتيقن انها الماء الدافق وروي هذا القول عن جماعة من التابعين منهم عطاء والشعبي والنخعي وقال احمد بن حنبل اعجب الي ان يغتسل وقال اكثر اهل العلم لا يجب عليه الاغتسال حتى يعلم انها الماء الدافق واستحبوا ان يغتسل من طريق الاحتياط ولم يختلفوا انه اذا لم ير الماء وان كان رأى في النوم انه قد احتلم فانه لا يجب عليه الاغتسال انتهى كلامه قلت فذم الاحاديث الدالة على اشتراط الشهوة والدفق وهي تعم حالة النوم واليقظة فاحاديث الباب تقيدها

**باب** كراهة تاخير الغسل للجنب وما يفعل اذا اراد ان ينام او يأكل او يشرب او يعاود

[1] (ص ۹۵ و ۹۶ ج ۱) مؤلف [2] (ج ۵ ص ۱۳۲) مؤلف [3] (ج ۱ ص ۴۸) مؤلف [4] (ج ۱ ص ۱۲۸) مؤلف

[illegible]

(ترجمہ) امّ سلیم رض نے عرض کیا (کہ اگر) عورت (بھی) اسکو (یعنی تری کو) دیکھتی ہے (تو) کیا اسپر (بھی) غسل (واجب) ہے آپ نے فرمایا ہاں عورتیں تو مردوں کی مثل ہیں اسکو ابوداود نے روایت کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے

(فائدہ) احادیث گذشتہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ غسل واجب ہونے کیلئے منی کا شہوت کے ساتھ نکلنا شرط ہے لہذا اس باب کی حدیث میں بھی یہ قید لگائی جائیگی گو یہاں مذکور نہیں ہے

حضرت خولہ رض بنت حکیم سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اس عورت کے بارہ میں جو خواب میں وہ چیز (یعنی جماع) دیکھے جسکو مرد دیکھتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اسپر غسل (واجب) نہیں (ہوتا) ہے یہاں تک کہ انزال ہو جائے جیسے کہ مرد پر غسل (واجب) نہیں (ہوتا) ہے یہاں تک کہ انزال ہو جاوے (یعنی انزال ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے صرف خواب دیکھنا بغیر انزال غسل واجب نہیں کرتا) اسکو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور یہ صحیح ہے (کنز العمال)

**باب** مکروہ ہونے تاخیر غسل کا جنب کیلئے اور اس امر کا جسے جنب عمل میں لاوے جبکہ وہ سونے

[illegible]

حضرت عمار بن یاسر رضؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ تین شخص ہیں جن سے ملائکہ خیر (و برکت) کے ساتھ قریب نہیں ہوتے کافر میت کے بدن سے اور خلوق آلودہ سے اور جنب سے مگر (جبکہ) وہ کھانے (یا پینے) یا سونے کا قصد کرے پس وضو کرلے مثل نماز کے وضو کے (تو چونکہ یہ وضو ایک نوع کی طہارت ہے اس لیے ملائکہ اس سے اس حالت میں نفرت نہ کرینگے اور کھانے اور سونیکی قید صرف اہتمام کے لیے ہے کیونکہ بغیر قصد اکل و نوم بھی تاخیر غسل کے وقت وضو کرلینا مسنون ہے اس لئے کہ مقصود جنابت کا کم کرنا ہے اور اسکی جمیع اوقات میں حاجت ہے خواہ اکل و نوم میں مشغول ہو یا خالی بیٹھا رہے) اسکو طبرانی نے کبیر میں بسند حسن روایت کیا ہے جیسا کہ عزیزی میں ہے

**تقریر** اس حدیث سے باب کے تمام اجزاء ثابت ہیں بجز اخیر جزو کے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جنابت کی حالت میں سونے کا قصد فرماتے تھے تو اپنی شرمگاہ کو دھولیا کرتے تھے اور مثل نماز کے وضو کے وضو فرما لیتے تھے اس کو اصحاب صحاح ستہ اور امام احمد نے روایت کیا ہے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت ہوتے اور سونے کا قصد فرماتے (تو) وضو کرلیتے یا تیمم فرمالیتے اسکو بیہقی نے بسند حسن روایت کیا ہے جیسا کہ فتح الباری میں ہے

**تقریر** غسل جنابت میں اگر تاخیر ہو جاوے تو وضو کرلے کہ اس سے جنابت میں کمی ہو جاتی ہے اور جو وضو نہ کرے تو تیمم ہی کرلے کہ یہ بھی ایک نوع کی طہارت ہے لیکن وضو افضل ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بعض ازواج مطہرات سے

عن عمار ابن یاسر رضؓ مرفوعاً ثلثة لا تقربهم الملئكة بخير جيفة الكافر والمتضمخ بالخلوق والجنب الا ان يبدو له ان يأكل او ينام فيتوضأ وضوءه للصلوة رواه الطبراني في الكبير باسناد حسن العزيزي[1]

عن عائشة رضؓ قالت كان رسول الله صلے الله عليه واله وسلم اذا اراد ان ينام وهو جنب غسل فرجه وتوضأ وضوءه للصلوة رواه الجماعة (منتقى[2]) عن عائشة رضؓ انه صلے الله عليه وسلم كان اذا اجنب فاراد ان ينام توضأ او تيمم رواه البيهقي باسناد حسن (فتح الباري[3])

يعني اصحاب الصحاح والامام احمد كما صرح به في خطبته ۱۲ منه

عن عائشة رضؓ قالت كان رسول الله صلے الله عليه وسلم اذا واقع بعض اهله فكسل ان يقوم ضرب يده على الحائط فتيمم رواه الطبراني في الاوسط وفيه بقية بن الوليد وهو مدلس (مجمع الزوائد[4]) قلت وكان كثير التدليس عن الضعفاء والمجهولين كما في طبقات المدلسين[5] وقد نقلناه اعتضاداً

للتنويع ۱۲ منه

**قوله** عن علي رضؓ الخ قال المؤلف دلالته والذي بعده على الجزء الاول من الباب ظاهرة ويحمل على حال عدم التوضي بالحديث الثالث **قوله** عن عمار رضؓ الخ قال المؤلف دلالته على جميع اجزاء الباب غير الاخير ظاهرة والظاهر ان التاخير في الغسل مذموم في جميع الاحوال ولا مفهوم لارادة النوم والاكل فمن اخر الغسل ولم ينم ولم ياكل كره ذلك كما هو مفاد الحديث الاول واما تخصيص حال النوم والاكل فللاهتمام بهما فان النوم اخو الموت فلا يدري ان يستيقظ منه اولا وعلى الثاني لقيح له ان يحضر عند الله عز وجل على حالة الجنابة ولا يخفى كونه مذموماً مكروهاً واما حالة الاكل فهي حالة ياخذ العبد فيها النعمة العظيمة من الله تعالى فلا ينبغي ان يكون عند ذلك على مثل هذه الحالة (**فائدة اولى**) في فتح الباري (ج ص ۲۷۳) عن شداد بن اوس الصحابي قال اذا اجنب احدكم من الليل ثم اراد ان ينام فليتوضأ فانه نصف الغسل رواه ابن ابي شيبة بسند رجاله ثقات اه (**فائدة اخرى**) في عون المعبود (ص ۹۰ ج ۱) قال الامام الخطابي في معالم السنن يريد الملئكة الذين ينزلون بالبركة والرحمة دون الملئكة

الکی صحبت فرماتے اور آپ اٹھنے کا ارادہ ... وضو اور غسل نہ فرماتے ... پس اپنے ہاتھ کو دیوار ... مارتے اور تیمم فرمالیتے ... اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے جیسا کہ مجمع الزوائد میں ہے

[1] ص ۳۰۸ ج ۲ مؤلف
[2] ص ۸۰ ج ۱ نیل الاوطار مؤلف
[3] ج ۱ ص ۳۳ مؤلف
[4] ص ۸۰ ج ۱ مؤلف
[5] ص ۱۶۱ مصری مؤلف

سے مذکور ہوئی ہیں کھانے اور سونے کا ایک حکم فرمایا گیا ہے پس دونوں حدیثوں میں تطبیق اس طرح کیجاویگی کہ جنب جب کچھ کھانا چاہے تو زیادہ بہتر یہ ہے کہ وضو کرلے اور اگر وضو نہ کرے تو کلی کرلے

حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنب ہوتے تھے پھر سو جاتے تھے پھر جاگتے تھے پھر سو جاتے تھے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں جیسا کہ مجمع الزوائد میں ہے لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنب کو بغیر غسل و وضو و تیمم بھی سو جانا جائز ہے لیکن مکروہ ہے جیسا کہ احادیث سابقہ سے معلوم ہوچکا ہے اور حضور نے بیان جواز کے لیے یہ فعل کیا تھا اس آپ کے لیئے مکروہ نہ ہوا

عن ام سلمة رض قالت كان رسول الله صلے الله عليه وسلم يجنب ثم ينام ثم ينتبه ثم ينام رواه احمد ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد)[1]

عن ابن عمر رض انه سأل النبي صلے الله عليه وسلم اينام احدنا وهو جنب قال نعم ويتوضأ ان شاء رواه ابن خزيمة وابن حبان في صحيحهما واصله في الصحيحين دون قوله ان شاء كذا في التلخيص الحبير[2]

عن عبد الله بن ابي قيس قال سئلت عائشة رض عن وتر رسول الله صلے الله عليه وسلم فذكر الحديث قلت كيف كان يصنع في الجنابة اكان يغتسل قبل ان ينام ام ينام قبل ان يغتسل قالت كل ذلك قد كان يفعل ربما اغتسل فنام وربما توضأ فنام الحديث رواه مسلم[3]

عن عائشة رض كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان جنبا واراد ان يأكل او ينام توضأ وضوءه للصلوة رواه مسلم[4] وبهذا اللفظ عزاه الحافظ الى مسلم في التلخيص الحبير

عن عائشة رض ان النبي صلے الله عليه وسلم كان اذا اراد ان ينام وهو جنب توضأ وضوءه للصلوة قبل ان ينام وكان اذا اراد ان يطعم وهو جنب غسل كفيه ومضمض فاه ثم طعم رواه الدارقطني[5] وقال صحيح

حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جنابت کی حالت میں کوئی ہم میں سے سو جاوے (یعنی بغیر غسل و وضو و تیمم کیے سونا جائز ہے یا نہیں) آپ نے فرمایا ہاں اور وضو کرے اگر چاہے اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اصل حدیث بخاری و مسلم میں (بھی) ہے مگر اس میں اگر چاہے کا لفظ نہیں ہے ایسا ہی تلخیص حبیر میں ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ یہ وضو جنب پر واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے عبد اللہ بن ابی قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر (پڑھنے) کے بارے میں سوال کیا اسکو (بعد وتر کے متعلق حدیث بیان کی راوی نے کہا) میں نے عرض کیا جنابت کی حالت میں حضور کس طرح کرتے تھے آیا سونے سے پہلے غسل کر لیتے تھے یا غسل کرنے سے پہلے سو جاتے تھے حضرت عائشہ رض نے فرمایا یہ سب کرتے تھے کبھی غسل کر کے سو رہتے تھے اور کبھی وضو کر کے (بلا غسل کیے) سو رہتے تھے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو وضو فرما لیتے نماز کا جیسا وضو اسکو مسلم نے روایت کیا ہے جیسا کہ تلخیص حبیر میں ہے حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں جب سونے کا ارادہ فرماتے تو

الذين هم الحفظة فانهم لا يفارقون الجنب وغير الجنب اه قلت لكن يستثنى ثلاث حالات كما مر في حديث ابن عباس قبل باب قوله عن عائشة رض قال المؤلف دلالته على الجزء الثاني من الباب ظاهرة ثم اعلم ان هذا الجزء قد ورد فيه الوضوء الشرعي وغسل الفرج فعلا كما في هذا الحديث والتيمم فعلا كما في الذي بعد هذا الحديث وعدم الطهارة فعلا من الغسل والوضوء والتيمم كما في حديث ام سلمة رض والوضوء قولا على التخيير في حديث ابن عمر والغسل فعلا في حديث عبد الله بن ابي قيس وكل ذلك مستحب قبل النوم على المراتب غير عدم الطهارة فانه مباح قال الاعلى هو الغسل والاوسط الوضوء مع غسل الفرج والادنى التيمم وغسل الفرج وان لم يرد مع التيمم لكن لابد منه للتنظيف فان تنظيف ذلك الموضع اهم من سائر البدن وكل هذا ظاهر غير خفي قوله عن عائشة رض بردا

[1] يعنى بانه عليه الصلوة والسلام لا يغتسل ولا يتوضأ ولا يتيمم ۱۲ منه [2] ص ۱۴۱ ج ۱ مؤلف [3] ص ۵۲ ج ۱ مؤلف [4] ص ۱۴۴ ج ۱ مؤلف [5] ص ۱۳۴ ج ۱ مؤلف [6] ص ۴۶ ج ۱ مؤلف

حضرت ابورافع رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنی (تمام) ازواج سے ہمبستری فرمائی اس حال میں کہ آپ ان (بیوی) کے پاس غسل کرتے تھے اور ان (بیوی) کے پاس غسل کرتے تھے پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس (مجموعہ غسل) کو ایک غسل کیوں نہیں کر دیتے (یعنی ہر بیوی سے جماع کے بعد آپ غسل کرتے ہیں اور اسمیں مشقت زیادہ ہے تو اختصار کیوں نہیں فرماتے اور صرف ایک غسل پر کفایت کیوں نہیں کر لیتے) آپ نے فرمایا یہ (یعنی ہر جگہ جدا جدا غسل کرنا) زیادہ پاکیزہ ہے اور بہت عمدہ ہے اور زیادہ لطیف ہے اسکو ابوداود اور نسائی نے روایت کیا ہے جیسا کہ فتح الباری میں ہے اور اسکی سند حسن ہے یا صحیح ہے صاحب فتح الباری کے قاعدے پر۔

حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج رضہ سے جماع فرماتے تھے ایک غسل کے ساتھ اسکو مسلم نے روایت کیا ہے لتقریر یعنی سب سے جماع کرکے ایک غسل فرما لیتے تھے کہ یہ بھی جائز ہے اور ہر ایک بیوی کے جماع سے جدا غسل کرنا اولے ہے جیسا کہ پچھلی حدیث میں گزرا۔

حضرت ابوسعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آوے (یعنی جماع کرے) پھر دوبارہ (جماع کا) قصد کرے تو وضو کر لے اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور تلخیص حبیر میں ہے کہ اسکو امام احمد نے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور (یہ اور) بڑھایا ہے اسلیے کہ یہ (وضو) عود کے لئے زیادہ نشاط پیدا کرنے والا ہے (یعنی دوبارہ جماع کے لیے طبیعت کو زیادہ نشاط پیدا ہوتا ہے) اور ابن خزیمہ کی ایک روایت میں اور بیہقی کی روایت میں ذیہ ہم ہے کہ چاہیے کہ وضو کرے مثل نماز کے وضو کے۔

عن ابی رافع رضہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم طاف ذات یوم علی نسائہ یغتسل عند هذه وعند هذه قال فقلت یا رسول اللہ الا تجعلہ غسلاً واحداً قال هذا ازکی واطیب واطہر رواہ ابوداود والنسائی (فتح الباری) وهو صحیح او حسن علی قاعدتہ

عن انس رضہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یطوف علی نسائہ بغسل واحد رواہ مسلم[1]

عن ابی سعید الخدری رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی احدکم اهلہ ثم اراد ان یعود فلیتوضأ رواہ مسلم[2] وفی التلخیص الحبیر[3] ورواہ احمد (فی مسندہ) وابن خزیمۃ وابن حبان (فی صحیحیہما) والحاکم (فی مستدرکہ) وزادوا فانہ انشط للعود وفی روایۃ لابن خزیمۃ (فی صحیحہ) والبیہقی (فی سننہ) فلیتوضأ وضوءہ للصلوٰۃ اهـ

عن عائشۃ رضہ قالت کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یجامع ثم یعود ولا یتوضأ رواہ الطحاوی (فتح الباری[4])

سلم الخ قال المؤلف ودلالتہ علی الجزء الثالث من الباب ظاہرۃ والوضوء للجنب عند ارادۃ الاکل مستحب یدل علیہ ہذا الحدیث مع انضمام الحدیث الذی بعدہ فان مفادہ انہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یکتفی بغسل الکفین والمضمضۃ فیحمل الوضوء الشرعی علی الاستحباب والوضوء اللغوی علی الاباحۃ والظاہر ان الغسل اللغوی لا مدخل لہ فی تخفیف الجنابۃ لانہ لم یکن للجنابۃ عند الاکل بل للاکل فقط فان الوضوء اللغوی اعنی بہ غسل الکفین والمضمضۃ یستحب عند الاکل مطلقاً قال صلی اللہ علیہ وسلم برکۃ الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ رواہ الامام احمد وابوداود والترمذی والحاکم عن سلمان الفارسی رضہ باسناد حسن کما فی العزیزی (ص ۲۹ ج ۲) وحسنہ المنذری ایضاً فی ترغیبہ وتفسیر ہذا الوضوء باللغوی قد ورد من فعلہ صلے اللہ علیہ وسلم ما یدل علی ہذا۔ اما قبل الطعام فقد عرفت واما بعد الطعام فما رواہ ابن ماجہ (ص ۲۴۸) عن ابی ہریرۃ رضہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل کتف شاۃ فمضمض وغسل یدیہ وصلی اھ ورجالہ رجال الجماعۃ الا شیخ ابن ماجہ فان البخاری روی عنہ ابا داود ولم یخرج لہ واما مقصود الراوی من تقییدہ بحال الجنابۃ فہو بیان جواز

[1] ص ۱۴۳ ج ۱ - مؤلف [2] ص ۱۴۴ ج ۱ مؤلف [3] ص ۱۴۴ ج ۱ مؤلف [4] ص ۵۲ ج ۱ - مؤلف [5] ج ۱ ص ۳۲۳ مؤلف

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے کوئی ہرگز ٹھہرے ہوئے پانی مین پیشاب نہ کرے جو جاری نہین ہوتا ہے پھر اسی مین غسل کرنے لگے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے تقریر بحر رائق مین کہا ہے کہ یہ بات معلوم ہے (اور ظاہر ہے) کہ تھوڑا پیشاب زیادہ پانی مین اسکے رنگ اور مزے اور بو کو نہین بدلتا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (باوجود اسکے) اس سے منع فرمایا اور نیز رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا بھی اسپر دلالت کرتا ہے کہ جب تم مین سے کوئی اپنی نیند سے جاگے تو تین بار اپنے ہاتھوں کو دھولے انکے برتن مین ڈالنے سے پہلے کیونکہ اسکو معلوم نہین ہے کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا ہے سو آپ نے ہاتھ دھونے کا حکم دیا بوجہ احتیاط کے اس نجاست سے جو اسکو استنجا کی جگہ سے لگ گئی ہو اور ظاہر ہے کہ وہ نجاست پانی کو متغیر نہین کرتی ہے اور اگر یہ امر نہو کہ وہ نجاست پانی کو فاسد کرنے والی ہے جب حقیقتہ پائی جاوے تو (اس) احتیاطی حکم کے کوئی معنے ہی نہونگے کیونکہ شبہ سے بچنے کا تو وہین حکم کیا جاتا ہے جہاں یقین کے وقت بچنا ضروری ہو حاصل یہ ہے کہ جہاں پانی مین نجاست کا گمان غالب ہو اس کا استعمال جائز نہ ہوگا ان دلائل مذکورہ سے اور (اس حکم مین) کچھ فرق نہین ہے پانی کے دو قلہ ہونے (کی حالت) مین یا (اس سے) زیادہ یا کم متغیر یا غیر متغیر ہونے (کی صورت) مین اور یہی مذہب امام صاحب کا ہے اور اسکی کوئی حد مقرر کرنے کیلئے نص کی حاجت ہے اور اس باب مین وارد نہین ہوئی اور وہ درده

باب اسکے بیان مین کہ ماء قلیل نجس ہو جاتا ہے بوقوع نجس خواہ قلیل ہو یا کثیر

# احکام المیاہ

## باب

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه رواه البخاری

اکل الجنب فی حال الجنابة فقط دون الاحتراز عن غیر تلک الحال کذا فی امداد المسائل لهذا العبد الحقیر ولله الحمد **قوله** عن ابی رافع الخ قال المؤلف دلالته علی الجزء الرابع ظاهرة والسیاق یدل علی الاستحباب علے ان الحدیث الذی بعده یدل علی جواز الاکتفاء بغسل واحد **قوله** عن ابی سعید الخ قال المؤلف ودلالته علی الجزء الرابع من الباب ظاهرة والسیاق یدل علی الاستحباب والغسل للعود افضل من الوضوء له **قوله** عن عائشة رضہ بروایة الطحاوی الخ قال المؤلف دلالته علی الجزء الرابع من الباب ظاهرة وهو محمول علی الاباحة۔

**باب** نجاسة الماء القلیل بوقوع نجس فیه قلیلا کان او کثیرا **قوله** عن ابی هریرة الخ قال المؤلف وفی البحر ومعلوم ان البول القلیل فی الماء الکثیر لا یغیر لونه ولا طعمه ولا رائحته وقد منع منه النبی صلی الله علیه وسلم ویدل علیه ایضا قوله صلی الله علیه وسلم اذا استیقظ احدکم من منامه فلیغتسل یده ثلثا قبل ان یدخلها الاناء فانه لا یدری این باتت یده[1] فامر بغسل الید احتیاطا من نجاسة اصابته من موضع الاستنجاء ومعلوم انها لا تغیر الماء ولولا انها مفسدة عند التحقیق لما کان للامر بالاحتیاط معنی وحکم النبی ص بنجاسته ولوغ الکلب بقوله طهور اناء احدکم اذا ولغ فیه الکلب ان یغسل سبعا[2] وهو لا یغیر فالحاصل انه حیث غلب علی الظن وجود نجاسة فی الماء لا یجوز استعماله اصلا بهذه الدلائل ولا فرق بین ان یکون قلتین او اکثر او اقل تغیر او لا وهذا مذهب ابی حنیفة رح والتقدیر بشیئ دون شیئ لا بد فیه من نص ولم یوجد (ج ا ص ۷۸ مصری) واما حدیث القلتین فلم یوقف علی حقیقته کما سیاتی فالاحتجاج به لا یصح علی ما قالوا والحدیث رواه الشافعی واحمد والاربعة وابن خزیمة وابن حبان والحاکم والدارقطنی والبیهقی من حدیث عبد الله بن عبد الله

[1] ج ا ص ۷۴۔ مؤلف [2] رواه مسلم کما فی العزیزی (ص ۱۴۸ ج ۲) الا ملفظ ان یغسله سبع مرات اولاهن بالتراب منه

بن عمر بن الخطاب عن ابیہ ولفظ ابی داود سئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الماء وما ینوبہ من السباع والدواب فقال رسول اللہ اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث ولفظ الحاکم فقال اذا کان الماء قلتین لم ینجسہ شیئ وفی روایۃ لابی داود وابن ماجہ فانہ لا ینجس قال الحاکم صحیح علی شرطہما وقد احتجا بجمیع رواتہ وقال ابن مندۃ اسنادہ علی شرط مسلم ومدارہ علی الولید بن کثیر فقیل عنہ عن محمد بن جعفر بن الزبیر وقیل عنہ عن محمد بن عباد بن جعفر وتارۃ عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر وتارۃ عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر والجواب ان ہذا لیس اضطرابا قادحا فانہ علی تقدیر ان یکون الجمیع محفوظا انتقال من ثقۃ الی ثقۃ وعند التحقیق الصواب انہ عند الولید بن کثیر عن محمد بن عباد بن جعفر عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر المکبر وعن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر المصغر ومن رواہ علی غیر ہذا الوجہ فقد وہم وقد رواہ جماعۃ عن ابی اسامۃ عن الولید بن کثیر علی الوجہین ولہ طریق ثالثۃ رواہا الحاکم وغیرہ من طریق حماد بن سلمۃ عن عاصم بن المنذر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ وسئل ابن معین عن ہذہ الطریق فقال اسنادہا جید قیل لہ فان ابن علیۃ لم یرفعہ فقال وان لم یحفظہ ابن علیۃ فالحدیث جید الاسناد وقال ابن عبد البر فی التمہید ما ذہب الیہ الشافعی من حدیث القلتین مذہب ضعیف من جہۃ النظر غیر ثابت من جہۃ الاثر لانہ حدیث تکلم فیہ جماعۃ من اہل العلم ولان القلتین لم یوقف علی حقیقۃ مبلغہما فی اثر ثابت ولا اجماع وقال فی الاستذکار حدیث معلول ردہ اسمعیل القاضی وتکلم فیہ وقال الطحاوی انما لم نقل لان مقدار القلتین لم یثبت وقال ابن دقیق العید ہذا الحدیث قد صححہ بعضہم وہو صحیح علی طریق الفقہاء لانہ وان کان مضطرب الاسناد ومختلفا فی بعض الفاظہ فانہ یجاب عنہ بجواب صحیح بان یمکن الجمع بین الروایات ولکنی ترکتہ لانہ لم یثبت عندنا بطریق استقلالی یجب الرجوع الیہ شرعا تعیین مقدار القلتین قلت کانہ یشیر الی ما رواہ ابن عدی من حدیث ابن عمر اذا بلغ الماء قلتین من قلال ہجر لم ینجسہ شیئ وفی اسنادہ المغیرۃ بن صقلاب[1] وہو منکر الحدیث قال النفیلی لم یکن مؤتمنا علی الحدیث وقال ابن عدی لا یتابع علی عامۃ حدیثہ کذا فی التلخیص الحبیر (ص ۵ ج ۱) وفیہ ایضا لکن اصحاب الشافعی قووا کون المراد قلال ہجر بکثرۃ استعمال العرب لہا فی اشعارہم کما قال ابو عبید فی کتاب الطہور اھ وفیہ ایضا و

(بقیہ حاشیہ ص ۹۴)

کی حد انتظام عوام کے لئے ہے اور قلتین کی چونکہ مقدار متعین نہیں ہو سکی جیسا کہ فقہاء حنفیہ نے کہا ہے اسلئے حدیث قلتین سے حد نہیں مقرر کیجا سکتی اسطرح کہ قلتین کو ماء کثیر اور اس سے کم کو ماء قلیل کہا جاوے واللہ تعالی اعلم اور یہ حکم جو اس حدیث میں مذکور ہے ٹھیری ہوئی پانی کا ہے اس سے اگلے باب میں جو حدیثیں آتی ہیں وہ جاری پانی پر محمول ہیں تاکہ باہم حدیثوں میں تعارض نہ رہے۔

[1] ہکذا فی الاصل وفی المیزان سقلاب واظنہ صحیحا ۱۲ منہ

قال الخطابی فلال هجر مشهورة الصنعة معلومة المقدار والقلة لفظ مشترك بعد صرفها الى احد معلوماتها
وهي الاواني تبقى مترددة بين الكبار والصغار والدليل على انها من الكبار جعل الشارع الحد مقدرا
بعدد فدل على انه اشار الى اكبرها لانه لافائدة في تقديره بقلتين صغيرتين مع القدرة على تقديره بواحدة
كبيرة اهـ (ص ج ۱) وفي فتح الباري (ص ۲۰۰ ج ۱) ويرجع في الكبيرة الى العرف عند اهل الحجاز اهـ
وفي تابع الآثار (ص ۶۸) وماروي من احاديث القلتين يحمل على ما اذا كان الماء مبسوطا على الارض
كما يكون في الحياض فقد وقعت الاحاديث في جواب السؤال عنها والمبسوط من القلتين اذا كان عمقه
بحيث لا ينحسر الارض بالاغتراف منه كان في السعة حيث لا يتحرك طرف منه بحركة طرف آخر وهذا
هو حد الكثير في المذهب وقدروه للضبط على العوام بعشر في عشر هذا من افادات سيد العلماء في عصره
مولانا رشيد احمد المحدث الگنگوهي دامه الله تعالى مع بركته وسبره وجربناه نحن فوجدناه كذلك والسر
في قيد البسطان النجاسة يضمحل ولا يؤثر في كل وجه الماء الذي هو محل للاغتراف للوضوء واذا قل السعة
قوي اثر النجاسة في اجزاء وجه الماء فيتنجس اهـ قلت والصحيح عندي ان حديث القلتين صحيح صححه الفقهاء
والمحدثون كما عرفت[۱] وان تكلم فيه آخرون فانك قد علمت غير مرة ان الاختلاف لا يضر وكم من حديث
اتفقوا عليه فالواجب ان لا يهمل ويفسر معناه وقد ذكر فيحمل على ما حمله في تابع الآثار وفي الكفاية
(ص ۶۷ ج ۱) وقدر الشافعي القلتين بخمس قرب واصحابه بخمسمائة رطل وزنا كل قربة مائة رطل اهـ
وفي نيل الاوطار (ص ۳۱ ج ۱) وقد روي ايضا بلفظ اذا كان الماء قدر قلتين او ثلاث لم ينجس كما في
رواية لاحمد والدارقطني وبلفظ اذا بلغ الماء قلة فانه لا يحمل الخبث كما في رواية للدارقطني وابن عدي
والعقيلي وبلفظ اربعين قلة عند الدارقطني وهذا اضطراب في المتن وقد اجيب عن دعوى الاضطراب
في المتن بان رواية او ثلاث شاذة ورواية اربعين[۲] قلة مضطربة وقيل انهما موضوعتان ذكر معناه في
البدر المنير ورواية اربعين ضعفها الدارقطني بالقاسم بن عبد الله العمري اهـ قلت ويمكن الجواب عن رواية
او ثلاث بان الراوي قد شك فيها ومن لم يشك فيها فقوله الاولى بالاخذ وبان او للتنويع
فيكون الاثنان ادنى المقدار فافهم واما ما رواه الترمذي (ص ۱ ج ۱) عن ابي سعيد الخدري قال

---

۱ عند الشافعي واحمد ۱۲ منه

[illegible]

# باب

حدثنا محمد بن الحجاج قال حدثنا علي بن معبد قال حدثنا عيسى بن يونس عن الاحوص بن حكيم عن راشد بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الماء لا ينجسه شيء الا ما غلب على لونه او طعمه او ريحه رواه الطحاوي وفي التلخيص الحبير ورواه الطحاوي والدارقطني من طريق راشد بن سعد مرسلا بلفظ الماء لا ينجسه شيء الا ما غلب على ريحه او طعمه زاد الطحاوي او لونه وصحح ابو حاتم ارساله اه قلت

قيل يا رسول الله انتوضأ من بئر بضاعة وهي بئر يلقى فيها الحيض ولحوم الكلاب والنتن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الماء طهور لا ينجسه شيء اه ثم قال حديث حسن وقد جود ابو اسامة هذا الحديث لم يرو حديث ابي سعيد في بئر بضاعة احسن مما روى ابو اسامة وقد روي هذا الحديث من غير وجه عن ابي سعيد اه وفي التلخيص الحبير (ج ا ص ٣) صححه احمد بن حنبل ويحيى بن معين وابو محمد بن حزم اه وفيه ايضا (ص ٤ ج ١) وقال ابن مندة في حديث ابي سعيد هذا اسناد مشهور اه فالجواب عنه ما ذكره في التلخيص (ص ٤ ج ١) قال الشافعي كانت بئر بضاعة كبيرة واسعة وكان يطرح فيها من الانجاس ما لا يغير لها لونا او طعما ولا يظهر له ريح فقيل للنبي ﷺ تتوضأ من بئر بضاعة وهي يطرح فيها كذا وكذا فقال مجيبا الماء لا ينجسه شيء اه واما ما قال ابو داود (ص ٢٥ ج ١) ورأيت فيها ماء متغير اللون اه فاجاب عنه في عون المعبود ونصه قال النووي يعني بطول المكث واصل المنبع لا بوقوع شيء اجنبي فيه انتهى وانما فسرنا بذلك لانه قال ابن المنذر اجمع العلماء على ان الماء القليل والكثير اذا وقعت فيه نجاسة فغيرت له طعما او لونا او ريحا فهو نجس اه قلت وسياتي فيه حديث بعد هذا الباب ودلالته على الباب ظاهرة والمراد من الذي لا يجري هو القليل

**باب** طهارة الماء الكثير الا عند تغير لونه او ريحه او طعمه **قوله** حدثنا محمد الخ قال المؤلف في الزيلعي (ص ٥ ج ١) قال البيهقي والاحوص فيه مقال اه قلت من صححه لم يعتمد على ذلك المقال الاختلاف لا يضر **قوله** عن ابي امامة الخ قال المؤلف ان الواو في هذه الرواية بمعنى او الواردة في الحديث الاول بمعنى التنويع وقد تقرر فساد الماء القليل بوقوع النجاسة فيه في الباب السابق فهذا الحديث عام خص منه البعض فظهر دلالته اخذا البناء عليه بهذا التقرير

باب طهارة الماء الكثير الا عند تغير لونه او ريحه او طعمه

باب آب کثیر کا طاہر ہونا مگر وقت بدل جانے اسکے رنگ یا بو یا مزہ کے (نجاست کے اثر سے)

راشد بن سعد (تابعی) سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی مگر جو نجس چیز کہ اسکے رنگ یا مزے یا بو پر غالب ہو جاوے اس کو طحاوی نے روایت کیا ہے اور ابو حاتم نے اسکو مرسلا صحیح کہا ہے۔

ص ۹ ج ۱ ارلئہ

مثلہ فی ص ج ۱ ولو

سح بلد ان فی الاصل

وسقط التلخیص قولہ

انتوضأ تعالیٰ من بضاعۃ

لن وفی خطاب للنبی ﷺ

اہ قلت وہو

تدل علیہ

روایات مذکورۃ

فی التلخیص ۱۲ منہ

المرسل بشرطه حجة عندنا وهو كذلك

عن ابي امامة رض الباهلي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لا ينجس الماء شئ الا ما غير ريحه او طعمه رواه الطبراني في الاوسط والكبير وله عند ابن ماجه الا ما غلب على ريحه وطعمه ولونه وفيه رشدين بن سعد وهو ضعيف (مجمع الزوائد) قلت وثقه الهيثم بن خارجة كما في تهذيب التهذيب[2] والاختلاف غير مضر كما عرفت مرارا لا سيما اذا تأيد الحديث بالمرسل الصحيح

## باب

عن ابي هريرة رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا وقع الذباب في اناء احدكم فليغمسه كله ثم ليطرحه فان في احد جناحيه شفاء وفي الآخر داء رواه البخاري[3]

**باب** عدم فساد الماء بموت شئ ليس له دم سائل فيه **قوله** عن ابي هريرة رض الخ قال المؤلف وكل ما هو مثل الذباب من حيث انه لا دم له سائلا كما ليس في الذباب فهو في حكمه الا ان هذا الحكم في الذباب ثبت بالنص وفي غيره بالقياس ويؤيد هذا القياس ما رواه الدارقطني عن سلمان رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا سلمان كل طعام وشراب وقعت فيه دابة ليس لها دم فماتت فيه فهو حلال اكله وشربه ووضوءه وقال الدارقطني لم يروه غير بقية عن سعيد بن ابي سعيد الزبيدي وهو (اي سعيد ۱۲ مؤلف) ضعيف (ج ا ص ۱۴) ورواه ابن عدي في الكامل واعله بسعيد هذا وقال هو شيخ مجهول حديثه غير محفوظ (زيلعي ج ا ص ۶۰) قال المؤلف وما وقع به هذه الجهالة الشيخ المحقق ابن الهمام في فتح القدير (ج ا ص ۴۲) بناء على ان سعيد بن ابي سعيد الزبيدي هو سعيد بن عبد الجبار فهو خلاف ما حققه الحافظ ابن حجر في تهذيب التهذيب من الفرق بينهما نقلا عن ابن عدي (ج ۴ ص ۵۳) فالحديث اذن ضعيف لكن يكفي للاعتضاد ودلالة حديث الباب على الباب ظاهرة فانه صلى الله عليه وسلم لم يحكم بنجاسة ما في الاناء لوقوع الذباب فيه مطلقا سواء مات او لم يمت

حضرت ابو امامہ رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی مگر وہ نجس چیز کہ اسکی بو کو یا مزے کو بدل دے اسکو طبرانی نے اوسط اور کبیر میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے مگر جو چیز غالب آجائے اسکی بو اور مزے اور رنگ پر (مجمع الزوائد) **تفصیر** چونکہ اس سے پہلے باب میں آب قلیل و غیر جاری کا وقوع نجاست سے ناپاک ہو جانا گذر چکا ہے اسلئے وہ اس حدیث میں سے مستثنی ہو گیا اور اس حدیث کا حکم صرف آب جاری و کثیر کے ساتھ خاص رہ گیا

**باب اس بیان میں کہ پانی میں ایسی چیز مر جانے جس میں بہتا خون نہ ہو پانی نجس نہیں ہوتا**

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اس کو پوری کو غوطہ دیدے پھر اسکو نکال ڈالے کیونکہ اسکے ایک بازو میں شفا ہے اور دوسرے میں مرض ہے اور وہ مرض والے بازو کو پہلے ڈالتی ہے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے **تفصیر** اور اسیطرح جتنے حیوانات بہتا خون نہ ہونے میں مکھی کے مشابہ ہیں وہ سب اس حکم میں مکھی کی مثل ہیں اور حدیث اپنے اطلاق سے دونوں صورتوں کو شامل ہے خواہ مکھی گر کر مر جائے یا نہ مرے۔

له ص ۸۶ ج ۱ ۔ مؤلف [2] ج ۳ ص ۲۷۷ مؤلف [3] ص ۸۶ ج ۲ مؤلف

## باب

عن محمد بن المنکدر قال سمعت جابرا یقول جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی وانا مریض لا اعقل فتوضأ وصب علی من وضوءہ فعقلت الحدیث اخرجہ البخاری

عن الجعد قال سمعت السائب بن یزید یقول ذھبت بی خالتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان ابن اختی وقع فمسح رأسی ودعا لی بالبرکۃ ثم توضأ فشربت من وضوءہ الحدیث رواہ البخاری

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغتسل احدکم فی الماء

باب ان الماء المستعمل طاہر غیر طہور **قولہ** عن محمد الخ قال المؤلف وجہ دلالۃ الحدیث علی الجزء الاول من الباب من حیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم صب وضوءہ علی جابر رضی اللہ عنہ لیحصل الشفاء ببرکۃ غسالتہ علیہ الصلوۃ والسلام ولا برکۃ فی النجس فثبت ان الماء المستعمل طاہر وفی فتح الباری (ج ا ص ۲۶۱) یحتمل ان یکون المراد صب علیہ بعض الماء الذی توضأ بہ او ما بقی منہ والاول المراد فللمصنف فی الاعتصام ثم صب وضوءہ علیہ ولابی داود فتوضأ وصبہ علیہ اھ **قولہ** عن الجعد الخ قال المؤلف دلالتہ علی الجزء الاول من الباب قد مر تقریرہ فی الحدیث الاول **قولہ** عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ الخ وفی فتح الباری (ص ۲۹۹ ج ا) وعن الاغتسال فیہ لئلا یسلبہ الطہوریۃ ویؤید ذلک وضوحا قولہ فی روایۃ مسلم کیف یفعل یا ابا ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال یتناولہ تناولا فدل علی ان المنع من الانغماس فیہ لئلا یصیر مستعملا فیمتنع علی الغیر الانتفاع والصحابی اعلم بمورد الخطاب من غیرہ وہذا من اقوی الادلۃ ان المستعمل غیر طہور اھ وقال الشیخ ابن الہمام فی فتح القدیر وقال مشائخ العراق انہ طاہر عند اصحابنا واختار المحققون من مشائخ ما وراء النہر طہارتہ وعلیہ الفتوی وہذا لان المعلوم من جہۃ الشارع ان الآلۃ التی تسقط الفرض وتقام بہا القربۃ تتدنس واما الحکم بنجاستہ العین شرعا فلا وذلک لان اصلہ مال الزکوۃ تتدنس باسقاط الفرض حتی جعل من الاوساخ فی لفظہ صلی اللہ علیہ وسلم فحرم علی من شرف بقرابتہ الناصرۃ لہ ولم تصل مع ہذا الی النجاسۃ حتی لو صلی حامل دراہم الزکوۃ صحت فکذا یجب فی الماء ان یتغیر علی وجہ لا یصل الی التنجیس وہو سلب

محمد بن المنکدر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور میں بیمار تھا مجھکو ہوش نہ تھا سو آپ نے وضو کیا اور پھر اپنے وضو کا پانی ڈال دیا پس میں ہوش میں آگیا اس کو بخاری نے روایت کیا ہے

جعد سے روایت ہے کہ میں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ مجھکو میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا (یہ) بھانجا بیمار ہے پس آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی پھر وضو فرمایا اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا اسکو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

تقریر پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کے لیے آب مستعمل جابر رضی اللہ عنہ پر ڈالا اور برکت ہی کے لیے سائب رضی اللہ عنہ کے پینے کو جائز رکھا پس اس سے معلوم ہوا کہ وہ پاک ہے کیونکہ ناپاک میں برکت نہیں ہو سکتی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ٹھیرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے جنابت کی حالت میں پس راوی نے حضرت ابوہریرہ سے کہا کسطرح غسل کرے اے ابوہریرہ انہوں نے جواب دیا (ہاتھ وغیرہ سے) لے لے۔

مولف ج ا ص ۳۱ — عن غیرہ — البخاری ۱۲ منہ — کذا فی حاشیتہ — وعلیہ الاکثرون — بالجیم روایۃ — والمشہور بالکسر — الی بالجیم — بالنون من — بکسر القاف — وفی بعضہا وقع — وقع فی الارض — بالقطع — ص ۳۰۰ ج ا

الدائم وهو جنب فقال كيف يفعل يا ابا هريرة قال يتناوله تناولا رواه مسلم ورواه ابوداود وسكت عنه وكذا الحافظ في الفتح بلفظ لا يبولن احدكم في الماء الدائم ولا يغتسل فيه من الجنابة اهـ

## باب

عن عبد الله بن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا دبغ الاهاب فقد طهر رواه مسلم

الطهورية الا ان يقوم فيه دليل يخصه غير هذا القياس (ج ١ ص ٧٥) وقال شيخنا واوضح الدلائل على هذه المسئلة ان يقال انه من المعلوم ضرورة بحيث لا يعتريه شك ان الصحابة عن آخرهم لا يصونون ثيابهم ولا اوانيهم ولا ابدانهم عن الماء المستعمل ولا يغسلونها عنهم فهذا دليل كاف على طهارته وكذا لم ينقل انهم او بعضهم توضأ وا مرة من المرات بالماء المستعمل لا في الحضر ولا في السفر مع توفر الدواعي اليه احيانا خصوصا في السفر حيث فقد الماء لا سيما في بلادهم الحجازية واضطر الى التيمم فلا يثبت لم يدخروا هذا الماء مع سهولة الادخار بان يتوضأ واحد من اناء في اناء آخر ثم منه في آخر وهكذا الى ان ينفد ويفنى فترك الصحابة باجمعهم لهذا برهان شاف على انه لا يصلح للتطهير فانظر وتشكر

باب طهارة كل اهاب اذا دبغ الا ما استثنى قوله عن عبد الله بن عباس رض الخ قال المؤلف قد استثنى منه جلد الآدمي للكرامة وجلد الخنزير للنجاسة فانه نجس العين كما قال صاحب الهداية بخلاف الخنزير لانه نجس العين اذ الهاء في قوله تعالى فانه رجس منصرف اليه لقربه وحرمة الانتفاع باجزاء الآدمي لكرامته فخرجا عما رويناه اهـ (ص ٢٤ ج ١) وفي الدر المختار (ج ١ ص ٢١٠) وآدمي فلا يدبغ لكرامته ولو دبغ طهر وان حرم استعماله حتى لو طحن عظمه في دقيق لم يؤكل في الاصح احترامًا اهـ قال المؤلف واما ما رواه الترمذي (ج ١ ص ٢٠٦) عن عبد الله بن عكيم قال اتانا كتاب رسول الله صلعم ان لا تنتفعوا من الميتة باهاب ولا عصب هذا حديث حسن اهـ ورواه ابن عدي والطبراني بلفظ جاءنا كتاب رسول الله صلعم ونحن بارض جهينة اني كنت رخصت لكم في اهاب الميتة وعصبها فلا تنتفعوا باهاب ولا عصب اسناده ثقات كذا في التلخيص الحبير (ص ١٦ ج ١) فالجواب عنه بان لا تسمى الجلد قبل الدباغ واما بعد الدباغ فيسمى شنا وقربة حمله على ذلك ابن عبد البر والبيهقي وهو منقول

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور ابوداود نے بھی روایت کیا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں غسل جنابت کرے تفسیر یہ ہے حافظ علامہ ابن حجر رح نے فتح الباری میں فرمایا ہے کہ آپ کا غسل سے منع فرمانا اس لیئے ہے کہ پانی مستعمل نہ ہو جاوے پس دوسرے کے لیئے قابل انتفاع نہ رہے اور یہ بڑی قوی دلیل ہے آب مستعمل کے مطہر نہ ہونے پر اور حضرت مولانا نے فرمایا کہ صاف دلیل یہ ہے کہ صحابہ رضی نے نہ کبھی اپنے بدن اور کپڑوں کو آب مستعمل کے لگجانے سے بچایا اور نہ کبھی سفر و حضر میں آب مستعمل سے وضو کیا حالانکہ سفر وغیرہ میں اسکی حاجت بھی تھی یا جو کہ ذخیرہ رکھنا اس طرح ممکن تھا کہ کسی برتن میں وضو کرتے اور اسکو محفوظ رکھ لیتے اس سے معلوم ہوا کہ طاہر ہے ورنہ کپڑوں اور بدن کو صحابہ رضی اس سے بچاتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مطہر نہیں ورنہ کبھی تو اس سے وضو کرتے اھ

باب دباغت سے ہر چمڑے کا پاک ہوجانا بجز اسکے جسکا استثنا کیا گیا ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جب چمڑا دباغت دیدیا جاتا ہے تو پاک ہوجاتا ہے اسکو مسلم نے روایت کیا ہے لفظ ہر اور ہر چمڑا اس حکم سے مستثنی ہے وہ فقہ میں تفصیلا مذکور ہے۔

لہ ج ١ ص ١٣٨ مؤلف ٢ ص ٢٦ ج ١ مؤلف ٣ ص ٢٩٩ ج ١ مؤلف ٤ ص ١٥٩ ج ١ مؤلف

عن النضر بن شميل والجوهري فقد جزم به كما في التلخيص (ص ٧ ج ١) قلت وحل عليه ابن حبان ايضا كما في نصب الراية (ص ٦٣ ج ١) قال المؤلف هذا الجواب يحتاج اليه اذا ثبت الحديث وقد تكلموا فيه بكلام كثير كما فصل ذلك في نصب الراية (ص ٦٣ ج ١) والتلخيص الحبير (ج ١ ص ١٧) ولكن انتصر لثبوته ابن حبان واورده في صحيحه كما هو مفصل ايضا في نصب الراية والحديث عندي ثابت لا ينزل عن درجة الحسن والاضطراب الواقع في سنده ومتنه الذي اعلوه به يمكن عنه الجواب الصحيح وتركت ذلك لخوف التطويل واذكره انشاء الله تعالى في شرح الترمذي اذا وفقني الله لتاليفه واما ما رواه ابن وهب في مسنده عن زمعة بن صالح عن ابي الزبير عن جابر رض ان رسول الله صلعم قال لا تنتفعوا من الميتة بشيء كما في نصب الراية (ص ٦٤) وفي التلخيص وزمعة ضعيف ورواه ابو بكر الشافعي في فوائده من طريق آخر قال الشيخ الموفق اسناده حسن اهـ فالجواب عنه انه عام خص منه البعض۔

(فائدة) في الدر المختار (ج ١ ص ٢١١) (وما) اي اهاب (طهر به) بدباغ (طهر بزكاة) على المذهب (لا) يطهر (لحمه على) قول (الاكثر ان) كان (غير ماكول) هذا اصح ما يفتى به وان قال في الفيض الفتوى على طهارته اهـ وفي رد المحتار عن البدائع فجاز ان تعتبر الذكاة مطهرة لجلده للاحتياج اليه للصلوة فيه وعليه ولدفع الحر والبرد وستر العورة بلبسه دون لحمه لعدم حل اكله المقصود من طهارته اهـ قلت يدل على ما هو الاصح ما في النيل (ج ١ ص ٦٤ و ٦٥) عن سلمة بن الاكوع رض قال لما امسى اليوم الذي فتحت عليهم فيه خيبر اوقدوا نيرانا كثيرة فقال رسول الله صلعم ما هذه النار على اي شيء توقدون قالوا على لحم قال على اي لحم قالوا على لحم الحمر الانسية فقال اهريقوها واكسروها فقال رجل يا رسول الله او نهريقها ونغسلها فقال او ذاك وفي لفظ فقال اغسلوا وعن انس رض قال اصبنا من لحم الحمر يعني يوم خيبر فنادى منادي رسول الله صلعم ان الله ورسوله ينهيانكم عن لحوم الحمر فانها رجس او نجس متفق عليهما وقد اوردهما المصنف (الشيخ ابن تيمية) هنا للاستدلال بهما على نجاسة لحم الحيوان الذي لا يؤكل لان الامر بكسر الآنية اولا ثم بالغسل ثانيا ثم قوله فانها رجس او نجس ثالثا يدل على النجاسة ولكنه نص في الحمر الانسية وقياس في غيرها مما لا يؤكل بجامع عدم الاكل اهـ

---

لـه هذا الحديث كان ينبغي ان يذكر في المتن لعنوان الباب لكن ذهلت فالحقت بعد الذكر في الحاشية لكونه اهل ١٢ منه

سودہ بنت زمعہ کی مرگئی تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانی یعنی بکری مرگئی آپنے فرمایا تم نے اس کا چمڑا کیوں نہ لیا حاضرین نے عرض کیا ہم مردار بکری کا چمڑا لے لیں تو

## باب جس کا چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے ذبح کرنے سے بھی پاک ہوجاتا ہے

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کا ذبح کرنا اس کو دباغت دینا ہے اس کو نسائی رح نے روایت کیا ہے اور عزیزی نے صحیح کہا ہو تقریباً یعنی جس طرح جانور ذبح کرنے سے پاک ہوجاتا ہے دباغت کا اثر غیر مذبوح میں یہی ہے پس دباغت دینا اس اثر میں بمنزلہ ذبح کرنے کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ طہارت میں اصل ذبح کرنا ہے اور دباغت اُسکے قائم مقام ہو پس ذبح کا مطہر جلد ہونا ثابت ہوگیا۔

عبد اللہ بن حرث سے مرفوعاً روایت ہو کہ ہر چمڑے کا ذبح کرنا (یعنی پاک کرنا) اس کو دباغت دینا ہو اسکو حاکم نے روایت کیا ہو اور یہ صحیح حدیث ہے (عزیزی)

سلمہ بن محبق رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں ایک عورت کے پاس سے پانی طلب فرمایا اس نے عرض کیا میرے پاس تو (پانی) اسی مردار کے چمڑے کی مشک میں ہے آپنے فرمایا کیا تو نے اس (چمڑے) کو دباغت نہیں دی تھی اس نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا اس کا دباغت دے لینا اس کا ذبح کرنا ہے (یعنی غیر مذبوح میں دباغت مذبوح میں ذبح کا کام دیتی ہی) اسکو نسائی نے روایت کیا ہو اور تلخیص حبیر میں اسکو صحیح کہا ہے۔

## باب اس بیان میں کہ دباغت سے مردار کا چمڑا اور اسکے بال اور اون اور سینگ اور ہڈی اور پٹھے پاک ہوجاتے ہیں

## باب

عن عائشة رض قالت قال رسول الله صلے الله عليه وسلم ذكوة الميتة دباغها رواه النسائي[1] وفي العزيزي[2] باسناد صحيح عن عبد الله بن حرث رض مرفوعا ذكوة كل مسك دباغه رواه الحاكم وهو حديث صحيح (العزيزي)[3] عن سلمة بن المحبق ان نبي الله صلے الله عليه وسلم في غزوة تبوك دعا بماء من عند امرأة فقالت ما عندي الا في قربة لي ميتة قال اليس قد دبغتها قالت بلى قال فان دباغها ذكاتها رواه النسائي[4] وسكت عنه وفي التلخيص[5] واسناده صحيح وصححه ابن سعد وابن حزم وغير واحد ان له صحبة اه

## باب

عن ابن عباس رض قال انما حرم رسول الله صلے الله عليه وسلم من الميتة لحمها واما الجلد والشعر والصوف فلا باس به رواه الدارقطني[6] وقال عبد الجبار (الراوي) ضعيف وقال في نصب الراية[7] وذكره ابن حبان في الثقات بهذا الحديث اه قلت وقد عرفت ان الاختلاف لا يضر

عن ابن عباس رض قال ماتت شاة لسودة رض بنت زمعة فقالت يا رسول الله ماتت فلانة تعني الشاة فقال فلولا اخذتم مسكها قالوا نأخذ مسك شاة قد ماتت فقال لها رسول الله صلے الله عليه وسلم انما قال الله تعالے

**باب** ما يطهر بالدباغ يطهر بالذكوة قال المؤلف دلالة الاحاديث على الباب ظاهرة بما قرره العلامة العيني في شرح الهداية حيث قال فعلمنا ان الذكوة هي الاصل في الطهارة وان الدباغ قائم مقامها عند عدمها اه (ج ۱ ص ۲۳۲)

**باب** طهارة جلد الميتة اذا دبغت وشعرها وصوفها وقرنها وعظمها وعصبها قوله عن ابن عباس رض الخ قال المؤلف دلالة الحديث على بعض اجزاء الباب ظاهرة والبواقي تقاس عليها لعدم الفارق وحديث ابن عباس رض الآتي بعد هذا يدل على جميع مسائل الباب حيث ذكر فيه حرمة اكل اللحم فقط

[1] ج ۲ ص ۱۹۰ مجتبائی دہلی۔ مؤلف [2] ج ۳ ص ۲۷۳ ج ۲ مؤلف [3] ص ۲۷۳ ج ۲۔ مؤلف [4] ص ۱۹۰ ج ۲ مؤلف [5] ص ۱۸ ج ۱ مؤلف [6] ص ۱۸ ج ۱ مؤلف [7] ج ۱ ص ۶۲۔ مؤلف۔

تو صرف (کھانے کے باب میں) یہ فرمایا ہے کہ (اے محمد) آپ کہدیجئے کہ جو حکم میری طرف وحی کیا گیا ہے میں نہیں کوئی چیز کھانے والے پر جو کہ اسکو کھا وے حرام نہیں پاتا ہوں مگر یہ کہ مردار ہو یا بہتا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو اور ... والے حاضرین) تم اسکو کھاتے تو نہیں تھے ... اگر اس کو دباغت دیکر لیتے تو اس سے (اور طرح کا) نفع حاصل کرتے پس حضرت سودہ رضہ نے اس بکری کیطرف

قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر وانتم لا تطعمونه ان لتد بغوه تنتفعوا به فارسلت الیها فسلخت مسکها فدبغته فاتخذت منه قربة حتی تخرقت عندها رواه احمد باسناد صحیح (نیل الاوطار)

قال حماد لا باس بریش المیتة وقال الزهری فی عظام الموتی نحو الفیل وغیره ادرکت ناسا من سلف العلماء یمتشطون بها ویدهنون فیها لا یرون به باسا وقال ابن سیرین وابراهیم لا باس بتجارة العاج رواه البخاری۔

عن ثوبان رض مرفوعا اشتر لفاطمة قلادة من عصب وسوارین من عاج رواه ابو داؤد وسکت عنه وتکلم فیه المنذری بتجهیل بعض الرواة کما فی عون المعبود قلت قد علمت ان الاختلاف غیر مضر۔

## باب

عن ام هانی رض ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اغتسل هو ومیمونة رض من اناء واحد فی قصعة فیها اثر العجین رواه ابن خزیمة (فی صحیحه) والنسائی (التلخیص)

قوله قال حماد الخ قال المؤلف ودلالته علی بعض اجزاء الباب ظاهرة وقد نقلناه تائیدا قوله عن ثوبان الخ قال المؤلف ودلالته علی بعض اجزاء الباب ظاهرة

باب جواز الطهارة بماء خالطه شئ طاهر قال المؤلف ودلالته علی الباب من حیث ان العجین طاهر ولا فرق بینه وبین طاهر آخر فی الحکم ظاهرة وفی الدر المختار (ص ۱۹۲ ج ۱) (و کذا یجوز بماء خالطه طاهر جامد) مطلقا (کاشنان وزعفران) لکن فی البحر عن القنیة ان امکن الصبغ به لم یجز کنبیذ تمر (وفاکهة وورق شجر) وان غیر کل اوصافه (فی الاصح ان بقیت رقته) ای وبسمه لماهر وفی رد المحتار قوله مطلقا ای سواء کان المخالط من جنس الارض کالتراب او یقصد بخلطه التنظیف کالاشنان والصابون او یکون شیئا آخر کالزعفران عند الامام منح لان اسم الماء زال عنه نظیر النبیذ کما قدمناه آه

اگر اس کو دباغت دیکر لیتے تو اس سے (اور

(جہاں وہ بڑی بختی آدمی) بھیجا اور اسکی کھال نکال لی اور اس کو دباغت دی پھر اسکی ایک مشک بنائی رکھی کہ وہ اُن کے پاس (پرانی ہوکر) پھٹ بھی گئی اسکو امام احمد نے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے۔ (نیل الاوطار)

### آثار

حماد رح (بن ابی سلیمان تابعی استاد امام اعظم رح) نے کہا ہے کہ مردار کے پر کا کچھ حرج نہیں اور زہری رح (تابعی جلیل استاد امام مالک رح) نے کہا مردار کی ہڈیوں کے باب میں جیسے ہاتھی وغیرہ کی ہڈیاں کہیں نے علمار سلف کو اُس (کے شانہ) سے کنگھی کرتے ہوئے اور اس (کی پیالی) سے تیل لگاتے ہوئے پایا ہے کہ وہ اُن سے کچھ مضائقہ نہ سمجھتے تھے اور (محمد) بن سیرین (تابعی) اور ابراہیم (نخعی تابعی) نے فرمایا کہ ہاتھی دانت کی تجارت کا کچھ ڈر نہیں (لہذا وہ طاہر ہے) ان تمام آثار کو امام الدنیا ابو عبد اللہ بخاری نے روایت کیا ہے حضرت ثوبان رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ حضرت (سیدۃ النساء) فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا وارضاہا کے لیے ایک ہار پٹھوں (کا بنا ہوا) اور دو کنگن ہاتھی دانت کے (بنے ہوئے) خرید دو اس کو ابو داود نے روایت کیا ہے اور اسپر سکوت بھی کیا ہے تقریر اس حدیث سے مردار کے پٹھوں اور ہاتھی دانت کی طہارت ثابت ہوئی اس طرح اگر یہ چیزیں پاک نہ ہوتیں تو اس کا زیور حضرت سیدہ رضہ کے لیے آپ

## باب

عن ابن عباس رضؓ قال لا باس ان یغتسل بالحمیم ویتوضأ منه رواہ عبد الرزاق بسند صحیح (التلخیص الحبیر)[۱] عن سلمة بن الاکوع انه کان یسخن الماء یتوضأ منه رواہ ابن ابی شیبة وابو عبید واسنادہ صحیح (التلخیص الحبیر)[۲] عن معمر عن ایوب عن نافع ان ابن عمر کان یتوضأ بالحمیم رواہ عبد الرزاق (التلخیص الحبیر)[۳] قلت واسنادہ علی شرط الجماعة عن اسلم مولی عمر ان عمر بن الخطاب کان یسخن له ماء فی قمقمة ویغتسل به رواہ الدارقطنی[۴] وقال اسنادہ صحیح

**باب** جواز الطهارة بالماء المسخن قال المؤلف دلالة الآثار علی الباب ظاهرة واما ما ورد فی الماء المشمس فمنه ما فی مجمع الزوائد (ج ۱ ص ۸۷) عن عائشة رض قالت سخنت ماء فی الشمس فاتیت به النبی صلی الله علیه وسلم لیتوضأ به فقال لا تفعلی یا عائشة رض فانه یورث البیاض رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیه محمد بن مروان السدی وقد اجمعوا علی ضعفه وقال لا یروی عن النبی صلی الله علیه وسلم الا بهذا الاسناد قلت قد رواہ من حدیث ابن عباس رض اھ قلت حدیث ابن عباس رض ذکرہ فی التلخیص الحبیر بلفظ آخر بروایة الخیرزاخر من شیخة قاضی المارستان (ص ۶ و ۷ ج ۱) وقال عمر بن صبیح کذاب والضحاک لم یلق ابن عباس رض اھ ومنه ما فی التلخیص الحبیر (ص ۸ ج ۱) رواہ الدارقطنی من حدیث اسمعیل بن عیاش حدثنی صفوان بن عمرو عن حسان بن ازهر عن عمر رض قال لا تغتسلوا بالماء المشمس فانه یورث البرص[۵] اسمعیل صدوق فیما روی عن الشامیین ومع ذلک فلم ینفرد به تابعه علیه ابو المغیرة عن صفوان اخرجه ابن حبان فی الثقات فی ترجمة حسان اھ وفی التعقبات علی الموضوعات (ص ۱ علوی) واخرجه الدارقطنی من طریق اخری عن عمر حسنها المنذری وغیرہ اھ قلت تلک الطریق هو ما ذکرہ فی التلخیص وفی رد المحتار (ج ۱ ص ۱۸۶) فقد علمت ان المعتمد الکراهة عندنا لصحة الاثر (عن عمر رض) وان عدمها روایة والظاهر انها تنزیهیة عندنا ایضا بدلیل عدہ فی المندوبات فلا فرق بینه وبین مذهبنا ومذهب الشافعی رح اھ قلت الصحیح عندی ان هذه الکراهة طبیة لا شرعیة وفی التحریر المختار لرد المحتار (ص ۲۳) قوله فقد علمت ان المعتمد الکراهة عندنا لکن ظاهر تعبیر المنح علیه ما نقله

---

**طہارۃ (یعنی غسل و وضوء) کا جائز ہونا**

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ گرم پانی سے غسل کرنے میں کچھ حرج نہیں اور اس سے وضوء (بھی) کرلے اس کو عبد الرزاق نے بسند صحیح روایت کیا ہو (تلخیص حبیر)

حضرت سلمہ بن الاکوع رض سے روایت ہے کہ وہ پانی گرم کرتے تھے تاکہ اس سے وضو کریں اسکو ابن ابی شیبہ اور ابو عبید نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد صحیح ہے (تلخیص حبیر)

معمر ایوب سے روایت کرتے ہیں وہ نافع سے راوی ہیں کہ ابن عمر رض گرم پانی سے وضو کیا کرتے تھے اس کو عبد الرزاق نے روایت کیا ہے جیسا کہ تلخیص حبیر میں ہے میں کہتا ہوں کہ یہ سند صحاح ستہ کی شرط پر ہے۔

اسلم آزاد شدہ غلام حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض کے لئے قمقمہ کے معنی کوزہ کے ہیں جیسا کہ غیاث میں ہے لیکن یہ کوزہ بہت بڑا ہوگا ورنہ اس میں غسل کی مقدار پانی نہ آتا) میں پانی گرم کیا جاتا تھا اور وہ اس سے غسل فرماتے تھے اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے

---

[۱] ص ۶ ج ۱ - مؤلف [۲] ص ۶ ج ۱ مؤلف [۳] ص ۶ ج ۱ مؤلف [۴] ص ۱۴ ج ۱ - مؤلف [۵] فی رد المحتار (ج ۱ ص ۱۸۸) ثم قال ابن حجر مکی تنالہ تحقیق ہذہ البرص کما صح عن عمر رض واعتزاہ لبعض محققی الاطباء فیبقی زہو منه علی سلام البدن فتعبیرا لبعد اھ منه

# کنوے کے احکام

باب کنوئیں کے تمام پانی نکالنے کا واجب ہونا جبکہ اس میں آدمی یا اسکی مثل کوئی جانور مرجائے

(باب نزح جميع ماء البير اذا مات فيها آدمي او مثله من الحيوان)

عطاء رح سے روایت ہے کہ ایک حبشی زمزم میں گر کر مرگیا تو حضرت ابن الزبیر رض نے حکم دیا (اسکے تمام پانی نکالنے کا) اور اس کا تمام پانی نکال دیا گیا سو اس کا پانی ختم ہی نہ ہوتا تھا دیکھا جو گیا تو ایک سوت حجر اسود کی طرف سے جاری ہے ابن الزبیر رض نے فرمایا کہ بس کرو (کیونکہ سوت کی وجہ سے پانی کا آنا بند نہیں ہو سکتا اور جو پانی موجود تھا وہ نکل ہی گیا) اسکو طحاوی نے روایت کیا ہے اور شیخ ابن دقیق العید نے اسکی سند کو صحیح کہا ہے (فتح القدیر)

# الآبار

## باب

حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا هشيم قال ثنا منصور عن عطاء رح ان حبشيا وقع في زمزم فمات فامر ابن الزبير رض فنزح ماؤها فجعل الماء لا ينقطع فنظر فاذا عين تجري من قبل الحجر الاسود فقال ابن الزبير حسبكم[1] رواه الطحاوي واسناده صحيح باعتراف الشيخ (ابن دقيق العيد) به في الامام (فتح القدير)[2]

---

السندي عنها بقوله قيل يكره يعني بشدت رواية الكراهة واعتماد رواية عدمها وذكر ابن الملقن[3] قال بعد كلام طويل فتلخص ان الوارد في النهي (يعني به مرفوعا) عن استعمال الماء المشمس من جميع طرقه باطل لا يصح ولا يحل لاحد الاحتجاج به اه قلت وهذا يدل على ان المعتمد عندنا عدم الكراهة الشرعية وهو الصحيح عندي فقط

**باب نزح جميع ماء البير اذا مات فيها آدمي ومثله من الحيوان** قوله عن عطاء الخ قال المؤلف قال الطحاوي (ص ۱۰ ج ۱) فان قال قائل فانتم قد جعلتم ماء البير نجسا بوقوع النجاسة فيها فكان ينبغي ان لا تطهر تلك البير ابدا لان حيطانها قد تشربت ذلك الماء النجس وتسكن فيها فكان ينبغي ان تطم قيل له لم تر العادات جرت على هذا قد فعل عبد الله بن الزبير ما ذكرنا في زمزم بحضرة اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فلم ينكروا ذلك عليه ولا انكره من بعدهم ولا راى احد منهم طمها اه وقال الشيخ معنى قوله حسبكم ان نزح جميع ما في البير وقت التنجس كاف في طهارتها والظهر نزح الماء الجاري بعده ودلالته على الباب ظاهرة والاثر يدل ايضا على ان ماء البير قليل فيتنجس بما ينجس الماء القليل وقد ذكر هذا الاثر في آثار السنن ايضا (ص ۸ ج ۱) برواية ابن ابي شيبة والطحاوي ثم قال اسناده صحيح اه

(تنبيه) في الهداية لحديث انس رض انه قال في الفارة اذا ماتت في البير واخرجت من ساعتها نزح منها عشرون دلوا اه وفيه ايضا عن ابي سعيد الخدري رض انه قال في الدجاجة اذا ماتت في البير نزح منها اربعون دلوا اه وقال مخرجه في نصب الراية (ص ۱ ج ۱) قلت قال شيخنا علاء الدين (صاحب الجوهر النقي) ردا

---

[1] ص ۹ و ۱۰ ج ۱ مؤلف [2] ص ۹۱ ج ۱ مؤلف [3] وهو صاحب البدر المنير الذي لخصه الحافظ ابن حجر العسقلاني وسماه بالتلخيص الحبير ۱۲ منه

[4] طم درانباشتن كذا في الصراح ۱۲ مؤلف

الطحاوی من طرق وہذان الاثران لم اجدہما فی شرح الآثار للطحاوی اھ قلت قد وہم الشیخ فان الطحاوی لم یذکرہما عن احد من الصحابة نعم ذکرہما عن ابراہیم النخعی عن حماد بن ابی سلیمان کما سنذکرہما وقال صاحب العنایة (ص ۸۹ ج ۱) والاولی ما قیل ان السنة جارت فی روایة انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی الفارة اذا وقعت فی البئر فماتت فیہا انہ ینزح منہا عشرون دلوا او ثلاثون ہکذا رواہ ابو علی الحافظ السمرقندی باسنادہ اھ قلت ہذا غیر محتج بہ اما اولا فبانی لا ادری ابا علی ہذا وقد تتبعت فی کتب اسماء الرجال فلم اجدہ واما ثانیا فبان السند لما لم یذکر مفصلا لم یعلم ان الحدیث موضوع او ضعیف او صحیح فکیف یحتج بہ لان الاحتجاج موقوف علی تحسین الاسناد فافہم حق التفہم وفی الفارة اثر علی رض رواہ الطحاوی (ج ۱ ص ۱۰) حدثنا محمد بن خزیمة قال ثنا حجاج بن المنہال قال ثنا حماد بن سلمة عن عطاء بن السائب عن میسرة ان علیا رض قال فی بئر وقعت فیہا فارة فماتت قال ینزح ماؤہا اھ وفیہ ایضا حدثنا محمد بن حمید بن ہشام الرعینی قال ثنا علی بن معبد قال ثنا موسی بن اعین عن عطاء عن میسرة وزاذان عن علی رض قال اذا سقطت الفارة او الدابة فی البئر فانزحہا حتی یغلبک الماء اھ والاثر الاول ذکرہ فی آثار السنن (ج ۱ ص ۹) ثم قال اسنادہ حسن اھ والسند الثانی فیہ کلام لکنہ یتأید بالاول ثم ذکر الطحاوی فی الباب آثار التابعین فروی بسندہ عن الشعبی فی الطیر والسنور ونحوہما یقع فی البئر قال ینزح منہا اربعون دلوا وعنہ ایضا یدلو منہا سبعین دلوا وعن عبد اللہ بن سبرة الہمدانی عن الشعبی قال سألنا عن الدجاجة تقع فی البئر فتموت فیہا قال ینزح منہا سبعون دلوا وعن ابراہیم فی البئر یقع فیہا الجرذ او السنور فیموت قال یدلو منہا اربعین دلوا قال المغیرة (الراوی عن ابراہیم) حتی یتغیر الماء وعنہ ایضا فی البئر تقع فیہا الفارة قال ینزح منہا دلاء وعن حماد بن ابی سلیمان (شیخ الامام الاعظم) انہ قال فی دجاجة وقعت فی بئر فماتت قال ینزح منہا قدر اربعین دلوا او خمسین ثم یتوضأ منہا اھ والاثر الاول ذکرہ الشیخ ابن الہمام فی فتح القدیر (ص ۹ ج ۱) وقال اسنادہ صحیح قال وفی للامام اھ وعن عطاء انہ قال اذا وقع الجرذ فی البئر نزح منہا عشرون دلوا اخرجہ ابن ابی شیبة فی مصنفہ کذا فی العینی شرح الہدایة بغیر تفصیل السند (ج ۱ ص ۲۵۰ کشوری) وعن معمر قال سألت الزہری عن فارة وقعت فی البئر فقال ان اخرجت مکانہا فلا باس وان ماتت فیہا نزحت اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ کذا فی السعایة ص ۲۵ ج ۱ قلت رجالہ

ے بضم الجیم وفتح الراء الکبیر من الفار کذا فی العینی (ج ۱ ص ۲۵۱) ۱۲ منہ عفی عنہ

# الاسار

## باب

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال اذا ولغ الکلب فی الاناء فاھرقہ ثم اغسلہ ثلث مرات ھذا موقوف ولم یروہ ھکذا غیر عبدالملک عن عطاء قالہ الدارقطنی[1] وفی نصب الرایۃ[2] قال الشیخ تقی الدین فی الامام وھذا اسناد صحیح اھ

رجال الجماعۃ وبقیۃ اسانید الآثار المذکورۃ لم اشتغل فی تحقیقھا لعدم الطائل تحتہ فان ہذہ الآثار لیست بحجۃ علی تقدیر ثبوتہا ایضا فمن شاء التحقیق فلیشتغل بہا وانما ذکرتہا لیستفید منہا احد فی موضع الحاجۃ کاثبات عدم تفرد الامام الاعظم وغیرہ بہذہ المسائل فافہم واتق اثارۃ الفتنۃ بخلاف الجمہور فان الدلیل الضعیف یجوز بہ العمل اذا کان العمل بالقوی یؤدی الی الفتنۃ وہو غیر خفی علی من تتبع القواعد الشرعیۃ

باب اجزاء الغسل ثلثا من سور الکلب قولہ عن ابی ہریرۃ رضؓ الخ قال المؤلف دلالتہ علی الباب ظاہرۃ واما ما رواہ الدارقطنی (ص ۲۴ ج ۱) عن ابی ہریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طہور الاناء اذا ولغ الکلب فیہ یغسل سبع مرات الاولی بالتراب والہرۃ مرۃ او مرتین قرۃ یشک ہذا صحیح اھ ورواہ عنہ ایضا مرفوعا اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیہرقہ ولیغسلہ سبع مرات ای الدارقطنی اسنادہ حسن صحیح رواتہ کلہم ثقات فہو محمول علی الاستحباب فان ابا ہریرۃ لا یسوغ لہ ان یخالف ما رواہ فلا ریب فی انہ حمل التسبیع علی الاستحباب والتثلیث علی الایجاب وہو وان لم یصرح برفع التثلیث لکن عملہ یدل علی انہ مرفوع عندہ علی ان الطحاوی قد روی ما یدل علی ان کل حدیث ابی ہریرۃ رضؓ مرفوع فقال (ص ۱۱ ج ۱) حدثنا ابراہیم بن ابی داود قال ثنا ابراہیم بن عبد اللہ الہروی قال ثنا اسمعیل بن ابراہیم عن یحیی بن عتیق عن محمد بن سیرین انہ کان اذا حدث عن ابی ہریرۃ رضؓ فقیل لہ عن النبی صلعم فقال کل حدیث ابی ہریرۃ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھ ورجالہ ثقات۔

پس خوردہ (یعنی جھوٹے) کے احکام

باب کتے کے جھوٹے کا تین بار دھو ڈالنا کافی ہے

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب کتا برتن میں پانی پی لے تو اس (برتن کے پانی) کو گرا دے پھر اس کو تین بار دھو ڈالے۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور نصب الرایہ میں کہا ہے کہ شیخ تقی الدین نے (کتاب) امام میں کہا ہے کہ یہ سند صحیح ہے

---

[1] ص ۲۴ ج ۱ مؤلف [2] ص ۶۸ ج ۱ مؤلف

رسول اللہ سے بلی کے متعلق عرض کیا گیا آپ نے فرمایا اور بلی گھر والوں میں سے ہے کسی چیز کو نجس نہیں کرتی اسکو طبرانی نے

**باب بلی کے پس خوردہ کا مکروہ تنزیہی ہونا۔** حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (یعنی بلی) نجس نہیں ہے وہ تو بمنزلہ گھر والوں کے ہے (طہارت کے باب میں) اس کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا برتن سات بار دھویا جاوے اول بار یا پچھلی بار (راوی کو شک ہے کہ اول بار فرمایا یا پچھلی بار) مٹی سے جبکہ کتا اس میں پانی پی جاوے (یہ سات بار دھونا بطریق استحباب کے ہے) اور جب کہ اس میں بلی پانی پی لے تو ایکبار دھویا جاوے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک سے روایت ہے اور یہ ابو قتادہ رض کے بیٹے کے نکاح میں تھیں کہ ابو قتادہ (ان کے خسر) ان کے پاس آئے وہ کہتی ہیں کہ میں نے ان کے لیے وضو کا پانی انڈیل کر رکھا تو ایک بلی آکر (اسے) پینے لگی انھوں نے برتن کو اسکی طرف (اور) جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے (اچھی طرح) پی لیا کبشہ کہتی ہیں انھوں نے مجھکو دیکھا کہ میں انکی طرف (تعجب سے) دیکھ رہی ہوں پس کہنے لگے ای میری بھتیجی (یہ کلمہ عرب کے محاورے میں بطریق ملاطفت استعمال ہوتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے کیونکہ وہ بھتیجی نہ تھیں) کیا تم تعجب کرتی ہو میں نے کہا ہاں (کیونکہ تم اسی پانی سے وضو کرو گے جو بلی کا پس خوردہ ہے) انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ (یعنی بلی) نجس نہیں ہے وہ تو تمہارے پاس بکثرت آمد و رفت کرنیوالوں میں سے ہے یا یہ فرمایا کہ بکثرت آمد و رفت کرنے والیوں میں سے ہے

## باب

عن عائشة رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انها ليست بنجس هي كبعض اهل البيت يعني الهرة رواه ابن خزيمة في صحيحه (التلخيص الحبير)

عن ابي هريرة رض عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يغسل الاناء اذا ولغ فيه الكلب سبع مرات اولاهن او اخرهن بالتراب واذا ولغت فيه الهرة غسل مرة رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح عن كبشة ابنة كعب بن مالك وكانت عند ابن ابي قتادة ان ابا قتادة دخل عليها قالت فسكبت له وضوءً قالت فجاءت هرة تشرب فاصغى لها الاناء حتى شربت قالت كبشة فرآني انظر اليه فقال اتعجبين يا ابنة اخي فقلت نعم فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انها ليست بنجس انما هي من الطوافين عليكم او الطوافات رواه الترمذي وقال حسن صحيح عن انس رض بن مالك قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ارض بالمدينة يقال لها بطحان فقال يا انس اسكب لي وضوءً فسكبت له فلما قضى رسول الله حاجته اقبل الى الاناء وقد اتى هر فولغ في الاناء فوقف له رسول الله صلى الله عليه وسلم وقفة حتى شرب الهر ثم توضأ فذكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم امر الهر فقال يا انس ان الهر من متاع البيت لن يقذر شيئاً ولن ينجسه رواه الطبراني

**باب كراهة سور الهرة تنزيها** قال المؤلف الاحاديث المذكورة تدل على ان الهرة ليست بنجس وسورها طاهر وتغسيل الاناء الذي ولغت فيه مرة ولا ينبغي التوضي من سوره فهذا الغسل محمول على الاستحباب قال الامام محمد في الموطا (ص ۸۲) لا باس بان يتوضأ بفضل سور الهرة وغيره احب الينا وهو قول ابي حنيفة اه قلت وفي رد المحتار (ص ۱۳۰ ج ۱) فسقط حكم النجاسة للضرورة وبقيت الكراهة لعدم تحاميها النجاسة وفي الدر المختار مكروه تنزيها في الاصح اه وفي الهداية وعن ابي يوسف انه غير مكروه اه والله تعالى اعلم ۰۰

ملہ ص ۹ ج ۱ ۔ سولت ملہ ج ۱ ص ۱۲ ۔ مؤلف ملہ ص ۲ ج ۱ ۔ مؤلف

صغیر میں روایت کیا ہے۔ (مجمع الزوائد) حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا گدھے اور کتے اور بلی کے جھوٹے سے وضو نہ کرو اس کو طحاوی نے روایت کیا ہے اور اسکے رجال ثقہ ہیں۔ **نقد** پر اخیر اثر اور ابو ہریرہ کی حدیث بلی کے پس خوردہ کے نجس ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور باقی حدیثیں اسکی طہارت پر اور بقدر امکان ان احادیث میں تطبیق ضروری ہے



فی الصغیر وفیہ عمر بن الحفص المکی وثقہ ابن حبان قال الذہبی لا ندری من ھو کذا فی (مجمع الزوائد) قلت العلم مقدم علی الجہل علی ان الاختلاف غیر مضر کما عرف مرارا حدثنا ابن ابی داود قال ثنا الربیع بن یحیی الاشنانی قال ثنا شعبۃ عن واقد بن محمد عن نافع عن ابن عمر انہ قال لا توضئوا من سور الحمار ولا الکلب ولا السنور رواہ الطحاوی[2] قلت رجالہ ثقات والربیع مختلف فیہ من رجال الصحیح والاختلاف لا یضر

## باب

عن ابی عبیدۃ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی الشیطان فاخذتہ فخنقتہ حتی لاجد برد لسانہ فی یدی فقال اوجعتنی اوجعتنی رواہ احمد وابو عبیدۃ لم یسمع من ابیہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد[3]) قلت فی تہذیب التہذیب[4] وقال الدارقطنی ابو عبیدۃ اعلم بحدیث ابیہ من حنیف بن مالک ونظرائہ اھ قلت وصحح الدارقطنی فی سننہ[5] لہ آثارا عن ابیہ قال البخاری وتوضأ عمر رض بالحمیم ومن بیت نصرانیۃ وفی فتح الباری[6] وھذا الاثر وصلہ الشافعی وعبد الرزاق وغیرھما عن ابن عیینۃ عن زید بن اسلم عن ابیہ

باب ان سور الآدمی طاہر مطلقا **قولہ** عن ابی عبیدۃ الخ قال المؤلف دلالتہ علی ان لعاب الشیطان طاہر ظاہرۃ والشیطان کافر **قولہ** قال البخاری الخ ہذا الاثر یدل علی ان الکتابی طاہر حیث توضأ عمر رض من انائہ وکذا حدیث عمران رض علی ان المشرک طاہر فسورہما طاہر ایضا لما فی الہدایۃ وسور الآدمی وما یؤکل لحمہ طاہر لان المختلط بہ اللعاب وقد تولد من لحم طاہر فیکون طاہرا اھ **قولہ** عن ابی ہریرۃ الخ قال المؤلف دلالتہ علی ان الکافر طاہر ظاہرۃ وقد مر تقریر طہارۃ سور الطاہر **قولہ** عن حذیفۃ الخ قال المؤلف دلالتہ علی ان المسلم الجنب غیر نجس ظاہرۃ فسورہ ایضا غیر نجس بالتقریر المار قریبا والمراد بنفی النجاسۃ عنہ ہناک ہی المانعۃ من مس الغیر وہی الحقیقیۃ دون الحکمیۃ فان الجنب نجس بہا فثبت بمجموع احادیث الباب مقصود الباب فی العنایۃ (ص ۴۹ ج ۱) ولا یعارض بقولہ تعالی انما المشرکون نجس لان المراد بہ النجس فی الاعتقاد

اھ قلت وہذا ظاہر

[1] ص ۸۰ ج ۱ مؤلف [2] ص ۱۲ ج ۱ مؤلف [3] ص ۱۹ ج ۱ مؤلف [4] ص ۷۶ ج ۵ مؤلف [5] ص ۲۵ ج ۱ مؤلف
[6] ص ۲۵۹ ج ۱ مؤلف

کہ وہ تعارض سے مقدم ہے پس حنفیہ اسکے قائل ہوئے کہ اس کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے کہ اس میں دونوں کی رعایت ہو گئی اس طرح کہ اصل میں تو اس کا پس خوردہ نجس ہے مگر کثرت سے آمد و شد کی وجہ سے نجاست عفو ہو گئی مگر کراہت رہی

[illegible]

## باب اس بیان میں کہ ہر آدمی کا پس خوردہ پاک ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان میرے پاس ہو کر گذرا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کا گلا دبایا حتی کہ میں نے اسکی زبان کی سردی اپنے ہاتھ میں پائی تو اس نے کہا آپ نے مجھکو تکلیف دی آپ نے مجھکو تکلیف دی اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے (مجمع الزوائد)

**نقد** اس حدیث سے کافر کا لعاب دہن پاک ہونا ثابت ہوا کیونکہ شیطان کافر ہے اور زبان میں رطوبت ہوتی ہی ہے پس جب آپ نے اسکی زبان کو مس کیا اور پھر دھویا نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ رطوبت پاک تھی اور جھوٹے میں بھی یہی رطوبت یعنی لعاب دہن ہی مل جاتا ہے لہذا کافر کا جھوٹا پاک ہونا ثابت ہو گیا اور جب کافر کا پس خوردہ پاک ہوا تو مسلمان کا جھوٹا تو بدرجہ اولی پاک ہوگا۔

**بخاری** نے کہا ہے کہ حضرت عمر رض نے گرم پانی سے اور نصرانیہ کے گھر سے پانی لیکر وضو کیا۔

کے بیان میں۔ حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (یعنی بلی) نجس نہیں ہے کیونکہ وہ تمہارے پاس بکثرت آمد و رفت

اور فتح الباری میں ہے کہ اس اثر کو امام شافعی نے ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نصرانیہ کے گھڑے میں کے پانی سے وضو کیا۔ پھر اس اثر سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب طاہر ہیں کیونکہ حضرت عمرؓ نے اُن کے برتن میں کے پانی سے وضو کیا اگر طاہر نہ ہوتے تو ان کے پانی سے وضو جائز نہ ہو سکتا تھا اور جب اُنکی طہارت ثابت ہو گئی تو ان کا جھوٹا بھی طاہر ہوگا کیونکہ جھوٹے میں ضرور



بہ ولفظ الشافعی توضأ من ماء فی جرة نصرانیة ولم یسمعه ابن عیینة من زید بن اسلم فقد رواه البیهقی من طریق سعدان بن نصر عنه قال حدثونا عن زید بن اسلم فذكره مطولا ورواه الاسماعیلی من وجه اخر عنه باثبات الواسطة فقال عن ابن زید بن اسلم عن ابیه به واولاد زید هم عبد الله واسامة وعبد الرحمن واوثقهم واكبرهم عبد الله واظنه هو الذی سمع ابن عیینة منه ذلك وبهذا اجزم به البخاری اه عن عمران بن حصین رض ان النبی صلے الله علیه وسلم واصحابه توضؤا من مزادة امرأة مشركة متفق علیه فی حدیث طویل (بلوغ المرام)

عن ابی هریرة رض قال بعث النبی صلی الله علیه وسلم خیلا فجاءت برجل فربطوه بسارية من سواری المسجد متفق علیه (بلوغ المرام)

عن حذیفة بن الیمان رض ان رسول الله صلے الله علیه وسلم لقیه وهو جنب فحاد عنه فاغتسل ثم جاء فقال كنت جنبا فقال ان المسلم لا ینجس رواه الجماعة الا البخاری والترمذی (نیل الاوطار)

## باب

عن ابی قتادة رض ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انها لیست بنجس انما هی من الطوافین علیكم او الطوافات رواه الترمذی وقال حسن صحیح وقد مر فی الباب السابق عن جابر بن عبد الله رض قال نهی النبی صلی الله علیه وسلم یوم خیبر عن لحوم الحمر ورخص فی لحوم الخیل اخرجه البخاری وله من روایة ابن عمر رض نهی النبی صلے الله علیه وسلم عن لحوم الحمر الاهلیة یوم خیبر۔

---

**باب** سور الحمار والسباع **قوله** عن ابی قتادة الخ افاد الشیخ ان علة الطواف تدل علے ان الاصل فیها النجاسة وانما عفی عنها للحاجة فیكون سور جمیع السباع نجسا الا فیما تتحقق فیه الضرورة وهی الهرة **قوله** عن جابر الخ قال فی الهدایة وسور البهائم نجس الی ان قال لان لحمها نجس ومنه یتولد

لعاب دہن ملجاتا ہے جو طاہر گوشت سے پیدا ہوتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضؓ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب نے مشرکہ عورت کی مشک سے (پانی لیکر) وضو کیا اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے (بلوغ المرام) اسکی وہی ہے جو حدیث سابق میں گذری صرف اتنا فرق ہے کہ وہاں اہل کتاب کا پانی تھا اور یہاں مشرکہ کا۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو بھیجا وہ ایک کافر آدمی کو لائے اور مسجد کے ایک ستون سے باندہ دیا اسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے (بلوغ المرام) اس سے کافر کا طاہر ہونا ثابت ہوا ورنہ مسجد کے ستون سے اسکا باندھنا کس طرح جائز ہوتا اور طاہر شخص کا لعاب بھی پاک ہونا اوپر گذر چکا ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سے ان کے جنب ہونے کی حالت میں ملے تو وہ آپ سے علیحدہ ہو گئے اور وہاں سے جا کر نہا کے پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں جنب تھا اور نجس تھا اس لیے چلا گیا تھا تاکہ ایسی حالت میں آپکے پاس نہ بیٹھوں آپ نے فرمایا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا اسکو بخاری اور ترمذی کے سوا باقی اصحاب صحاح ستہ نے روایت کیا ہے (نیل) پھر اس حدیث سے مسلمان جنب کا طاہر ہونا ثابت ہوا اور

لہ ص ۱ ج ۱ مؤلف کہ ص ۱۴ ج ۱ مؤلف سکہ ص ۲۰ ج ۱ ۔ سکہ ص ۳ ج ۲ مؤلف ھکہ ص ۸۲۹ ج ۲ مؤلف

کرنے والوں میں سے ہو یا یہ فرمایا کہ بکثرت آمد و رفت کرنے والیوں میں ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے اور باب سابق میں بھی یہ روایت گذر چکی ہے تقریر بر کثرت سے آمد و شد رکھنے کی علت سے یہ دلالت کرتی ہے کہ اصل اس میں نجاست ہے اور وہ صرف ضرورت کی وجہ سے عفو کر دی گئی ہے پس تمام درندوں کے پس خوردہ کا یہی حکم ہوگا مگر یہاں کہ ضرورت نہ ہو اور ضرورت بلی کے اندر ہے نہ کہ باقی درندوں میں سو وہاں عفو ثابت نہ ہوا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گدھوں کا گوشت (کھانے) سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت (کھانے) کی رخصت دی اس کو امام الدنیا ابو عبد اللہ البخاری نے روایت کیا ہے اور نیز بخاری میں یہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اس دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ جنگلی گدھوں کا گوشت حلال ہے۔ لقف یہ چونکہ گدھے کو بلی کے ساتھ مشابہت ہے لوگوں سے اختلاط رکھنے میں اور کتے کے ساتھ مشابہت ہے کثرت اختلاط نہ ہونے میں پس نہ اس کے پس خوردہ کی نجاست کا حکم کیا گیا اور نہ طہارت کا بلکہ اس میں مشکوکیت کا حکم کر دیا گیا جس کا مآل یہ ہے کہ پانی تو اس کے چھونے سے ناپاک نہ ہوگا کیونکہ اصل پانی میں طہارت ہے اور نجاست پس خوردہ کی تقریر بہ کور مشکوک ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا مگر وضو اس سے صحیح نہ ہوگا اس لیے کہ بے وضو ہونا اصل ہے اور پانی جو پس خوردہ خر کا ہوا اس کے مطہر ہونے میں شبہ ہے اور شبہ کی حالت میں وضو صحیح نہیں ہو سکتا۔

اللعاب وہو المعتبر فی الباب اھ فعلی ہذا یکون سور الحمار ایضا نجسا لکن لم نقل بہ لما فی البرہان الغیر المطبوع والصواب عندہ (ای شیخ الاسلام) ان سببہ التردد فی تحقق الضرورۃ المسقطۃ للنجاسۃ وعدمہا فان لہ شبہا بالہرۃ لمخالطتہ الناس فی الدور والافنیۃ وشربہ من الاوانی المستعملۃ وشبہا بالکلب لمجانبتہ وعدم ولوجہ المضائق ولوج الہرۃ والفارۃ فلو انتفت الضرورۃ اصلا کان سورہ نجسا کسور الکلب ولو تحققت فیہ کتحققہا فی الہرۃ لوجب الحکم ببقائہ علی الطہوریۃ فاذا تحققت من وجہ دون وجہ بقی مشکلا فلا ینجس الماء بالشبہۃ ولم یزل الحدث بہ والبغل متولد من الحمار فاخذ حکمہ انتہی مختصرا ص ۔ کذا قال رحمہ اللہ تعالی واما ما رواہ عبد الرزاق عن جابر بن عبد اللہ رض باسناد حسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ بما افضلت السباع کما فی کنز العمال (ص ۱۴۰ ج ۵) وما رواہ الشافعی وعبد الرزاق عن ابراہیم بن ابی یحیی عن داود بن الحصین عن ابیہ عن جابر رض قال قیل یا رسول اللہ انتوضأ بما افضلت الحمر قال نعم وبما افضلت السباع کلہا ورواہ الشافعی ایضا عن سعید بن سالم عن ابراہیم بن ابی[1] حبیبۃ عن داود بن الحصین عن ابیہ عن جابر کما فی التلخیص الحبیر (ص ۱۰ ج ۱) والسند الاول فیہ ابراہیم وہو مجتج بہ کما مر فی باب غسل العیدین وداود بن الحصین وہو من رجال الجماعۃ والموطا وابوہ قد تکلم فیہ لکن قال الذہبی فی المیزان (ج ۱ ص ۲۶۰) قلت ہو[2] یہ منہا سک والسند الثانی فیہ سعید وہو مختلف فیہ کما فی تہذیب التہذیب (ص ۳۵ ج ۴) و ابراہیم وہو ایضا مختلف فیہ کما فی تہذیب التہذیب (ج ۱ ص ۱۰۴) والحاصل ان الحدیث محتج بہ فالجواب عنہ ما ذکرہ صاحب العنایۃ (ج ۱ ص ۹۵) فتاویلہ ان المراد بہ الحمر الوحشیۃ وسباع الطیر او المراد بہ الماء الکثیر اھ واللہ تعالی اعلم (تنبیہ) فی رد المحتار (ص ۳۳۴ ج ۱) اعلم انہ روی فی النبیذ عن الامام ثلث روایات الاولی وہی قولہ الاول انہ یتوضأ بہ ویستحب ان یضیف الیہ التیمم الثانیۃ الجمع بینہما کسور الحمار وبہ قال محمد رح ورجحہ فی غایۃ البیان والثالثۃ التیمم فقط وہی قولہ الاخیر وقد رجع الیہ وبہ قال ابو یوسف والائمۃ الثلاثۃ واختارہ الطحاوی وہو المذہب المصحح المختار المعتمد عندنا بحر اھ قلت ولہذا لم اشتغل بہ فی ہذا الکتاب ولکن اتحققہ فی شرح الترمذی ان شاء اللہ تعالی فانہ موضع البسط وقد اطال فیہ الکلام صاحب نصب الرایۃ والطحاوی

[1] ہو ابراہیم بن اسمعیل بن ابی حبیبۃ الانصاری الاشہلی مولاہم ابو اسمعیل المدنی منہ ۱۲ [2] ای ثقۃ قالہ شیخی ۱۲ منہ عفی عنہ

# ابواب التیمم

## باب

عن جابر رضی الله عنه بن عبد الله رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حدیث طویل جعلت لی الارض مسجدا وطهورا الحدیث رواه البخاری

عن انس رض مرفوعا جعلت لی کل ارض طیبة مسجدا وطهورا رواه ابن المنذر وابن الجارود باسناد صحیح (فتح الباری)

طاهرة ۱۲ فتح الباری

## باب

عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال التیمم ضربة للوجه وضربة للذراعین الی المرفقین رواه الحاکم وقال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاه وقال الدارقطنی

**باب** ان التیمم یجوز بسائر اجزاء الارض ولا یشترط له التراب المنبت قال المؤلف ودلالة الحدیث الاول علی الباب ظاهرة من حیث ان لفظ الارض عام لسائر اجزاءه ودلالة الحدیث الثانی ایضا علی الباب ظاهرة واما ما فی التلخیص الحبیر (ص ۵۵ ج ۱) روی البیهقی من طریق قابوس بن ابی ظبیان عن ابیه عن ابن عباس قال الطیب الصعید حرث الارض ورواه ابن ابی حاتم فی تفسیره بلفظ اطیب الصعید تراب الحرث واورده ابن مردویه فی تفسیره من حدیث ابن عباس مرفوعا اه فان صح فلا یدل علی اشتراط التراب المنبت بل قال ابن عبد البر فی الاستذکار کما فی التلخیص ایضا (ص ۵۵ ج ۱) انه یدل علی ان الصعید یکون غیر ارض الحرث اه وفی شرح المؤطا للزرقانی متکلما علی دلائل المخصصین فی حدیث علی رض وجعل التراب لی طهورا اخرجه احمد والبیهقی باسناد حسن فقوی تخصیص عموم حدیث جابر بالتراب قال القرطبی ولیس کذلک وانما هو من باب النص علی بعض اشخاص العموم کما قال تعالی فیهما فاکهة ونخل ورمان انتهی (ج ۱ ص ۱۰۲ مصری)

**باب** طریقة التیمم قوله عن جابر الخ قال المؤلف وقال فی عمدة القاری (ج ۲ ص ۳۷۳)

تیمم کے ابواب

باب تیمم کا تمام اجزاء زمین سے جائز ہونا اور اسکے لیے قابل زراعت کا شرط نہ ہونا

حضرت جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے تمام زمین مسجد اور مطہر بنا دی گئی اسکو بخاری نے روایت کیا ہے حضرت انس رض سے مرفوعا روایت ہے کہ میرے لیے ہر پاک زمین مسجد اور مطہر کر دی گئی اسکو ابن المنذر اور ابن الجارود نے باسناد صحیح روایت کیا ہے (فتح الباری)

طریقہ التیمم

باب تیمم کا طریقہ

حضرت جابر رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تیمم (دو ضربیں) ایک ضرب چہرہ کے لیے اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے دونوں کہنیوں تک اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے اور دارقطنی نے اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا ہے (زیلعی)

---

۱ ج ۱ ص ۲۲ مؤلف ۲ ص ۱۷۳ ج ۱ مؤلف

رجاله كلهم ثقات انتهى وقال ابن الجوزي في التحقيق وعثمان بن محمد متكلم فيه وتعقبه صاحب التنقيح تابعا للشيخ تقي الدين في الامام وقال ما معناه ان هذا الكلام لا يقبل منه لانه لم يبين من تكلم فيه وقد روى عنه ابو داود وابو بكر بن ابي عاصم وغيرهما وذكره ابن ابي حاتم في كتابه ولم يذكر فيه جرحا والله اعلم (زيلعي)

عن ابن عمر رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التيمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين الى المرفقين رواه الدارقطني وصحح الائمة وقفه (بلوغ المرام)

بعد نقل هذا الحديث واخرجه البيهقي ايضا والحاكم ايضا من حديث اسحق الحربي وقال هذا اسناده صحيح وقال الذهبي ايضا اسناده صحيح ولا يلتفت لقول من منع صحته انتهى كلامه في التعليق الحسن وقال الحافظ ابن حجر في الدراية واخرجه الدارقطني والحاكم نحو حديث ابن عمر المذكور من حديث جابر باسناد حسن انتهى وقال في التلخيص ضعف ابن الجوزي هذا الحديث بعثمان ابن محمد وقال انه متكلم فيه واخطأ في ذلك قال ابن دقيق العيد لم يتكلم فيه احد نعم رواية شاذة لان ابا نعيم رواه عن عزرة موقوفا اخرجه الدارقطني والحاكم ايضا انتهى قلت في كون تلك الرواية شاذة نظر لان الرفع زيادة وهي مقبولة وهي لا تخالف لرواية ابي نعيم لان بين مفهوم الحديث المرفوع وبين الموقوف بونا بائنا لا يتحد معناهما وان سلم ان المفهوم واحد لكن عثمان بن محمد الانماطي لم يخالف احد من اصحاب عزرة غير ابي نعيم وكلاهما ثقتان لكن بعد تكون الرواية شاذة وبذلك ظهر ان ما قاله الدارقطني من ان الصواب موقوف ليس بصواب اهـ ج ا ص ۳۴ واما ما رواه الترمذي وقال حسن صحيح (ص ۲۱ ج ا) عن عمار بن ياسر ان النبي صلى الله عليه وسلم امره بالتيمم للوجه والكفين اهـ وما رواه مسلم عنه ايضا مرفوعا كما في بلوغ المرام (ص ۱۰ ج ا) انما كان يكفيك ان تقول بيديك هكذا ثم ضرب بيديه الارض ضربة واحدة ثم مسح الشمال على اليمين وظاهر كفيه ووجهه اهـ فاجاب عنه النووي في شرح مسلم (ج ا ص ۱۶۱) بان المراد ههنا صورة الضرب للتعليم وليس المراد بيان ما يحصل به التيمم اهـ

حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیمم دو ضربیں ہیں ایک ضرب چہرہ کے لیے اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے دونوں کہنیوں تک۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے اور حدیث کے ائمہ نے اسکے موقوف ہونے کی تصحیح کی ہے جیسا کہ بلوغ المرام میں ہے (یعنی ائمہ حدیث نے کہا ہے کہ یہ قول خود حضرت ابن عمر کا ہے صحیح یہی ہے اور یہ حضور کا فرمودہ نہیں ہے لیکن ہمارے نزدیک صحابہ رض کے اقوال بھی حجت ہیں خصوصاً جبکہ حدیث سابق مرفوع سے بھی انکی تائید ہوتی ہے۔

له لكن قال ايضا والصواب موقوف اهـ ص ۶۶ ج ا ـ ۲ ج ا ص ۷۹ ـ ۳ ص ۲۰ ج اموله

باب تیمم کا جائز ہونا اس جنس زمین پر جسپر کہ غبار نہو اور ہاتھ جھاڑنا جس سے مٹی جھڑ جاوے اور تیمم کرنا جبتک کہ عذر باقی رہے اگرچہ مدت دراز ہو جاوے۔ حضرت عمار رض سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو صرف یہ کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر پھونک مارتے (جس سے مٹی اڑجاتی) پھران کو اپنے چہرہ پر مل لیتے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے لفظ پھر پھونک مارنے سے باب کے جزو ثانی پر اور ہاتھ جھاڑنے سے غبار کے شرط نہونے پر دلالت ظاہر ہے اور جنس زمین کی قید قرآن مجید کے کلمہ صعیدا سے اور حدیث جعلت لی الارض مسجدا سے جو قریب ہی گذری ہو ثابت ہوتی ہے حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پاک) مٹی مومن کا وضو ہی اگرچہ وہ دس برس تک پانی نہ پاوے پھر جب پانی ملجاوے تو خدا سے ڈرے اور اپنی جلد پر اسکو پہنچاوے اسکو بزار نے روایت کیا ہی اور ابن القطان نے اسکی تصحیح کی ہی اور دارقطنی نے اسکے مرسل ہونے کو صواب کہا ہے (بلوغ المرام) لیکن اپنے موقع پر ثابت ہوچکا ہے کہ یہ اختلاف مضر نہیں پس حدیث مسند صحیح ہی نہ کہ مرسل صحیح حضرت ابوذر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کی طہور ہے اگرچہ دس سال تک پانی نہ پاوے پھر جب پانی پاوے تو اس کو اپنی جلد پر ڈال لے کہ یہ اس کے لئے (امر) بہتر ہے (اس سے کہ پانی کا استعمال اسوقت واجب ہے اور واجب پر عمل کا خیر ہونا اور اسکے خلاف کا شر ہونا ظاہر ہے)

## باب

عن عمار رض في حديث طويل فقال النبي صلے الله عليه وسلم انما كان يكفيك ان تضرب بيديك الارض ثم تنفخ ثم تمسح بهما وجهك الحديث رواه مسلم

عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلے الله تعالیٰ عليه وسلم الصعيد وضوء المؤمن المسلم وان لم يجد الماء عشر سنين فاذا وجد الماء فليتق الله وليمسه بشرته رواه البزار وصححه ابن القطان ولكن صوب الدارقطني ارساله (بلوغ المرام) قلت قد عرفت ان الاختلاف غير مضر فالحديث مرفوع صحيح

عن ابي ذر رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الصعيد الطيب طهور المسلم وان لم يجد الماء عشر سنين فاذا وجد الماء فليمسه بشرته فان ذلك خير رواه الترمذي وقال حسن وفي بلوغ المرام صححه الترمذي والحاكم

## باب

حدثنا عمر بن ايوب الموصلي عن المغيرة بن زياد عن عطاء عن ابن عباس قال اذا خفت ان تفوتك الجنازة وانت على غير وضوء فتيمم وصل رواه ابن ابي شيبة (زيلعي) ورجاله رجال مسلم الا المغيرة وهو محتج به

**باب** جواز التيمم بالاغبار عليه اذا كان من جنس الارض ونفض اليدين بقدر ما يتناثر التراب وان تيمم ما دام العذر باقيا وان طالت المدة **قوله** عن عمار الخ دلالته على الجزء الاول من الباب ظاهرة اما على الثاني فبانه بين في صفة التيمم نفخ التراب من اليدين واما على الاول فبانه لو كان الغبار شرطا لم ينفض اليد واما قيد الجزء الاول فثبت لي عليه بقوله تعالیٰ صعيدا وبقوله صلے الله عليه وسلم جعلت لي الارض مسجدا وطهورا اخرجاه كما في بلوغ المرام مع تعليقه (ص ٢٠ ج ١) افاده الشيخ ودلالة حديثي ابي هريرة وابي ذر على الجزء الثالث من الباب ظاهرة۔

**باب** التيمم مع القدرة على الماء لصلوة الجنازة ونحوها مما ليس له بدل اذا خاف فوتها لو اشتغل بالوضوء

ﻟﻪ ص ١٦١ ج ١ مؤلف ﻟﻪ ص ٨٦ ج ١ مؤلف ﻟﻪ ص ١٧ و ١٨ ج ١ مؤلف ﻟﻪ ج ١ ص ٢١ مؤلف ﻟﻪ ج ١ ص ٨٢ مؤلف

اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے اور بلوغ المرام میں ہے کہ ترمذی اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے

## باب باوجود پانی پر قدرت ہونے کے جنازے کی نماز کے لیے اور اسکی مثل ان اعمال کے لیے جنکا کوئی بدل نہیں ایسے وقت تیمم کرنا کہ اگر وضو میں مشغول ہو تو ان کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جب تم کو اندیشہ ہو کہ تم کو جنازے کی نماز نہ ملے گی اور تم وضو سے نہو تو تیمم کرلو اور نماز پڑھ لو اسکو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے (زیلعی) اور اسکے رجال صحیح مسلم کے رجال ہیں بجز مغیرہ کے اور وہ بھی حجت ہیں۔

نافع حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے سامنے ایک جنازہ لایا گیا اور وہ وضو سے نہ تھے پس انھوں نے تیمم کرلیا پھر اسپر نماز پڑھ لی اسکو بیہقی نے (کتاب) معرفۃ میں روایت کیا ہے (جوہر نقی) التقریر ان دونوں اثروں سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ فوت ہونے کا خوف ہو وضو میں مشغول ہونے سے تو تیمم کرکے نماز پڑھ لے اور دوسرے اثر میں گو یہ ذکر نہیں ہے کہ اس وقت نماز کے فوت ہوجانے کا اندیشہ تھا مگر چونکہ یہ قید پہلے اثر میں منقول ہے اس لیے یہاں بھی لازم ہوگی تاکہ آثار متعارض نہوں اور بقیہ اعمال نماز جنازہ پر قیاس کیے جاوینگے بوجہ جہت جامعہ کے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح نماز جنازہ کا بدل نہیں اسیطرح ان کا بھی بدل نہیں ہے

عن نافع عن ابن عمر انه اتى بجنازة وهو على غير وضوء فتيمم ثم صلى عليها رواه البيهقي في المعرفة (الجوهر[1] النقي)

قوله عن مغيرة بن زياد الخ وفي الزيلعي ورواه الطحاوي في شرح الآثار ورواه النسائي في كتاب الكنى عن المعافى بن عمران عن مغيرة به موقوفا واخرج ابن ابي شيبة نحوه عن عكرمة وعن ابراهيم النخعي وعن الحسن (ج ا ص ۸۲) وفي الجوهر النقي قال البيهقي والذي روى مغيرة بن زياد عن عطاء عن ابن عباس في ذلك لا يصح عنه انما هو قول[2] كذلك رواه ابن جريج عن عطاء وهذا احد ما انكر ابن حنبل وابن معين على المغيرة قلت (اي صاحب الجوهر النقي ۱۲ مؤلف) المغيرة اخرج له الحاكم في المستدرك واصحاب السنن الاربعة ووثقه وكيع وابن معين وعنه ليس بثقة وعنه له حديث واحد منكر ووثقه احمد بن عبد الله ويعقوب ابن سفيان وابن عمار حكاه الحسين بن ادريس في الفصول التي علقها عنه وقال ابن عدي عامة ما يرويه مستقيم الا انه يقع في حديثه كما يقع في حديث من ليس به بأس من الغلط ثم رواية ابن جريج لا تعارض روايته لان عطاء كان فقيها فيجوز ان يكون افتى بذلك فسمعه ابن جريج ورواه مرة اخرى عن ابن عباس فسمعه المغيرة وهذا اولى من تغليط المغيرة والانكار عليه (ص ۵۹ ج ۱) قوله عن نافع عن ابن عمر الخ قال المؤلف وفي الجوهر النقي ثم قال (اي البيهقي في المعرفة ۱۲ مؤلف) وهذا لا اعلمه الا من هذا الوجه فان كان محفوظا فيحتمل ان يكون ورد في سفر وان كان الظاهر بخلافه فقد صرح البيهقي هناك بان الظاهر بخلاف التاويل الذي ذكره هنا (اي في كلامه قبل هذا) ولم يذكر في سنده ضعفا كما التزمه هنا بل تشكك في كونه محفوظا ولو صرح بانه غير محفوظ لم يلزم منه الضعف[3] (ج ا ص ۵۹) قال المؤلف دلالة الحديثين على الباب ظاهرة واعلم ان الاثر الاول ذكره هكذا في الزيلعي لكني اشك في امكان لقاء عمر من المغيرة ففي التقريب (ص ۱۵۲) في ترجمة عمر هذا مات سنة ثمان وثمانين (اي بعد المائتين على قاعدته) وفي ترجمة المغيرة مات سنة اثنتين وخمسين (اي بعد المائة) والله تعالى اعلم والانقطاع غير مضر عندنا كما في غنية المستملي يعني اذا كان الراوي ثقة ولا يرسل عن الضعفاء على ان الاثر ذكره ايضا في الزيلعي (ص ۸۲ ج ۱) روى ابن عدي في الكامل من حديث اليمان بن سعيد عن وكيع عن معافى بن عمران عن المغيرة بن زياد عن

---

[1] ج ا ص ۵۹ [2] كذا في الاصل ولعله قول عطاء ۱۲ منه [3] فيه نظر تامل ۱۲ منه

## باب

عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري رض قال خرج رجلان في سفر فحضرت الصلوة وليس معهما ماء فتيمما صعيدا طيبا فصليا ثم وجدا الماء في الوقت فاعاد احدهما الصلوة والوضوء ولم يعد الآخر ثم اتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرا ذلك له فقال للذي لم يعد اصبت السنة واجزأتك صلاتك وقال للذي توضأ واعاد لك الاجر مرتين رواه ابو داود وقال وغير ابن نافع يرويه عن الليث عن عميرة بن ابي ناجية عن بكر بن سوادة عن عطاء بن يسار عن النبي صلعم قال ابو داود وذكر ابي سعيد في هذا الحديث ليس بمحفوظ هو مرسل اه وفي التلخيص الحبير قلت لكن هذه الرواية رواها ابن السكن في صحيحه من طريق ابي الوليد الطيالسي عن الليث عن عمرو بن الحارث وعميرة بن ابي ناجية جميعا عن بكر موصولا قال ابو داود ورواه ابن لهيعة عن بكر فزاد بين عطاء وابي سعيد ابا عبد الله مولى اسمعيل بن عبيد الله انتهى وابن لهيعة ضعيف فلا يلتفت لزيادته ولا يعل بها رواية الثقة عمرو بن الحرث ومعه عميرة بن ابي ناجية وقد وثقه النسائي ويحيى بن بكير وابن حبان واثنى عليه احمد بن صالح وابن يونس واحمد بن سعيد بن ابي مريم اه

عطاء عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا فجئتك الجنازة وانت على غير وضوء فتيمم ... قال ابن عدي هذا مرفوعا غير محفوظ والحديث موقوف على ابن عباس اه

**باب** من تيمم في اول الوقت وصلى ثم وجد الماء في الوقت فلا يعيد الصلوة **قوله** عن عطاء بن يسار الخ قال المؤلف دلالته على الباب ظاهرة حيث قال صلى الله عليه وسلم للذي لم يعد الصلوة اصبت السنة واجزأتك صلوتك وقال الشيخ بقي الكلام في انه هل يستحب الاعادة نظرا الى قوله عليه السلام للذي عاد لك الاجر مرتين ام لا يستحب فالظاهر انه لا يستحب بدليل قوله عليه السلام للذي لم يعد اصبت السنة فثبت به ان عدم الاعادة سنة مشروعة فلا محالة يكون غيرها خلاف السنة وخلاف المشروع فلا يجوز فضلا عن الاستحباب واما قوله عليه السلام للمعيد الاجر مرتين فسببان الحكم اذ ذاك كان مسكوتا عنه وكان فيه مساغ للاجتهاد والمجتهد يثاب على الخطاء ايضا لكن قبل النص واما بعد النص فلا اه

لہ ص ۱۳۲ و ۱۳۳ ج ۱ مؤلف ۲ ص ۵۷ ج ۱ مؤلف ۳ ہو مختلف فیہ ۱۲ منہ

تمہ لو باشد ... اور نماز کا وقت آگیا اور دونوں کے پاس پانی نتھا نہیں سو دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کرلیا اور نماز پڑھلی پھر وقت کے اندر دونوں کو پانی مل گیا لیکن ایک نے تو وضو اور نماز کا اعادہ کرلیا اور دوسرے نے اعادہ نہیں کیا پھر دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے اس شخص سے جسنے کہ اعادہ نہیں کیا تھا یہ فرمایا کہ تم نے سنت کی موافقت کی اور تمہاری نماز تم کو کافی ہوگئی اور جس نے وضو کرکے اعادہ کرلیا تھا اس سے یہ فرمایا کہ تجھکو دو ہرا ثواب ملا (ایک تیمم کرکے نماز پڑھنے کا اور دوسرا وضو کرکے نماز پڑھنے کا) اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

**فائدہ** اس حدیث میں جو ارشاد فرمایا کہ تونے سنت کی موافقت کی اس سے صراحۃً معلوم ہوا کہ اعادہ سنت کے خلاف ہے اور خلاف سنت ایک درجہ میں مکروہ ہوتا ہے پس اعادہ درست نہوگا باقی دوسرے کو یہ ارشاد فرمانا کہ تجھکو دوہرا ثواب ملا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اس وقت تک حکم مسکوت عنہ اور اجتہادی تھا اور خطا فی الاجتہاد میں بھی اجر ملتا ہے اسلیئے علاوہ اصل عمل کے اجر کے ایک اجر اس اعادہ کا ملا لیکن یہ ثواب اجتہادی غلطی کا نص وارد ہونے سے پہلے ملتا ہے نہ کہ نص کے بعد کیونکہ نص کے بعد تو اجتہاد کی حاجت ہی نہیں بلکہ ایسے وقت

باب سلام کے جواب کے لیئے اور ہر ایسی طاعت کے لیئے جسکے لیئے طہارت شرط نہیں ہے باوجود پانی پر قدرت ہونے کے تیمم کا جائز ہونا حضرت ابو الجہیم رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف سے (ذکر نام ہے ایک مقام کا) تشریف لا رہے تھے آپ سے ایک شخص ملا اور آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ دیوار کی طرف متوجہ ہوئے اور منہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمم) کیا پھر اسکے سلام کا جواب دیا

باب التیمم مع القدرة علی الماء لرد جواب السلام ولکل ما لا تشترط له الطهارة

باب جواز التیمم فی اول الوقت لراجی الماء فی آخره

باب کفایة تیمم واحد لما شاء من الفرائض ما لم یخرج الوقت

(بخاری) اسکو بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے تو لقریب باقی طاعتین جنکے لیئے طہارت شرط نہیں ہے سلام کے جواب پر قیاس کیجاوینگی بوجہ جامع کے اور وہ عدم اشتراط طہارت ہے

## باب تیمم کا جائز ہونا اول وقت میں جسکو آخر وقت (مستحب) تک پانی ملنے کی امید ہو

امام مالک سے روایت ہے وہ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (یعنی نافع) اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض جرف سے (کہ ایک مقام ہے) آ رہے تھے یہاں تک کہ جب مربد میں (کہ ایک مقام ہے) پہونچے تو حضرت عبد اللہ رض اترے اور پاک مٹی سے تیمم کیا اور منہ کا اور کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کا مسح کیا پھر نماز پڑھ لی (موطا) یہ سند صحیح ہے۔ لفظ مربد اور بخاری میں یہ بھی ہے کہ جب مدینہ (منورہ) پہونچے تو آفتاب بلند تھا اور اعادہ نہیں کیا اس سے ثابت ہوا کہ اول وقت میں تیمم کا جائز ہے

## باب

عن ابی الجهیم رض بن الحارث بن الصمة الانصاری قال اقبل النبی صلے الله علیه وسلم من نحو بیر جمل فلقیه رجل فسلم علیه فلم یرد النبی صلی الله علیه وسلم حتی اقبل علی الجدار فمسح بوجهه ویدیه ثم رد علیه السلام رواه البخاری

## باب

عن مالک رح عن نافع انه اقبل هو وعبد الله رض بن عمر من الجرف حتی اذا کانا بالمربد نزل عبد الله فتیمم صعیدا طیبا فمسح بوجهه ویدیه الی المرفقین ثم صلی رموطا الامام مالک مع الزرقانی)[2]

## باب

عن ابی ذر قال النبی صلے الله علیه وسلم الصعید الطیب وضوء المسلم وان لم یجد

---

باب التیمم مع القدرة علی الماء لرد جواب السلام ولکل ما لا تشترط له الطهارة قوله عن ابی الجهیم الخ قال المؤلف دلالته علی الباب ظاهرة الا ان الحدیث نص فی رد السلام وبقیة ما لا تشترط له الطهارة تقاس علیه وجواز هذا التیمم صرح به فی کتب الحنفیة واما عبارة المنیة لو تیمم لاجل التیمم لدخول المسجد فالمراد بهذا الدخول هو المشروط لها الطهارة بقرینة اقترانه بمس المصحف الذی یشترط لها الطهارة قطعا فاندفع الوهم قاله شیخی وفی المشکوة (رنظامی ملی ص ۵۴) عن ابی الجهیم بن الحارث بن الصمة قال مررت علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یبول فسلمت علیه فلم یرد علی حتی قام الی جدار فحته بعصا کانت معه ثم وضع یدیه علی الجدار فمسح وجهه وذراعیه ثم رد علی فکره فی شرح السنة وقال هذا حدیث حسن اهـ فهذا الحدیث مفسر لقول المتن یدیه اما الحت فلا یدل علی اشتراط الغبار فی التیمم فانه یحتمل ان یکون ذلک تنظیفا فان ظاهر الجدار لا یکون نظیفا فی الاکثر افاده شیخی

باب جواز التیمم فی اول الوقت لراجی الماء فی آخره قوله عن مالک الخ قال المؤلف ان الحدیث مع انضمام روایة البخاری الیه حیث ذکر فیها انه دخل المدینة والشمس مرتفعة ولم یعد کما فی الزرقانی شرح الموطا (ج اص) یدل علی جواز التیمم فی اول الوقت لراجی الماء فی آخره وبه قال ابو حنیفة رحمه الله تعالی

باب کفایة تیمم واحد لما شاء من الفرائض ما لم یخرج الوقت قال المؤلف ان هذه الروایات

لے ج ۱ ص ۴۸ | موطا ص ۱۰۰

حضرت ابوذر رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ ... وقت نکلنے ... سکتا ہے اس کا ...

(باقی برصفحہ آئندہ)

دس برس تک اس کو پانی نہ ملا اسکو نسائی اور ابن حبان نے بسند حسن روایت کیا ہے (عزیزی شرح جامع صغیر) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پاک) مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ دس سال تک وہ پانی نہ پاوے پھر جب پانی مل جاوے تو اللہ سے ڈرے اور اسکو اپنی جلد پر پہونچائے کہ یہ اس کے لیے (امر) خیر ہے اس کو بزار نے بسند صحیح روایت کیا ہے (عزیزی)

الماء عشر سنین رواہ النسائی وابن حبان بسند حسن (العزیزی شرح الجامع الصغیر)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصعید وضوء المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین فاذا وجد الماء فلیتق اللہ ولیمسہ بشرتہ فان ذلک خیر رواہ البزار بسند صحیح (العزیزی شرح الجامع الصغیر)

## باب

عن حکیم بن معاویۃ عن عمہ قال قلت یارسول اللہ انی اغیب الشھر عن الماء ومعی اھلی فاصیب منہم قال نعم قلت یارسول اللہ انی اغیب الشھر قال وان غبت ثلاث سنین رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن (مجمع الزوائد)

## باب

عن عمرو بن العاصؓ قال احتلمت فی لیلۃ باردۃ فی غزوۃ ذات السلاسل فاشفقت ان اغتسل فاھلک فتیممت ثم صلیت باصحابی الصبح فذکروا

## باب پانی نہ پانیوالے کیلئے جماع کرنیکی اجازت ہونا

حکیم بن معاویہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں (ایک ایک) مہینہ پانی سے غائب رہتا ہوں اور میرے ساتھ میری بیوی (بھی) ہوتی ہیں سو ان سے مجامعت کرتا ہوں (ایسی کچھ حرج تو نہیں) آپ نے فرمایا ہاں (یعنی تمہارا یہ فعل جائز اور درست ہے) میں نے عرض کیا میں (ایک ایک) مہینہ (پانی سے) غائب رہتا ہوں آپ نے فرمایا اگرچہ تم تین برس غائب رہو (تب بھی اس فعل کی اجازت ہے کیونکہ بجائے پانی سے غسل کرنے کے مٹی سے تیمم کرکے طہارت حاصل ہوسکتی ہے) اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکی اسناد حسن ہے (مجمع الزوائد)

## باب تیمم کا (شدت) سردی کے خوف سے اور زخم کی وجہ سے

حضرت عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے غزوہ ذات السلاسل میں سردی کی شب میں احتلام ہوگیا اور میں غسل کرکے ہلاک ہوجانے سے ڈرا (یعنی مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مرجاؤں گا)

باطلاقہا صریحۃ فی ان التیمم طھور ای مطھر کالوضوء ویدل علیہ قولہ تعالی فی المائدۃ بعد ذکر الوضوء والغسل والتیمم مایرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون حیث ذکرہ فی معرض الامتنان بالوضوء والغسل والتیمم جمیعا فھو صریح فی ان التیمم ایضا مطھر کالوضوء والغسل فالثلاثۃ مشترکۃ فی ذلک ولولا ذلک لذکر منۃ التطھیر بعد الوضوء والغسل فقط واما مافی الزیلعی (ص ۸۳ ج ۱)

وروی البیہقی من حدیث نافع عن ابن عمر رضؓ قال یتیمم لکل صلوۃ وان لم یحدث وقال اسنادہ صحیح اھ فھو محمول علی الاستحباب

باب الرخصۃ فی الجماع لعادم الماء قال المؤلف دلالتہ علی الباب ثابتۃ لم ینکر صلی اللہ علیہ وسلم فعلہ ہذا واقرہ علیہ۔

باب التیمم لخوف البرد وللجرح قال المؤلف دلالتہ مجموع الحدیثین علی مجموع الباب ظاھرۃ

ملہ ج ۲ ص ۲۷۰ ملہ ج ۲ ص ۲۷۰ ملہ ص ۱۰۸ ج ۱ - مؤلف

پس انھوں نے یہ (قصہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کر دیا آپ نے فرمایا اے عمرو (کیا) تم نے اپنے اصحاب کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی میں نے آپکو اس امر کی
اطلاع کر دی جو مجھے غسل کرنے سے مانع ہوا تھا اور میں نے عرض کیا کہ میں اللہ کو کہتے سنتا ہوں (قرآن میں) اور اپنے نفسوں کو



قتل نہ کرو اللہ تمہارے ساتھ رحیم ہے تو (اس گذارش پر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے اور کچھ نہیں فرمایا اسکو ابو داود اور حاکم نے روایت کیا ہے اور اسکی سند قوی ہے (فتح الباری) تقریب اس حدیث کی دلالت باب کے جزو اول پر ظاہر ہے اور آپکا ہنسنا تقریر ہے مسئلہ کی یعنی آپ نے حضرت عمرو بن العاص کے اس قول و فعل کو برقرار رکھا۔

ذلک للنبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا عمرو صلیت باصحابک وانت جنب
فاخبرتہ بالذی منعنی من الاغتسال وقلت انی سمعت اللہ یقول ولا تقتلوا انفسکم
ان اللہ کان بکم رحیما فضحک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولم یقل شیئا
رواہ ابوداود والحاکم واسنادہ قوی (فتح الباری[1])

عن ابن عباس رض فی قولہ عز وجل وان کنتم مرضی او علی سفر قال اذا کانت بالرجل
الجراحۃ فی سبیل اللہ والقروح فیجنب فیخاف ان یموت ان اغتسل تیمم رواہ
الدارقطنی موقوفا ورفعہ البزار وصححہ ابن خزیمۃ والحاکم (بلوغ المرام[2])

حضرت ابن عباس رض نے اللہ عز وجل کے (اس) قول وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ کی تفسیر میں فرمایا کہ جب آدمی کے اللہ کے راستہ (یعنی جہاد) میں زخم ہو (جائیں) اور دیگر کسی اور طرح ایسے زخم ہو جاویں پھر اس کو جنابت ہو اور غسل کرنے سے مرجانے کا خوف ہو (تو) تیمم کرے اسکو دارقطنی نے موقوفا اور بزار نے مرفوعا روایت کیا ہے اور مرفوع کی ابن خزیمہ اور حاکم نے تصحیح کی ہے (بلوغ المرام) تقریب اسکی دلالت باب کے دوسرے جزو پر ظاہر ہے۔

## باب

عن ابن عمر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقبل اللہ صلاۃ بغیر طھور ولا صدقۃ
من غلول رواہ الجماعۃ الا البخاری کذا فی نیل الاوطار[3]

عن عمران بن حصین رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ صلوۃ
بغیر طھور ولا صدقۃ من غلول رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح
(مجمع الزوائد[4])

## باب بیان من لم یجد ما یتطہر بہ

باب بیان میں اس شخص کے جسکو غسل و وضو کرنے کیلئے پانی اور پاک مٹی (تیمم کیلئے) دونوں نہ ملیں اسکی نماز صحیح نہیں ہوتی لیس قضا واجب ہوتی ہے

حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نماز بغیر طہارت (کے) اور صدقہ خیانت کئے ہوئے غنیمت (یعنی)

باب ان فاقد الطہورین لا تصح صلوتہ فیجب علیہ القضاء قال المؤلف وفی نیل الاوطار (ج ا
ص ۱۸۱) المراد بالقبول ہنا وقوع الطاعۃ مجزئۃ رافعۃ لما فی الذمۃ وہو معنی الصحۃ اہ وفی فوت المغتذی
(ص ۳ ج النظامی کانپور) قال ابن دقیق العید رح فان ارید تقریر الدلیل علی انتفاء الصحۃ من انتفاء
القبول فلا بد من تفسیر معنے القبول وقد فسر بانہ ترتب الغرض المطلوب من الشیء
علی الشیء یقال قبل فلان عذر فلان اذا رتب علی عذرہ الغرض المطلوب منہ وہو محو الجنایۃ
والذنب فاذا ثبت ذلک فیقال مثلا فی ہذا المکان الغرض من الصلوۃ وقوعہا مجزئۃ بمطابقتہا
للامر فاذا حصل ہذا الغرض ثبت القبول علی ما ذکر من التفسیر واذا ثبت القبول علی ہذا التفسیر ثبتت الصحۃ
واذا انتفی القبول علی ہذا التفسیر انتفت الصحۃ اہ قلت فثبت مطلوب الباب من ان صلوۃ فاقد

[1] ص ۳۸۵ ج ۱ مؤلف [2] ص ۲۱ ج ۱ مؤلف [3] ص ۱۹۸ ج ۱ مؤلف [4] ص ۲۲۹ ج ۱ مؤلف

الطہورین لا تصح فیجب القضاء لدلیل یاتی فی باب القضاء وفی نیل الاوطار (ج ۱ ص ۲۵۷) عن
عائشۃ رضہ انہا استعارت من اسماء رضہ قلادۃ فہلکت فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجالا
فی طلبہا فوجدوہا فادرکتہم الصلوۃ ولیس معہم ماء فصلوا بغیر وضوء فلما اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شکوا ذلک الیہ فانزل اللہ عز وجل آیۃ التیمم رواہ الجماعۃ الا الترمذی اہ وفیہ ایضا استدل بذلک
جماعۃ من المحققین منہم المصنف (الشیخ ابن تیمیۃ) علی وجوب (اداء) الصلوۃ عند عدم المطہرین الماء
والتراب ولیس فی الحدیث انہم فقدوا التراب انما فیہ انہم فقدوا الماء فقط ولکن عدم الماء فی ذلک
الوقت کعدم الماء والتراب لانہ لا مطہر سواہ ووجہ الاستدلال بہ انہم صلوا معتقدین وجوب ذلک
ولو کانت الصلوۃ حینئذ ممنوعۃ لانکر علیہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبہذا قال الشافعی واحمد وجمہور المحدثین
واکثر اصحاب مالک لکن اختلفوا فی وجوب الاعادۃ فالمنصوص عن الشافعی وجوبہا وصححہ اکثر اصحابہ واحتجوا
بانہ عذر نادر فلم یسقط الاعادۃ والمشہور عن احمد وبہ قال المزنی وسحنون وابن المنذر لا تجب واحتجوا بحدیث
الباب لانہا لو کانت واجبۃ لبینہا لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ لا یجوز تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ
وتعقب بان الاعادۃ لا تجب علی الفور فلم یتاخر البیان عن وقت الحاجۃ وعلی ہذا فلا بد من دلیل علی وجوب
الاعادۃ اہ قلت قد علمت بما ذکرنا من تقریر حدیث المتن ان الصلوۃ لا تصح الا بطہور وادلۃ القضاء
مشہورۃ فلا تصح صلوتہ ویجب القضاء والقضاء یجب علی الفور عندنا کما سیاتی فی بابہ فالجواب عن الحدیث
بانہم صلوا تشبہا بالمصلین مع علمہم ان القضاء یجب بالدلیل الذی ذکر فی المتن فلا حاجۃ الی الامر بالاعادۃ
وہذا محتمل والاحتمال یبطل الاستدلال ثم فی الدر المختار (ج ۱ ص ۲۵۹ مع رد المحتار) (والمحصور فاقد) الماء
والتراب (الطہورین) بان حبس فی مکان نجس ولا یمکنہ اخراج تراب مطہر وکذا العاجز عنہما لمرض (یؤخرہا
عندہ وقالا یتشبہ) بالمصلین وجوبا فیرکع ویسجد ان وجد مکانا یابسا والا یومی قائما ثم یعید کالصوم (بہ یفتی
والیہ صح رجوعہ) ای الامام اہ وفی رد المحتار لکن فی الحلیۃ رجح علیہ ہذا القول انہ یومی کیفما کان لانہ
لو سجد صار مستعملا للنجاسۃ اہ ویمکن ان یکون الدلیل علی وجوب ہذا التشبہ ما اخرجہ الشیخان والامام احمد
کما فی نیل الاوطار (ص ۲۵۲ ج ۱) عن ابی ہریرۃ رضہ ان رسول اللہ صلعم قال اذا امرتکم بامر فأتوا منہ ما استطعتم

# المسح علی الخفین

## باب

عن صفوان بن عسال رض قال كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يأمرنا اذا كنا سفرا ان لا ننزع خفافنا ثلثة ايام ولياليهن الا من جنابة ولكن من غائط وبول ونوم اخرجه النسائي والترمذي واللفظ له وابن خزيمة وصححاه كذا في بلوغ المرام۔

عن ابي بكرة رض عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه رخص للمسافر ثلاثة ايام ولياليهن وللمقيم يوما وليلة اذا تطهر فلبس خفيه ان يمسح عليهما اخرجه الدارقطني وصححه ابن خزيمة (بلوغ المرام)

عن انس رض مرفوعا اذا توضأ احدكم ولبس خفيه فليمسح عليهما وليصل فيهما ولا يخلعهما ان شاء الا من جنابة اخرجه الدارقطني والحاكم وصححه (بلوغ المرام)

(تنبیہ) في نيل الاوطار (ص ۲۵۰ ج ۱) عن ابي امامة رض ان رسول الله صلعم قال جعلت الارض كلها لي ولامتي مسجدا وطهورا فاينما ادركت رجلا من امتي الصلوة فعنده مسجده وعنده طهوره رواه الامام احمد وسائر رواته ثقات الا سيارا الاموي وهو صدوق اه وفيه ايضا وقد استدل المصنف بالحديث على اشتراط دخول الوقت للتيمم لتقييد الامر بالتيمم بادراك الصلوة وادراكها لا يكون الا بعد دخول الوقت قطعا (ص ۲۵۲ ج ۱) قلت لا دليل فيه على ما ذكر فان الحديث فيه بيان وقت الحاجة لان وجوب اداء الصلوة لا يتحقق قبل الوقت وليس فيه تعرض للتيمم قبل الوقت فلا يصح الاستدلال به ولما كان التيمم خلفا عن الوضوء والغسل ويجوز كل منهما قبل الوقت جاز التيمم ايضا قبله

**باب** جواز المسح على الخفين واشتراط الطهارة له وخلعهما من الجنابة **قوله** عن صفوان الخ دلالته على الجزء الاول والثالث ظاهرة **قوله** عن ابي بكرة الخ دلالته على جميع اجزاء الباب ظاهرة وهو يدل على ان المسح رخصة لا عزيمة فان قلت هذا الحديث معارض بحديث صفوان بن عسال الذي مر آنفا حيث قبيل

ہونا حضرت صفوان بن عسال رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اپنے موزوں کو تین دن رات تک بول و براز و نوم کی وجہ سے نہ اتاریں (بلکہ ان پر مسح کر لیا کریں) جبکہ ہم مسافر ہوں بلکہ جنابت کی وجہ سے اتاریں اسکو نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ لفظ ترمذی کے ہیں اور ابن خزیمہ نے (روایت کیا ہے) اور ان دونوں نے اسکی تصحیح (بھی) کی ہے (بلوغ المرام) تقریر اس سے باب کا اول و آخر جزو ثابت ہوا حضرت ابوبکرہ رض سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے خفین پر مسح کرنے کی مسافر کو تین دن رات اور مقیم کو ایک دن رات کی رخصت دی جبکہ اس نے ان کو وضو کرکے پہنا ہو اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے (بلوغ المرام) تقریر اس کے جزو اول و ثانی ثابت ہوا نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسح رخصت ہے اور پیر دھونا عزیمت ہے پس اگر موزے اتار کر پاؤں دھولے تو زیادہ ثواب ملے گا۔ حضرت انس رض سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرکے موزے پہنے تو وہ ان پر مسح کر لیا کرے (مدت معینہ تک) اور ان (ہی) میں نماز پڑھ لیا کرے

ل ص ۱۱ ج ۱ - مؤلف ۲ ص ۱۱ ج ۱ مؤلف ۳ ص ۱۱ ج ۱ مؤلف [illegible]

حضرت ابو ایوب رضہ سے روایت ہے کہ انھوں نے (وضو کے وقت) خفین کو اتار دیا حاضرین ان کو دیکھنے لگے انھوں نے فرمایا کہ بیشک میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو خفین پر مسح کرتے دیکھا ہے (اس لیے اس کو جائز سمجھتا ہوں) لیکن (پھر بھی) وضو (پورا) کرنا
مجھکو زیادہ محبوب ہے (معلوم ہوا کہ عزیمت یہی پاؤں دھونا ہے اور

(جسمیں پاؤں دھوئے جاویں) مسح خفین عزیمت نہیں رخصت ہے) اسکو احمد اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور طبرانی نے ابی ایوب سے اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ اوروں کو تو مسح خفین بتلاتے تھے اور خود پاؤں دھویا کرتے تھے تو ان سے اس باب میں کہا گیا (کہ کیا آپ مسح خفین کو اچھا نہیں سمجھتے جو خود نہیں کرتے) انھوں نے (جواب میں) فرمایا کہ بہ تو میرے لیے بُری حالت ہوگی کہ (میرا فتوی) تمہارے لیے تو آسانی ہو اور مجھپر اس کا گناہ ہو (یعنی اگر اسکو بُرا سمجھتا تو تم کو بتلا کر تمہارے لیے تو آسانی کر دیتا اور خود گناہ میں مبتلا ہوتا تو واقع میں میں اسکو جائز و مستحسن سمجھتا ہوں مگر خود عزیمت اور اعلی پر عمل کرنے کے لیے پاؤں دھوتا ہوں) اور رجال اس سند کے توثیق کیے ہوئے ہیں (مجمع الزوائد) الحاصل اس حدیث سے خفین پر مسح کرنا رخصت ثابت ہوا

باب اس بیان میں کہ مسح کی ایک میعاد معین ہے

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے مسح کرنے میں وقت مقرر فرمایا کہ تین دن رات تو مسافر کے لیے اور مقیم کے لیے ایک دن رات اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے (زیلعی)

عن ابی ایوب رضہ انہ کان نزع خفیہ فنظروا الیہ فقال اما انی قد رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یمسح علیہما ولکن حبب الی الوضوء رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر وزاد عن ابی ایوب انہ کان یأمر بالمسح علے الخفین ویغسل رجلیہ فقیل لہ فی ذلک فقال بئس مالی ان کان لکم مهنأہ وعلی مأثمہ ورجالہ موثقون (مجمع الزوائد)

## باب

عن عبد الرحمن بن ابی بکرۃ عن ابیہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقت فی المسح علی الخفین ثلاثۃ ایام ولیالیہن للمسافر وللمقیم یوم ولیلۃ رواہ ابن حبان فی صحیحہ (زیلعی)

فیہ امرنا الخ فان الامر اذا لم یکن للوجوب الذی ہو معناہ الحقیقی فہو للندب وہو مناف للرخصۃ لان معناہا عدم الاثم لا ترتب الثواب قلت ہذا باطل اما اولا فلانہ صرح فی کتب الاصول ان الخلاف بین کون الامر موضوعا للوجوب او للندب او للاباحۃ وکون الاصح وضعہ للوجوب انما ہو فی صیغ الامر لا فی لفظ الامر المرکب من الالف والمیم والراء فانہ مشترک الاطلاق ومتساوی الاستعمال فی جمیع الصیغ سواء استعملت للوجوب او لغیرہ فلیس الوجوب معنے حقیقیا للامر ولا للفظ امرنا او امرنی اذ کان یامرنا دالا علی وجوب المامور بہ او ندبہ ما لم تنضم الیہ قرینۃ خارجیۃ فمعنے امرنی ربی اذن لی ربی سواء کان واجبا او مندوبا او مباحا ورخصۃ فاجتمع معنے الامر والرخصۃ واما ثانیا فلان الامر عند عدم کونہ للوجوب لا یتعین حملہ علے الندب بل نظاہر حملہ علی الادنی وہو الاباحۃ الا ان یدل دلیل علی ما فوقہ **قولہ** عن ابی ایوب الخ قال المؤلف وجہ الدلالۃ ان ابا ایوب لما قال حبب الی الوضوء فہم منہ استحباب الوضوء ای استحباب غسل القدمین فانہ یستحیل ان یکون ما ہو خلاف السنۃ محبوبا للاتقیاء ظاہرہم انہ کان عندہ علم استحباب غسل القدمین وجواز مسح الخفین فعمل بالعزیمۃ وامر غیرہ بالجواز فلا تعارض بین قولہ وفعلہ فافہم **(فائدہ)** فی تدریب الراوی (ص ۱۹۱) وحدیث المسح علے الخفین من روایۃ سبعین صحابیا ای من المتواترۃ **باب** ان المسح موقت **قولہ** عن عبد الرحمن الخ قال المؤلف دلالتہ علی الباب ظاہرۃ وقد مر نحو ذلک

سلہ ج ۱ ص ۱۰۲ مؤلف کلہ ج ۱ ص ۸۷ مؤلف

في حديث ابي بكرة المذكور في الباب السابق واما ما جاء في عدم التوقيت فمنها ما في تلخيص الحبير (ص ۵۹ ج ۱) حديث خزيمة بن ثابت رض رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم للمسافر ان يمسح ثلثة ايام ولياليهن ولو استزدناه لزادنا ابوداود بزيادته وابن ماجه بلفظ ولو مضى السائل على مسئلته لجعلها خمسا ورواه ابن حبان باللفظين جميعا ورواه الترمذي وغيره بدون الزيادة قال الترمذي قال البخاري لا يصح عندي لانه لا يعرف للجدلي سماع من خزيمة وذكر عن يحيى بن معين انه قال هو صحيح اه ومنها ما رواه الدارقطني عن عقبة بن عامر قال خرجت من الشام الى المدينة يوم الجمعة فدخلت المدينة يوم الجمعة ودخلت على عمر بن الخطاب فقال متى اولجت خفيك في رجليك قلت يوم الجمعة قال فهل نزعتهما قلت لا قال اصبت السنة قال ابوبكر هذا حديث غريب قال ابو الحسن هو صحيح الاسناد اه (ص ۷۲ ج ۱) ومنها ما رواه ابوداود (ج ۱ ص ۲۰) عن ابي بن عمارة رض انه قال يا رسول الله امسح على الخفين قال نعم قال يوما قال يوما قال ويومين قال ويومين قال وثلثة قال نعم وما شئت قال ابوداود رواه ابن ابي مريم المصري عن يحيى بن ايوب عن عبد الرحمن بن رزين عن محمد بن يزيد بن ابي زياد عن عبادة بن نسي عن ابي بن عمارة قال فيه حتى بلغ سبعا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم ما بدا لك قال ابوداود وقد اختلف في اسناده وليس هو بالقوي ورواه ابن ابي مريم ويحيى بن اسحق السيلحيني ويحيى بن ايوب وقد اختلف في اسناده اه فالجواب عن الاول ما في نيل الاوطار (ص ۱۷۹ ج ۱) قال ابن سيد الناس في شرح الترمذي لو ثبتت لم تقم بها حجة لان الزيادة على ذلك التوقيت مظنونة انهم لو سألوا لزادهم وهذا صريح في انهم لم يسألوا ولا زيدوا فكيف تثبت زيادة بخبر دل على عدم وقوعها اه وعن الثاني ان عمر رض قد ثبت عنه الرجوع ففي نيل الاوطار (ص ۱۷۸) قال ابن سيد الناس في شرح الترمذي ثبت التوقيت عن عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب وابن مسعود وابن عباس وحذيفة والمغيرة وابي زيد الانصاري هؤلاء من الصحابة الى ان قال قال ابو عمر بن عبد البر واكثر التابعين والفقهاء على ذلك وهو الاحوط عندي لان المسح ثبت بالتواتر واتفق عليه اهل السنة والجماعة واطمأنت النفس الى اتفاقهم فلما قال اكثرهم لا يجوز المسح للمقيم اكثر من خمس صلوات يوم وليلة ولا يجوز للمسافر اكثر من خمس عشرة صلوة ثلاثة ايام ولياليها فالواجب على العالم ان يؤدي صلوته

## باب چمڑے کے موزوں پر مسح کا طریقہ

## باب

عن علی رضی اللہ عنہ قال لو کان الدین بالرأی لکان اسفل الخف اولی بالمسح من اعلاہ وقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمسح علی ظاہر خفیہ اخرجہ ابوداود باسناد حسن کذا فی بلوغ المرام[۵۱] وفی التلخیص[۵۲] واسنادہ صحیح قلت ورجالہ رجال الجماعۃ الا عبد خیر وھو من رجال الاربعۃ ثقۃ مخضرم۔

حدثنا زید بن الحباب عن خالد بن ابی بکر عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر بالمسح علی ظہر الخفین اذا لبسہما وھما طاہرتان رواہ ابن ابی شیبۃ فی مسندہ (نصب الرایۃ[۵۳]) قلت رجالہ رجال مسلم الا خالدا وقد ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال یخطی وقال ابن سعد کان کثیر الحدیث والروایۃ کما فی تہذیب التہذیب[۵۴] وھذا جرح خفیف کما یتحصل مما ذکرناہ فی باب صفۃ غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالاسناد محتج بہ علی ان ابا حاتم قال یکتب حدیثہ کما فی المیزان وھو عبارۃ عن القبول کما فیہ ایضا[۵۵]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا اگر دین (ظاہری) رائے پر ہوتا تو موزے کے نیچے کا حصہ اسکے اوپر کے حصے سے مسح کا زیادہ مستحق تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر (یعنی اوپر کے حصے) خفین پر مسح کرتے دیکھا ہے اسکو ابوداود نے باسناد حسن روایت کیا ہے ایسا ہی بلوغ المرام میں ہے اور تلخیص میں ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے میں کہتا ہوں کہ اسکے راوی صحاح ستہ کے راوی ہیں بجز عبد خیر کے اور وہ علاوہ صحیحین کے باقی صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں اور ثقہ ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کی پشت پر مسح کرنے کا حکم فرمایا جبکہ ان موزوں کو اس حال میں پہنا ہو کہ دونوں پیر طاہر ہوں (یعنی وضو کر چکا ہو) اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے (نصب الرایہ) اور اسکے رجال صحیح مسلم کے رجال ہیں بجز خالد کے اور وہ قابل احتجاج ہیں پس سند حجت ہے۔

---

بیقین والیقین لا یزول بالشک حتی یجمعوا علی المسح ولم یجمعوا فوق الثلث للمسافر ولا فوق الیوم للمقیم اھ قلت فقول عمر رضی اللہ عنہ اصبت السنۃ لم یبق صحیحا بعد الرجوع فلعلہ قال ذلک ثم ظہر لہ الصواب فی خلاف ما قالہ واللہ اعلم علی ان حدیث الباب مرفوع صریح فی التوقیت ولفظ السنۃ لیس نصا فی خلافہ وان کان مرفوعا حکما والجواب عن الثالث لا یحتاج الی تقریر وانما فی مجمع الزوائد (ص ۱۰۵ ج ۱) عن میمونۃ رضی اللہ عنہا قالت یا رسول اللہ ایخلع الرجل خفیہ کل ساعۃ قال لا ولکن یمسح علیہما ما بدا لہ رواہ ابو یعلی وفیہ عمر بن اسحق بن یسار قال الدارقطنی لیس بالقوی وذکرہ ابن حبان فی الثقات اھ فالجواب عنہ انہ لا یقاوم الاحادیث الصحیحۃ

باب طریقۃ المسح علی الخفین قال المؤلف دلالۃ الاحادیث علی الباب ظاہرۃ وفی سنن الترمذی (ص ۱۵ ج ۱) حدثنا ابو الولید الدمشقی نا الولید بن مسلم اخبرنی ثور بن یزید عن رجاء بن حیوۃ عن کاتب المغیرۃ عن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح اعلی الخف واسفلہ قال ابو عیسیٰ ھذا قول غیر واحد

---

[۵۱] ص ۱۱ ج ۱ - [۵۲] ص ۵۹ ج ۱ - مؤلف [۵۳] ص ۹۰ ج ۱ مؤلف [۵۴] ص ۷۹ ج ۳ مؤلف [۵۵] ص ۲۹۵ ج ۱ مؤلف
[۵۶] ھو احمد بن عبد الرحمن بن بکار صدوق تکلم فیہ بلا حجۃ کذا فی التقریب ص ۵ مؤلف

حدثنا الحنفي عن ابي عامر الخزاز ثنا الحسن (البصري ۱۲ منه) عن المغيرة رضـ بن شعبة قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بال ثم جاء حتى توضأ ومسح على خفيه ووضع يده اليمنى على خفه الايمن ويده اليسرى على خفه الايسر ثم مسح اعلاهما مسحة واحدة حتى انظر الى اصابع رسول الله صلى الله عليه وسلم على الخفين رواه ابن ابي شيبة في مصنفه (نصب[1] الراية) قلت رجاله رجال الجماعة والحنفي اما ان يكون عبد الكبير بن عبد المجيد او اخاه عبيد الله وكل منهما ثقة من رجال الجماعة وقال في التلخيص الحبير[2] بعد نقل هذا الحديث[3] ورواه البيهقي من طريق الحسن عن المغيرة بنحوه وهو منقطع اهـ قلت يعني بين الحسن البصري وبين المغيرة وهو غير مضر عندنا والبصري امام قدوة

من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين وبه يقول مالك والشافعي و اسحق وهذا حديث معلول لم يسنده عن ثور بن يزيد غير الوليد بن مسلم وسألت ابا زرعة ومحمدا عن هذا الحديث فقالا ليس بصحيح لان ابن المبارك روى هذا عن ثور عن رجاء قال حدثت عن كاتب المغيرة مرسل عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم يذكر فيه المغيرة اهـ وفي التلخيص الحبير (ص ۵۹ ج ۱) قلت رواه الشافعي في الام عن ابراهيم بن محمد بن ابي يحيى عن ثور مثل الوليد وذكر الدارقطني في العلل ان محمد بن عيسى بن سميع رواه عن ثور كذلك اهـ وفيه ايضا وقال ابو داود لم يسمعه ثور من رجاء وقال الدارقطني روى عن عبد الملك بن عمير عن وراد الكاتب المغيرة عن المغيرة ولم يذكر اسفل الخف اهـ وفيه ايضا قلت وقع في سنن الدارقطني بالوهم رفع العلة وهي حدثنا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز ثنا داود بن رشيد عن الوليد بن مسلم عن ثور بن يزيد ثنا رجاء بن حيوة فذكره اي عن كاتب المغيرة بن شعبة عن المغيرة قال وضأت رسول الله في غزوة تبوك فمسح اعلى الخف واسفله كذا في سنن الدارقطني (ص ۲۷ ج ۱) فهذا ظاهره ان ثورا سمعه من رجاء فتزول العلة ولكن رواه احمد بن عبيد الصفار في مسنده عن احمد بن يحيى الحلواني عن داود بن رشيد فقال عن رجاء ولم يقل حدثنا رجاء فهذا اختلاف على داود يمنع من القول بصحة وصله مع ما تقدم في كلام

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپنے پیشاب کیا پھر تشریف لائے یہاں تک کہ وضو کیا اور اپنے خفین پر مسح کیا اور اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے موزے پر رکھا اور اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں موزے پر رکھا پھر دونوں موزوں کی اوپر کی سطح پر ایک بار مسح فرمایا یہاں تک کہ میں دونوں موزوں پر رسول اللہ صلعم کی انگلیوں کو دیکھتا تھا اس کو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا ہے (نصب الرایہ)

فائدہ: میں کہتا ہوں کہ اسکے رجال صحاح ستہ کے رجال ہیں مگر سند میں انقطاع ہے اور وہ حنفیہ کے نزدیک مضر نہیں۔

[1] ج ۱ ص ۹۴ - مؤلف [2] ج ۱ ص ۵۹ - مؤلف [3] الا بلفظ حتى كاني انظر الى اصابعه صلى الله عليه وسلم ۱۲ منه [4] وفي نسخة الدارقطني نا وضيع عن ۱۱ مؤلف

الائمة اھ قلت ہذا الاختلاف ممکن التطبیق بانہ یمکن ان المحدث یقول حدثنا مرۃ ومرۃ اخری عن فالتعبیر بعن لا ینبغی ان یعلل بہ قولہ حدثنا ولکن لا یکون الحدیث علی ہذا صحیحا بل حسنا وہو محتج بہ عند الکل فافہم حق الفہم وتتقوی الحدیث ایضا بعمل الائمۃ واما عدم ذکر مسح اسفل الخف فی حدیث المغیرۃ فی بعض الطرق فلا یعلل بہ ما ذکر فیہ فان المقام قد یقتضی الاختصار فیختصر بہ الحدیث وقد یقتضی التطویل فیطول بہ ولا یکون احد بہاجر حالا آخر نامل ولا تکن من الغافلین والمرسل ایضا حجۃ عندنا ثم اعلم ان فی نسخ الترمذی خللا فانہ ذکر فیہ ان ابن المبارک روی ہذا عن ثور عن رجاء قال حدثت عن کاتب المغیرۃ اھ والصحیح الظاہر عندی ما فی التلخیص الحبیر (ص ۵۸ ج ۱) قال الاثرم عن احمد انہ کان یضعفہ ویقول ذکرتہ لعبد الرحمن بن مہدی فقال عن ابن المبارک عن ثور حدثت عن رجاء عن کاتب المغیرۃ ولم یذکر المغیرۃ اھ وکذا فی سنن الدارقطنی (ص ۷۰ ج ۱) رواہ ابن المبارک عن ثور قال حدثت عن رجاء بن حیوۃ (الظاہر انہ لم یسمع عن رجاء اولا ثم سمع ثانیا ۱۲ منہ) عن کاتب المغیرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسلا لیس فیہ المغیرۃ اھ ویمکن الجواب عنہ بان الترمذی لعلہ وقد ثبت لہ روایۃ ہکذا بناء علی ما فی تہذیب التہذیب (ج ۳ ص ۲۶۶) قال احمد بن حنبل لم یلق رجاء وراد کاتب المغیرۃ وکذا حکی الترمذی عن السخاوی وابی زرعۃ اھ وہذا القول مستدرک علی صاحب التہذیب من الحافظ ولم یظہر لی المانع من لقاء رجاء ورادا ہما تابعیان من الثالثۃ وقد روی رجاء عن الصحابۃ ولم یتکلم المتکلمون علی ہذا الحدیث فی ہذہ العلۃ غیر الترمذی فان عبارتہ المذکورۃ تدل علی ذلک وقد مر ما فیہ ولم یذکرہ ابو داؤد غیر الانقطاع المذکور عنہ قریبا فالظاہر ان ہذہ العلۃ غیر معتبرۃ وفی التلخیص الحبیر (ص ۵۹ ج ۱) والمحفوظ عن ابن عمر رض انہ کان یمسح اعلی الخف واسفلہ کذا رواہ الشافعی والبیہقی اھ (**فائدہ**) اعلم ان سند الدارقطنی المذکور حدثنا عبد اللہ الخ فعبد اللہ ہذا ہو ابو القاسم البغوی الحافظ الصدوق مسند عصرہ قد وثقہ الدارقطنی والخطیب وغیرہما کما فی میزان الاعتدال (ص ۲۰ ج ۲) وداود بن رشید ثقۃ من رجال الجماعۃ غیر الترمذی کما فی التقریب (ص ۵۴) وولید بن مسلم ثقۃ لکنہ کثیر التدلیس والتسویۃ (نوع من التدلیس ۱۲ منہ) من رجال الجماعۃ کذا فی التقریب (ص ۲۳۱) قلت قد صرح فی روایۃ الترمذی بالاخبار فزالت عنہ تہمۃ التدلیس وثور بن یزید ثقۃ ثبت الا انہ یری القدر من رجال الجماعۃ غیر مسلم کما فی التقریب (ص ۲۷) ورجاء بن

تغلیط بعض عبارات نسخ الترمذی

## باب

عن بلال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الموقین والخمار (ای العمامۃ ۱۲ منہ) رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ (زیلعی) وعنہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ یمسح علی الموقین والخمار رواہ احمد والضیاء فی المختارۃ (نیل) قلت اسناد المختارۃ صحیح علی قاعدۃ کنز العمال۔

عن ابی عبد اللہ عن ابی عبد الرحمن انہ شھد عبد الرحمن بن عوف یسأل بلالا عن وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یخرج یقضی حاجتہ فآتیہ بالماء فیتوضأ ویمسح علی عمامتہ وموقیہ رواہ ابو داؤد فی سننہ وسکت عنہ ورواہ الحاکم فی المستدرک وصححہ ورواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ (زیلعی)

حیوۃ ثقۃ فقیہ من رجال الجماعۃ کذا فی التقریب (ص ۵۸) ورادکاتب المغیرۃ ثقۃ من رجال الجماعۃ کذا فی التقریب (ص ۲۴۲) والمغیرۃ اخرج لہ وقال العینی فی شرح الھدایۃ فلذلک استدل بہ جماعۃ منھم الشافعی علی ان مسح اسفل الخفین مستحب عندھم قلت وعن ہذا قال صاحب البدائع (وھو الحنفی ۱۲ مؤلف) المستحب عندنا الجمع بین ظاہرہ وباطنہ وقد ذکرنا (ای قول صاحب البدائع من قبل زہاء ثلثۃ صفحات ۱۲ مؤلف) (ج ۱ ص ۳۵۴) قال المؤلف علم من الاحادیث المذکورۃ طریق المسح علی الخفین ووجوب المسح علی اعلی الخف کما ھو الظاہر من حدیث علی المار عن قریب واستحباب الجمع بین اعلاہ وبین اسفلہ وبہذا الطریق یحصل التطبیق بین الحدیثین کما لا یخفی علی المتدبر وبسنیۃ الجمع بین اعلاہ واسفلہ قال امامنا الاعظم والشافعی ومالک قدس اللہ تعالی اسرارہم کما نقلہ صاحب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ واطلعت علیہ بعد التطبیق المذکور بین الاحادیث حیث قال فی باب المسح علی الخفین السنۃ ان یمسح اعلی الخف واسفلہ عند الثلاثۃ (وھم الذین ذکرتھم ۱۲ مؤلف) وقال احمد السنۃ مسح اعلاہ فقط فان اقتصر علی اعلاہ اجزاہ بالاتفاق وان اقتصر علی اسفلہ لم یجزہ بالاجماع اھ (ص ۱۱) وقال المؤلف لکن تکلم بعض المصنفین فی نسبۃ استحباب مسح اسفل الخف الی المذہب کما ذکرہ الشامی فیکون علی ہذا تاویل الحدیث یحمل مسح الاسفل علی معناہ اللغوی لازالۃ الغبار کما فی

باب المسح علی الجرموقین قولہ عن بلال الخ قال المؤلف دلالۃ الاحادیث علی الباب ظاہرۃ وقال

ط الجرموق ... فوق الخف وقاعدۃ ... کذا فی غنیۃ المستملی (ص ۱۰۹) وقال ... الموق الذی یلبس فوق الخف فارسی معرب ... (الزیلعی ج ۱ ص ۹۶) تثنیۃ ہمزۃ المنقول ... الموق والجرموق کلیہما ... ۱۲ منہ ... (ج ۱ ص ۹۶) ... ص ۵۰ ج ۱ ... مؤلف ... ص ۹ مؤلف

باب مسح کرنے کا جرموقین پر (یعنی ان چرمی انتہائی نایافتہ کے چوبی چمڑے کے موزہ کے اوپر پہنے جاتے ہیں)

حضرت بلال رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جرموقین اور عمامہ پر مسح کیا ہے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے (زیلعی)

ابو عبد اللہ ابو عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رض کی خدمت میں حاضر تھے اس حال میں کہ وہ حضرت بلال سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کے متعلق (کچھ) دریافت کر رہے تھے پس حضرت بلال نے فرمایا کہ آپ قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لیجاتے تھے سو میں آپکی خدمت میں پانی حاضر کرتا تھا آپ وضو فرماتے اور عمامہ اور جرموقین پر مسح فرماتے اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور اسپر سکوت کیا ہے اور زیلعی میں ہے کہ اسکو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور تصحیح کی ہے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے (عمامہ پر مسح کی بحث اصل کتاب کے حاشیہ میں مسح کے بیان میں مذکور ہے اگر شوق ہو تو کسی سے ترجمہ کرا لیا جائے۔)

**باب جرابوں پر مسح کرنے کے بیان میں** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا کرتے تھے اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے رجال توثیق کیے گئے ہیں (مجمع الزوائد) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے

## باب

عن عبد اللہ بن مسعود انہ کان یمسح علی الجوربین والنعلین رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون (مجمع الزوائد)

عن المغیرۃ بن شعبۃ قال توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومسح علی الجوربین والنعلین رواہ الترمذی وقال حسن صحیح اخبرنا الثوری عن منصور عن خالد بن سعد قال کان ابو مسعود الانصاری یمسح علی الجوربین لہ من شعر ونعلیہ اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ وسندہ صحیح (عون المعبود)

**خالد بن سعد سے** روایت ہے کہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ اونی جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا کرتے تھے اسکو عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے اور اسکی سند صحیح ہے (عون المعبود)

**تقریر امام صاحب کے** جرابوں پر مسح کرنے میں دو قول ہیں قول مشہور یہ ہے کہ ان پر مسح جائز نہیں بدون منعل یا مجلد ہونے کے تو اس قول پر حدیث میں جوربین کو چرمی جراب پر محمول کریں گے اور ایک قول جسکی طرف ہدایہ میں رجوع فرمانا امام صاحب کا نقل کیا ہے یہ ہے کہ جب وہ خوب دبیز ہوں کہ نعل کیطرح ان سے قطع مسافت ممکن ہو تو ان پر مسح جائز ہے پس حدیث کو ایسی جراب پر محمول کرینگے جیسا کہ حضرت سعید بن المسیب اور حسن بصری جو جلیل القدر تابعین ہیں سے ہیں بروایت ابن ابی شیبہ جسکی سند کے راوی صحاح ستہ کے راوی ہیں اسطرف گئے ہیں کہ جرابوں پر مسح جائز نہیں مگر جبکہ وہ دبیز ہوں اور ظاہر ہے کہ حدیث میں مطلق جورب آیا ہے اور فعل کی حکایت میں عموم ہوتا نہیں پس احتمال ہوتے ہوئے استدلال کیسے صحیح ہوگا اسلئے ہر جورب پر مسح کا جواز حدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا پس امام صاحب کو یہ حدیث مضر نہیں اور جوتوں پر مسح کرنے کے یہ معنے ہیں کہ قصداً

العلامۃ الحلبی فی الکبیری لایقال کیف استدللتم بہذا وانتم لا تجوزون المسح علے العمامۃ والخمار لانا نقول دلالتہ علے جواز المسح علی الجرموق تایدت بدلالۃ احادیث المسح علے الخفین الواصلۃ الی حد الشہرۃ فثبت بہا واما دلالتہ علے الآخرین فقد عارضت الدلیل القطعی من غیر وصول الی حد الشہرۃ ولا تایید بہ فلم تثبتا اھ (ص ۱۰۹)

**باب** المسح علے الجوربین قال المؤلف دلالۃ الاحادیث علی الباب ظاہرۃ وحدیث المغیرۃ ہذا رواہ ابن حبان فی صحیحہ کما فی الزیلعی (ج ۱ ص ۹۶) وفی العینی بشرح الہدایۃ مجیبا عن ایرادات بعض المحدثین علے ہذا الحدیث ما نصہ قال النسائی فی سننہ الکبری لانعلم احدا تابع ابا قیس علے ہذہ الروایۃ والصحیح عن المغیرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علے الخفین وذکر البیہقی حدیث المغیرۃ ہذا وقال انہ حدیث منکر ضعفہ سفیان الثوری وعبد الرحمن بن مہدی واحمد بن حنبل ویحیی بن معین وعلی بن المدینی ومسلم بن الحجاج والمعروف عن المغیرۃ حدیث المسح علے الخفین وقال النووی کل واحد من ہؤلاء لو انفرد قدم علی الترمذی مع ان الجرح مقدم علے التعدیل قال واتفق الحفاظ علے تضعیفہ ولا یقبل قول الترمذی انہ حسن صحیح وذکر البیہقی فی سننہ ان ابا محمد یحیی بن منصور قال رأیت مسلم بن الحجاج ضعف ہذا الحدیث وقال ابو قیس الاودی وہذیل بن شرحبیل لا یحتملان خصوصا مع مخالفتہما الاجلۃ الذین رووا ہذا الحدیث عن المغیرۃ فقالوا مسح علی الخفین قلت قال فی الامام ابو قیس الاودی اسمہ عبد الرحمن بن ثروان احتج بہ البخاری فی صحیحہ ووثقہ ابن معین

[illegible]

وقال الجعفی ثقة ثبت وہذیل وثقہ العجلی واخرج لہما البخاری فی صحیحہ ثم انہما لم یخالفا الناس مخالفۃ معارضۃ بل رویا امرا زائدا علی ما رووہ بطریق مستقل غیر معارض فیحمل علیہ انہما حدیثان وصححہ ابن حبان والترمذی فاذا کان کذلک کیف یقبل قول النووی فی حق الترمذی ولا یقبل قول الترمذی فی انہ حسن صحیح فاذا طعن فی الترمذی فی تصحیحہ ہذا الحدیث فکیف یوخذ بصحیحہ فی غیرہ واما البیہقی فانہ نقل ما قالہ واعتمد علیہ من غیر روایۃ لانہ ادعی فی ہذا الحدیث المخالفۃ للائمۃ الجلۃ وقد قلنا انہ لیس فیہ مخالفۃ بل امر زائد مستقل فلا یکابر فی ہذہ الاسانید الا متعصب اہ ملخصا (ج ا ص ۳۶۸)

قال المؤلف ان دلالۃ الاحادیث المذکورۃ علی مسئلۃ الباب ظاہرۃ واما ما ورد من مسح النعلین فی الاحادیث فتاویلہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم امر یدہ علی الجورب للمسح قصدا او علی النعل تبعا لیحصل کمال المسح وما کان مسح النعل مقصودا وہو الظاہر ولم ینقل مسح النعل لعدم الحاجۃ الیہ ولعدم بلوغہ من الشہرۃ الی حد یترک لہ الغسل الوارد بہ الکتاب والحدیث لا یابی ما قلناہ او یقال انہ کان فی الوضوء المتطوع بہ وہو الاصح عندی لما اخرجہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وترجم علیہ باب ذکر الدلیل علی ان مسح النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النعلین کان فی وضوء تطوع لا من حدث عن سفیان عن السدی عن عبد خیر عن علی انہ دعا بکوز من ماء ثم توضأ وضوءا خفیفا ومسح علی نعلیہ ثم قال ہکذا وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للطاہر ما لم یحدث (زیلعی ملخصا ص ۹۹ ج ۱) وروی بطرق ذکرت فی الزیلعی قال الشیخ لکن ہذا التوجیہ یتوقف علی مشروعیۃ الوضوء المختصر فلیحقق کذا قال واعلم ان المشہور من قول الامام رح انہ لا یقول بمسح الجورب الا اذا کان مجلدا او منعلا وفی الہدایۃ انہ رجع الی قولہما بجواز المسح علیہ اذا کان ثخینا یمکن قطع المسافۃ بہ کالخف فیعطی لہ حکم الخف قلت لان المسح علی الجوربین ثبت بخبر الواحد وغسل الرجلین قطعی فلا یکون المسح علی الجوربین بدلا عنہ الا اذا کان الجورب کالخف الثابت مسحہ بالتواتر وبعد ما ثبت رجوعہ وکان علیہ الفتوی لا یحتاج الی تاویل حدیث الباب فنقول لظاہرہ ومن لا یعتمد علی نقل رجوعہ فہو یسارع من التاویل فی الحدیث بحمل الجورب علی ما کان من جلد کما فسرہ بعضہم - وظاہر ان الجورب فی الحدیث مطلق ولا عموم لحکایۃ الفعل فمع الاحتمال کیف یصح الاستدلال فلا یثبت بالحدیث جواز المسح علی کل جورب اصلا فلا یضر الحدیث ابا حنیفۃ رح افادہ الشیخ (فائدہ) قد روی الامام ابوبکر بن

باب کھپاچوں اور پٹی پر مسح کرنا ۔ حضرت ابوامامہ رضہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ روایت کرتے ہیں کہ جب ابن قمئہ نے احد کے دن آپ کے پتھر مارا تو میں نے آپ کو دیکھا جب کہ آپ نے وضو کیا کہ آپ نے پٹی کھولی اور اسپر وضو کا مسح کیا۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکی سند میں حفص بن عمر العدنی راوی ہے اور وہ ضعیف ہے (مجمع الزوائد) میں کہتا ہوں کہ وہ مختلف



## باب

عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لما رماہ ابن قمئۃ یوم احد رایت النبی اذا توضأ حل عن عصابتہ ومسح علیھا بالوضوء رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ حفص بن عمر العدنی وھو ضعیف (مجمع الزوائد) قلت ھو مختلف فیہ وقال ابن ابی حاتم اخبرنا ابو عبداللہ الطھرانی ثنا حفص بن عمر العدنی وکان ثقۃ کما فی تہذیب التہذیب وقد عرفت غیر مرۃ ان الاختلاف غیر مضر

عن علی رض قال انکسر احدی زندی فسألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرنی ان امسح علی الجبائر رواہ عبدالرزاق وابن السنی وابونعیم معا فی الطب وسندہ حسن کذا فی (کنز العمال) قال المنذری وصح عن ابن عمر المسح علی العصابۃ موقوفا علیہ وساق بسندہ ان ابن عمر رض توضأ وکفہ معصوبۃ فمسح علیھا وعلی العصابۃ وغسل سوی ذلک (فتح القدیر)

(زند بانچ بند دست کذا فی المنتخب ۱۲ منہ)

# الحیض والنفاس والاستحاضۃ

## باب

عن عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال الحائض اذا جاوزت عشرۃ ایام

(اخرجہ ابن) ابی شیبۃ فی مصنفہ ہشیم قال اخبرنا یونس عن الحسن وشعبۃ عن قتادۃ عن سعید بن المسیب والحسن انہما قالا امسح علی الجوربین اذا کانا صفیقین (ج ۱ ص ۱۳۰) ورجالہ رجال الجماعۃ

**باب** المسح علی العصابۃ والجبائر قال المؤلف دلالۃ مجموع الاحادیث علی مجموع اجزاء الباب ظاہرۃ وقال فی فتح القدیر بعد نقل اثر ابن عمر رض والموقوف فی ھذا کالمرفوع لان الابدال لا تنصب بالرای اھ

**باب** اقل الحیض واکثرہ قال المؤلف دلالۃ الاحادیث علی الباب ظاہرۃ وھذا مبلغنا من العلم

ج ۱ ص ۱۰۸ ۔ مؤلف ج ۲ ص ۴۱۰ ۔ مؤلف ج ۵ ص ۱۵۱ ۔ مؤلف ج ۱ ص ۹۳ ۔ ج ۱ ص ۲۰۲ ۔ مؤلف

فیہ ہے اس لیے ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ ہم کو خبر دی ابوعبداللہ طہرانی نے انھوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر العدنی نے اور وہ ثقہ تھے جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ہے اور بارہا معلوم کر چکے ہو کہ اختلاف مضر نہیں پس سند قابل احتجاج اور مقبول ہے حضرت علی رض سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک پہونچا ٹوٹ گیا تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (اسکے متعلق) پوچھا آپ نے حکم دیا کہ میں کھپاچوں پر مسح کروں اس کو عبدالرزاق نے (مصنف میں) اور ابن السنی اور ابونعیم نے کتاب الطب میں روایت کیا ہے اور اسکی سند حسن ہے (کنز العمال) حافظ زکی الدین عبدالعظیم منذری نے کہا ہے کہ حضرت ابن عمر رض سے موقوفاً پٹی پر مسح کرنا بسند صحیح ثابت ہے اور (پھر) اس کو اپنی سند سے بیان کیا کہ ابن عمر رض نے وضو کیا اس حال میں کہ آپکے ہاتھ پر پٹی بندھی تھی تو آپنے ہاتھ پر اور اس (پٹی) پر مسح کیا اور اسکے سوا (اور جگہ) کو دھولیا (فتح القدیر) لقمہ ہاتھ پر پٹی کے علاوہ مسح کرنا صرف اس مقام پر تھا جہاں پانی پہونچانے سے زخم تک پانی پہونچنے کا اندیشہ تھا

## حیض اور نفاس اور استحاضہ کے احکام

باب ادنی مدت حیض کی تین دن

فھی بمنزلۃ المستحاضۃ تغتسل وتصلی رواہ الدارقطنی قال البیھقی بعد نقلہ ھذا الاثر لا بأس باسنادہ (الجوھر النقی)

اخبرنا محمد بن یوسف قال قال سفیان بلغنی عن انس رض انہ قال ادنی الحیض ثلثۃ ایام رواہ الدارمی فی سننہ قلت رجالہ رجال مسلم وسفیان ھو الثوری وھو من کبار اتباع التابعین وقد اخرجوا لہ کما فی التقریب وقال فی طبقات المدلسین الثانیۃ من احتمل الائمۃ تدلیسہ واخرجوا لہ فی الصحیح لامامتہ وقلۃ تدلیسہ فی جنب ما روی کالثوری الخ قلت فھذا الاثر منقطع والانقطاع غیر مضر عندنا لا سیما اذا صدر عن الامام کالثوری والموقوفات فی مثل ھذا مما لا یدرک بالرأی کالمرفوعات کما عرف فی موضعہ۔

توو ہ بمنزلہ استحاضہ کے ہے غسل کرے اور نماز پڑھا کرے اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسکو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس اثر کی اسناد میں کچھ خطرہ نہیں ہے (جوہر نقی) ۔۔۔ اس اثر سے حیض کی اکثر مدت دس دن ثابت ہوئی اور یہ قول گو صحابی کا ہے لیکن بوجہ اسکے کہ یہ امور مدرک بالرای نہیں ہیں حکماً مرفوع ہوگا اور ہمارے نزدیک تو صحابی کا قول مدرک بالرای بھی حجت ہے جبکہ کوئی مرفوع حدیث اسکے معارض نہ ہو۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ مجھکو حضرت انس رض سے پہونچا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ادنیٰ مدت حیض کی تین دن (رات) ہے اس کو دارمی نے روایت کیا ہے اور اسکے رجال صحیح مسلم کے رجال ہیں ۔۔۔ اسکی وہی ہے جو اس سے پہلے اثر میں گذر چکی اور اس سے حیض کی ادنے مدت معلوم ہوگئی

فی الباب وفی فتح الباری (ص ۳۰۶ ج ۱) قال الدارمی اخبرنا یعلی بن عبید حدثنا اسمعیل بن ابی خالد عن عامر ھو الشعبی قال جاءت امرأۃ الی علی رض تخاصم زوجھا طلقھا فقالت حضت فی شھر ثلاث حیض فقال علی لشریح اقض بینھما قال یا امیر المؤمنین وانت ھھنا قال اقض بینھما قال ان جاءت من بطانۃ اھلھا ممن یرضی دینہ وامانتہ تزعم انھا حاضت ثلاث حیض تطھر عند کل قرء وتصلی جاز لھا والا فلا قال علی رض قالون قال وقالون بلسان الروم احسنت ورجالہ ثقات اھ (خواصہ ۱۲ فتح الباری) وفیہ ایضا تحت قول البخاری ویذکر عن علی رض وشریح ان جاءت ببینۃ من بطانۃ اھلھا ممن یرضی دینہ انھا حاضت فی شھر ثلاثا صدقت ما نصہ وانما لم یجزم بہ للتردد فی سماع الشعبی من علی ولم یقل انہ سمعہ من شریح فیکون موصولا اھ قلت الشعبی قد روی عن شریح القاضی وقال الدارقطنی فی العلل لم یسمع الشعبی من علی رض الا حرفا واحدا ما سمع غیرہ کانہ عنی ما اخرجہ البخاری فی الرجم عنہ عن علی رض حین رجم المرأۃ وقال رجمتھا بسنۃ النبی صلعم اھ کما فی تھذیب التھذیب ج ۵ ص ۶۸ والرجل لم یوصف بالتدلیس علی ما علمت فھذا الاثر موصول عندی اما ان یکون سمعہ من علی او شریح القاضی وھذا ینافی احادیث الباب نعم یرد علی الحنفیۃ بان الطھر عندھم بین الحیضین لا یکون اقل من خمسۃ عشر یوما فعلی ھذا لا یوجد ثلث حیض فی شھر ولا دلیل علی خمسۃ عشر یوما الا

بظہر الرسالۃ عن الصفار ۱۲ منہ — ای تجیء بالرسالات من علم — عندنا فی رسالۃ مفیدۃ — ای السلیم ویحتجون بہا ولا — لان اہل الحدیث یقبلون — ما لتحدیث قبل العدیث — الراوی او عنعن ولم یصرح — ای ومعناہ ان کل ہذا — ص ۲ مصری — ص ۳۰۶ [illegible] — ص ۱۱۱ [illegible] — [illegible]

عن ابی امامة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقل الحیض ثلاث واکثرہ عشر رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وفیہ عبد الملک الکوفی عن العلاء بن کثیر لا یدری من هو (مجمع الزوائد)

حدثنا ابو حامد محمد بن هرون نا محمد بن احمد بن انس الشامی ثنا حماد بن المنهال البصری عن محمد بن راشد عن مکحول عن واثلة بن الاسقع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقل الحیض ثلثة ایام واکثرہ عشرة ایام رواہ الدارقطنی وقال ابن منهال مجهول ومحمد بن احمد بن انس ضعیف

ما قال صاحب الهدایة بهذا النقل عن ابراهیم النخعی وانه لا یعرف الا توقیفا اه وهو لیس بحجة ان ثبت عنه فان قول التابعی لا حجة فیه فکیف اذا لم یثبت فقد قال الزیلعی (ص ۴۰ ج ۱) غریب جدا اه و فی حاشیة الهدایة (ص ۵۰ ج ۱) ذکر فی کشف البزدوی ان قول من بعد الصحابة من التابعی وسائر المجتهدین فیما لا یدرک بالرأی لیس بحجة اه وفیه حدیث فیه وضاع ففی نصب الرایة (ص ۱۰۱ ج ۱) روی ابن الجوزی فی العلل المتناهیة من حدیث ابی داود النخعی حدثنی ابو طوالة عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقل الحیض ثلاث واکثرہ عشر واقل ما بین الحیضتین خمسة عشر یوما اه قال ابن الجوزی قال ابن حبان کان سلیمان یضع الحدیث وهو ابو داود النخعی قال احمد کان کذابا وقال البخاری هو معروف بالکذب وقال یزید بن هرون لا یحل لاحد ان یروی عنه اه واما ما رواہ عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی فی مسندہ (ص ۱۱۲) اخبرنا محمد بن یوسف قال قال سفیان الطهر خمس عشرة اه فلا حجة فیه ایضا ویرد علیه ایضا ما یرد علینا وقدمر ان سفیان الثوری من اتباع التابعین (فائدہ) فی التلخیص الحبیر (ص ۶۰ ج ۱) حدیث روی انه صلی اللہ علیہ وسلم قال تمکث احداکن شطر دهرها لا تصلی لا اصل له بهذا اللفظ قال الحافظ ابو عبد اللہ بن منده فیما حکاہ ابن دقیق العید فی الامام عنه ذکر بعضهم هذا الحدیث ولا یثبت بوجه من الوجوہ وقال البیهقی فی المعرفة هذا الحدیث یذکرہ بعض فقهائنا وقد طلبته کثیرا فلم اجدہ فی شیء من کتب الحدیث ولم اجد له اسنادا الی آخر ما طال وقال صاحب العنایة (ص ۱۴۳ ج ۱ مصری) لیس المراد بالشطر حقیقته (علی تقدیر ثبوت الحدیث) لان فی عمرها زمان الصغر ومدة الحبل وزمان الیاس وهی لا تحیض فی شیء من ذلک الزمان فعرفنا ان المراد به ما یقارب الشطر عینا واذا قدرنا بالعشرة بهذه الآثار کان مقاربا للشطر وحصل التوفیق اه

ملہ ص ۱۱۶ ج ۱ مؤلف ۵۲ ص ۱۸ ج ۱ مؤلف علم انه ارید بالاقل والاکثر فی الحدیث معنے الادنے والاقصی لا المعنے الحقیقی فلا یرد انه لم یعرف مقدار القلیل والکثیر من الحیض ولا حکمها ۱۲ منہ

حضرت ابو امامہ رضی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ادنی مدت حیض کی تین دن اور اکثر مدت اسکی دس دن ہیں اس کو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے اور اس میں عبد الملک کوفی (راوی) ہے جس کا حال معلوم نہیں (مجمع الزوائد)

حضرت واثلہ رضی بن الاسقع سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ادنی مدت حیض کی تین دن اور اکثر مدت اسکی دس دن ہیں اسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی محمد ابن منہال کو مجہول اور محمد بن احمد بن انس کو ضعیف کہا ہے

(یہ دونوں مرفوع حدیثیں آثار مذکورہ کی تائید کے لیے لکھی گئی ہیں ان سے احتجاج مطلوب نہیں ہے پس راوی کا ضعف اور جہالت مضر نہیں ہے)

## باب

عن علقمة عن امه مولاة عائشة ام المؤمنين رض انها قالت كان النساء يبعثن الى عائشة بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة من دم الحيض يسألنها عن الصلوٰة فتقول لهن لا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء تريد بذالك الطهر من الحيضة رواه مالك وعبد الرزاق باسناد صحيح والبخاري تعليقا (آثار السنن)

**باب** ان ماتراه المرأة من الالوان سوى البياض الخالص فهو حيض قال المؤلف والاثر على لنبا ظاهرة وفي رد المحتار (ج ۱ ص ۲۹۸) والدرجة بضم الدال وفتح الجيم خرقة ونحوها تدخلها المرأة في فرجها لتعرف ازال الدم ام لا والقصة بفتح القاف وتشديد الصاد المهملة الجصة والمعنى ان تخرج الدرجة كانها قصة لا يخالطها صفرة ولا تربية وهو مجاز عن الانقطاع اه قالت والقرينة على ذلك قول الراوي تريد الخ وفي العناية والقصة بفتح القاف وتشديد الصاد شيئ يخرج من اقبال النساء بعد انقطاع الدم شبه الخيط الابيض وفي الفتح بياض يمتد كالخيط (ج ۱ ص ۱۴۴) لكن يرد عليه ما في فتح القدير (ج ۱ ص ۱۴۴) ومقتضى هذا المروي ان مجرد الانقطاع دون رؤية القصة لا تجب معه احكام الطاهرات وكلام الاصحاب فيما يأتي كله بلفظ الانقطاع حيث يقولون واذا انقطع دمها فكذا واذا انقطع فكذا مع انه قد يكون انقطاع بجفاف من وقت الى وقت ثم ترى القصة اه والجواب عنه ايضا ممكن بان يقال المراد به الانقطاع بالقرينة المذكورة وقد عبر بذلك لان القصة ايضا قد تخرج وتكون علامة للانقطاع واما ما رواه البخاري عن ام عطية رضي الله تعالى عنها قالت كنا لا نعد الكدرة والصفرة شيئا اه وفي التلخيص (ج ۱ ص ۶۳) ورواه الاسمعيلي في مستخرجه (على البخاري) بلفظ كنا لا نعد الصفرة والكدرة شيئا يعني في الحيض اه فالجواب عنه ان قوله يعني في الحيض مدرج من احد الرواة كما هو ظاهر فلا حجة فيه بل تخالف ما روي عنها عند ابي داود (كما في فتح الباري) من طريق قتادة عن حفصة عن ام عطية كنا لا نعد الكدرة والصفرة بعد الطهر شيئا اه وعند الدارمي بعد الغسل كما في التلخيص (ص ۶۳ ج ۱) والمراد بالطهر كما في رواية ابي داود فقول ام عطية لا يخالف حديث عائشة رض وفي الدر المختار (وما تراه) من لون كالكدرة والتربية (في مدته) المعتادة (سوى بياض

باب بجز سفیدی خالص کے عورت کو جو رنگ بھی دکھلائی دے وہ سب حیض ہے

حضرت علقمہ اپنی والدہ سے جو کہ معتقہ ہیں حضرت عائشہ ام المومنین کی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عورتیں حضرت عائشہ رض کے پاس ڈبیہ جس میں حیض کی گدی رکھی ہوتی اور اس میں حیض کا زرد خون ہوتا تھا نماز کی تحقیق کے لیے بھیجا کرتیں (کہ یہ دیکھ کر یہ حیض ہے یا طہر) تو حضرت عائشہ عورتوں سے فرماتیں کہ تم (خود کو طاہر سمجھنے میں) جلدی نہ کرو یہاں تک کہ سفید چونہ (کا سا رنگ) نہ دیکھ لو مراد اس (سفید رنگ) سے حیض سے پاک ہونا ہے تحقیق اسکو امام مالک اور عبد الرزاق نے بسند صحیح اور بخاری نے تعلیقا روایت کیا ہے (آثار السنن)

له ج ۱ ص ۲۹ مؤلف

## باب اس بیان میں کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا اور جو خون اسکو نظر آوے وہ استحاضہ ہے۔

### باب

عن ابی سعید الخدری رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضة رواہ احمد وابو داود والحاکم واسنادہ حسن کذا فی (التلخیص[1] الحبیر)

ثنا یحیی بن اسحق قال انا ابن لھیعة وقتیبة بن سعید قال ثنا ابن لھیعة عن الحرث بن یزید عن حنش الصنعانی عن رویفع بن ثابت رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لاحد وقال قتیبة لرجل ان یسقی ماءہ ولد[2] غیرہ ولا یقع علی امة حتی تحیض او یبین حملھا رواہ الامام احمد فی مسندہ ورجالہ رجال مسلم غیر الصحابی

حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سبایا اوطاس کے بارہ میں (یعنی ان کنیزکوں کے بارہ میں جو غزوہ اوطاس میں قید ہوکر آئی تھیں) فرمایا کہ کوئی حاملہ وطی نہ کیجاوے یہاں تک کہ وضع حمل نہ ہوجاوے (تاکہ دوسرے کی کھیتی کو پانی نہ دیا جاوے) اور نہ کوئی بے حمل والی (جماع کیجاوے) یہاں تک کہ اس کو ایک حیض نہ آجاوے اسکو امام احمد اور ابوداود اور حاکم نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد حسن ہے ایسا ہی تلخیص حبیر میں ہے پس چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حیض آنے کو حمل نہونے کی علامت ٹھیرایا ہے پس حمل و حیض جمع نہیں ہوسکتے البتہ اگر حیض آنے پر بھی کسی وجہ سے حمل کا شبہ ہو تو وطی جائز نہیں (کہ شاید یہ حیض نہو استحاضہ ہو) حضرت رویفع بن ثابت رض سے روایت ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی کو حلال نہیں ہے دوسرے کے بچے کو اپنے پانی سے سیراب کرنا (یعنی جس عورت کو دوسرے کا حمل ہو اس سے صحبت کرنا منع ہے) اور نہ کسی (نئی آئی ہوئی) لونڈی پر واقع ہونا (حلال ہے) یہانتک کہ اس کو (ایک) حیض آجاوے (تاکہ اس کو حمل نہونا معلوم ہوجاوے اور صحبت کرنا جائز ہوجاوے) یا اس کا حاملہ ہونا ظاہر ہوجاوے۔ (اور جب جماع حرام ہونا ثابت ہوجاوے) اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور بجز صحابی کے باقی سند صحیح مسلم کی سند ہے

---

خالص) قیل ھو شیء یشبہ الخیط الابیض (ولو) المرئی (طہرا متخللا) بین الدمین (فیھا حیض) وفی رد المحتار (ص ۲۹۸ ج ۱) قولہ المتاد؟ احتراز عما زاد علی العادة وجاوز العشرة فانہ لیس بحیض اھ قلت وھو محمل اثر ام علیة۔ واما ما فی بلوغ المرام (ج ۱ ص ۲۲) عن عائشة رض ان فاطمة بنت ابی حبیش کانت تستحاض فقال لھا رسول اللہ ان دم الحیض دم اسود یعرف فاذا کان ذلک فامسکی عن الصلوة فاذا کان الآخر فتوضئی وصلی رواہ ابو داود والنسائی وصححہ ابن حبان والحاکم واستنکرہ ابو حاتم اھ قلت وحسنہ المنذری کما فی عون المعبود (ج ۱ ص ۱۱۵) وھو یدل علی ان دم الحیض انما یکون اسود لا غیر فالجواب عنہ بحمل بما فی اشعة اللمعات (ص ۲۴۴ ج ۱) ونصہ بدرستی آن می باشد در غالب احوال خون سیاہ اھ

**باب** ان الحامل لا تحیض وما تراہ من الدم فھو استحاضة **قولہ** عن ابی سعید الخ قال فی الجوھر النقی (ص ۱۳۱ ج ۲) فجعل علیہ السلام وجود الحیض علما علی تعرف براءة الرحم من الحبل فی الحدیثین فلو جاز اجتماعھما لم یکن دلیلا علی انتفائہ ولو احتمل الحبل بعد الاستبراء بحیضة لم یحل وطیھا للاحتیاط فی امر الابضاع اھ وافاد المولوی الطبیب محمد یوسف البجنوری وھو من خلفاء شیخی ان الدم فی حال الحمل یکون دم استحاضة دون حیض حیث لا یکون دم عادة اھ وقال الشیخ ابن القیم فی زاد المعاد (ج ۲ ص ۱۳۱۴ مصری) وقال اسحق بن راھویہ قال لی احمد بن حنبل ما تقول فی الحامل تری الدم فقلت تصلی واحتججت بخبر عطاء عن

---

[1] ص ۴۳ ج ۱ سولہ [2] ولد بضم وبفتحتین فرزند مفرد وجمع آمدہ و بالکسر بچہ ۱۲ منتخب اللغات

عن علی رض قال ان اللہ رفع الحیض عن الحبلی وجعل الدم مما تغیض الارحام وعن ابن عباس رض قال ان اللہ رفع الدم عن الحبلی وجعلہ رزقا للولد رواھما ابن شاھین وقد اجمعوا علی ان طلاق الحامل لیس ببدعۃ فی زمن الدم وغیرہ فلو کانت تحیض لکان طلاقھا فیہ بدعۃ اھ (الجوھر النقی) ولو اطلع علی سند ابن شاھین انما نقلتھما تائیدا فان الظاھر من جلالۃ صاحب الجوھر النقی ان الاثرین لا ینزلان من درجۃ الضعف ثنا خالد بن الحرث وعبدۃ بن سلیمان عن سعید عن مطر عن عطاء عن عائشۃ رض فی الحامل تری الدم لا یمنعھا ذلک من الصلوٰۃ رواہ الامام ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ[1] قلت رجالہ رجال الجماعۃ حسن الحدیث کما فی المیزان ۱۱ منہ

عائشۃ رض قال فقال احمد بن حنبل این انت من خبر المدنیین خبر ام علقمۃ مولاۃ عائشۃ رض فانہ اصح قال اسحٰق فرجعت الی قول احمد رحمہ اللہ وھو کالصریح من احمد رح بان دم الحامل دم حیض وھو الذی فھمہ اسحٰق عنہ والخبر الذی اشار الیہ احمد ھو ما رویناہ من طریق البیھقی اخبرنا الحاکم حدثنا ابوبکر بن اسحٰق حدثنا احمد بن ابراھیم بن ملحان حدثنا ابوبکر حدثنا ابو اللیث عن بکیر بن عبد اللہ عن ام علقمۃ مولاۃ عائشۃ رض ان عائشۃ رض سئلت عن الحامل تری الدم فقالت لا تصلی قال البیھقی وروینا عن مطر عن عطاء عن عائشۃ رض انھا قالت الحبلی لا تحیض اذا رأت الدم صلت قال وکان یحیی القطان ینکر ھذہ الروایۃ ویضعف روایۃ ابن ابی لیلی ومطر عن عطاء قال وروی محمد بن راشد عن سلیمان بن موسی عن عطاء عن عائشۃ رض نحو روایۃ مطر فان کانت محفوظۃ فیشبہ ان یکون عائشۃ رض کانت تراھا لا تحیض فرجعت الی ما رواہ المدنیون انتھی بلفظہ ملخصا فھذا التقریر یضعف ما رویناہ ولیس الامر کذلک فان الامام احمد جعلہ اصح ولم یقل ان الاثر الذی نقلناہ ضعیف فلا ینافی قولہ صحۃ وحسن ھذا الاثر وقد احتج بہ الامام اسحٰق بن راھویہ وان رجع عنہ وھم لا یحتجون بالضعاف وقد عرفت ان رجالہ رجال الجماعۃ وان مطرا من رجال الجماعۃ وقال الذھبی حسن الحدیث والمرفوعات تؤیدہ ولکیف یتقبل فیہ قول الحافظ ابی بکر البیھقی ولا یمکن انسد عن الاختلاف فی کثیر من الاحادیث ولا نسلم تاویل البیھقی بل نقول ان اثر مطر مرجح بتائید

حضرت علی رض سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اللہ (پاک) نے حیض کو حاملہ سے اٹھا لیا ہے اور (حیض کے) خون کو وہ چیز کر دیا ہے جس کو (حاملہ عورتوں کے) رحم کم کر دیتے ہیں (پس حیض آنا بند ہو جاتا ہے اور بچہ کی غذا بنجاتا ہے) اور ابن عباس رض سے مروی ہے کہ اللہ نے حاملہ سے (حیض کے) خون کو اٹھا لیا ہے اور اس کو بچہ کی غذا بنا دیا ہے ان دونوں اثروں کو ابن شاہین نے روایت کیا ہے (جوہر نقی) اور مجھے انکی مفصل سند پر وقوف نہیں ہوا لیکن صاحب جوہر نقی کی جلالت اسکی مقتضی ہے کہ یہ درجہ ضعف سے کم نہیں ہیں پس تائید کے لیے نقل کیے دیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رض سے اس حاملہ کے بارے میں جو خون دیکھے روایت ہے کہ وہ خون (بوجہ استحاضہ ہونے کے) اسکو نماز سے مانع نہیں ہے اس کو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

[1] ص ۱۳۲ ج ۱ مؤلف [2] ج ۱ ص ۳۸۵ - مؤلف

## باب

عن عائشة رض قالت سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المستحاضة قال تدع الصلوة ايامها ثم تغتسل غسلا واحدا ثم تتوضأ عند كل صلوة (اى وقت كل صلوة ۱۲ منه) رواه ابن حبان فى صحيحه (كنز العمال) واسناده صحيح على قاعدة كنز العمال المذكور فى خطبته

عن عائشة رض مرفوعا قولى لها فلتدع الصلوة فى كل شهر ايام اقرائها ثم لتغتسل فى كل يوم غسلا واحدا ثم الطهور عند كل صلوة ولتنظف ولتحتشى فانما هو داء عرض او ركضة من الشيطان او عرق انقطع رواه ابو عبد الله الحاكم فى مستدركه (كنز العمال) واسناده صحيح على قاعدة كنز العمال المذكورة فى الخطبة

---

المرفوعات والقواعد الطبية له وما رواه الحاكم خلاف ذلك عنها فهو ماول بما قال فى زاد المعاد (ص ۴۲۳ ج ۲) وهذا محمول على ماتراه قريبا من الولادة باليومين ونحوهما وانه نفاس جمعا بين قوليها اهـ۔

**باب** ان المستحاضة تتوضأ لوقت كل صلوة **قوله** عن عائشة رض الخ فى الصراح (كشورى ص ۲۴۵ ج ۱) عند بالكسر والفتح والضم ثلث لغات نزد وهى ظرف فى المكان والزمان يقال عند الحائط وعند الليل اهـ وظاهر ان المكان غير مراد ههنا فالزمان متعين والمراد به الوقت الشرعى للصلوة كما هو المتبادر وعليه يحمل لفظ توضئى لكل صلوة الوارد فى حديث ابن ماجة فاللام فيه للوقت وافاد شيخى ان الظاهر من كل مكلف لاسيما من الصحابى انه لبست عليه فائتة فلما امره صلى الله عليه وسلم بالوضوء لكل صلوة فظاهره ان المراد به وقت الصلوة المكتوبة فعلى هذا لا احتياج الى كون اللام بمعنى عند الواقعة فى الحديث المذكور بل هو دليل مستقل على المطلوب بغير ضم ذلك الحديث معه اهـ وقال الطحاوى فى شرح معانى الآثار فرأيناهم قد اجمعوا انها اذا توضأت فى وقت صلوة فلم تصل حتى خرج الوقت فارادت ان تصلى بذلك الوضوء انه ليس ذلك لها حتى تتوضأ وضوءا جديدا ورأيناها لو توضأت فى وقت صلوة فصلت ثم ارادت ان تتطوع بذلك الوضوء كان ذلك لها ما دامت فى الوقت فدل ما ذكرنا ان الذى ينقض تطهرها هو خروج الوقت وان وضوءها يوجبه الوقت لا الصلوة وقد رأيناها لو فاتتها صلوات فارادت ان تقضيهن كان لها ان تجمعهن

---

ان المستحاضة تتوضأ لوقت كل صلوة وكذا كل معذور

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے ایام حیض میں نماز کو چھوڑ دے پھر ایک غسل کرے پھر ہر نماز کے وقت وضو کر کے نماز پڑھ لیا کرے اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے (کنز العمال) اور اسکی سند صحیح ہے کنز العمال کے قاعدہ پر جو اسکے خطبہ میں مذکور ہے تفسیر: یہ نہیں فرمایا کہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے طہارت ضروری نہیں وقت کے اندر جتنی نمازیں چاہے پڑھ لے اور دیگر معذورین کو فقہا نے مستحاضہ پر قیاس کیا ہے لہذا ان کا بھی یہی حکم ہے حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس (مستحاضہ) سے کہہ دو کہ اسے چاہیے کہ ہر ماہ میں اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دے پھر ہر روز ایک غسل کرے پھر ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے آخر حدیث تک اسکو ابو عبد اللہ حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے (کنز العمال) اور اسکی سند صحیح ہے کنز العمال کے قاعدہ پر جو اسکے خطبہ میں مذکور ہے (تفسیر) اسکی وہی ہے جو اس سے پہلی حدیث میں گذری اور ہر روز ایک غسل کرنا مذکور ہے اور پچھلی حدیث میں صرف ایک غسل سو تطبیق کے لیے روزانہ غسل کو استحباب پر اور صرف ایک غسل

حدثنا علی بن محمد وابوبکر بن ابی شیبة قالا ثنا وکیع عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن عروة بن الزبیر عن عائشة رض قالت جاءت فاطمة بنت ابی حبیش الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی امرأة استحاض فلا اطہر افادع الصلوة قال لا انما ذلک عرق ولیس بالحیضة اجتنبی الصلوة ایام محیضک ثم اغتسلی وتوضئی لکل صلوة وان قطر الدم علے الحصیر رواہ ابن ماجہ[1] وفی تہذیب[2] التہذیب اہل الحدیث اتفقوا علے ذلک یعنی علی عدم سماعہ (حبیب) منہ (عروة) اہ قلت رجال السند رجال الجماعة غیر علی وفی نصب[3] الرایة وقال صاحب التنقیح رواہ الاسمعیلی ورجالہ رجال الصحیح اہ

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک عورت ہوں کہ مجھے استحاضہ آتا ہے اور پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ تو صرف (ایک) رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے (سو) تم اپنے حیض کے دنوں میں نماز سے علیحدہ رہو پھر غسل کرلو اور ہر نماز کے وقت وضو کرکے نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ خون چٹائی پر ٹپکے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اُن کے پہلے شیخ کے سوا باقی رجال سند کے صحاح کے رجال ہیں لیکن اسمیں انقطاع ہے اور نصب الرایہ میں کہا ہے کہ صاحب تنقیح کہتے ہیں کہ اسکو اسمعیلی نے (بھی) روایت کیا ہے اور اسکے رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں اھ میں کہتا ہوں کہ انقطاع ہمارے نزدیک جرح نہیں ہے۔

فی وقت صلوة واحدة بوضوء واحد فلو کان الوضوء یجب علیہا لکل صلوة لکان یجب ان تتوضأ لکل صلوة من الصلوات الفائتات فلما کانت تصلیہن جمیعا بوضوء واحد ثبت بذلک ان الوضوء الذی یجب علیہا ہو لغیر الصلوة وہو الوقت اہ (ص ۶۴ ج ۱) ثم اعلم انما فی روایتنا الحاکم ثم تغتسل فی کل یوم غسلا واحدا وکذا ما رواہ ابوداود وعن اسماء بنت عمیس قالت قلت یا رسول اللہ ان فاطمة بنت ابی حبیش استحیضت منذ کذا وکذا فلم تصل فقال رسول اللہ صلعم سبحان اللہ ان ہذا من الشیطان لتجلس فی مرکن فاذا رأت صفرة فوق الماء فلتغتسل للظہر والعصر غسلا واحدا وتغتسل للمغرب والعشاء غسلا واحدا وتغتسل للفجر غسلا واحدا وتوضأ فیما بین ذلک قال ابوداود رواہ مجاہد عن ابن عباس رض لما اشتد علیہا الغسل امرہا ان تجمع بین الصلوتین وفی عون المعبود قال المنذری حسن اہ فکل ذلک محمول علی الاستحباب ویدل علے ان الواجب علیہا انما ہو غسل واحد ما رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن کما فی العزیزی (ج ۳ ص ۳۷۷) عن ابن عمرو بن العاص رض مرفوعا المستحاضة تغتسل من قرء الی قرء اہ وظاہر حدیث ابن حبان وابن ماجہ ایضا ثم اعلم ان فقہائنا قاسوا کل معذور علے المستحاضة فی ہذا الحکم

[1] ص ۴۶ - مؤلف [2] ص ۱۷۹ ج ۲ - مؤلف [3] ص ۱۰۵ ج ۱ مؤلف
ج ۱ ص ۱۴۵ مؤلف کذا فی اشعة اللمعات عصری باشد ... [illegible]

## باب

عن عائشة رض ان ام حبيبة بنت جحش شكت الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الدم فقال امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي وكانت تغتسل لكل صلوة رواه مسلم وفي رواية البخاري توضئي لكل صلوة وهي لابي داود وغيره من وجه اخر (بلوغ المرام)

عن سليمان بن يسار عن ام سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت ان امرأة كانت تهراق الدماء على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستفتت لها ام سلمة رسول الله فقال لتنظر عدة الليالي والايام التي كانت تحيضهن من الشهر قبل ان يصيبها الذي اصابها فلتترك الصلوة قدر ذلك من الشهر فاذا خلفت ذلك فلتغتسل ثم لتستثفر بثوب ثم لتصل رواه ابو داود[2] وسكت عنه وفي التلخيص الحبير[3] قال النووي اسناده على شرطهما وقال البيهقي هو حديث مشهور الا ان سليمان لم يسمعه منها وفي رواية لابي داود عن سليمان ان رجلا اخبره عن ام سلمة وللدارقطني عن سليمان ان فاطمة بنت ابي حبيش استحيضت فامرت ام سلمة وقال المنذري لم يسمعه سليمان وقد رواه موسى بن عقبة عن نافع عن سليمان عن مرجانة عنها اه قلت هذه الروايات ممكنة التطبيق فلا يعل الحديث ففي الجوهر النقي[4] ذكر صاحب الكمال ان سليمان سمع من ام سلمة فيحتمل انه سمع هذا الحديث منها ومن رجل عنها اه وقس على هذا رواية مرجانة (ودلالة الحديثين على الباب ظاهرة)

ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش نے (استحاضہ کے) خون کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا اسقدر (زمانہ) ٹھیرو کہ تم کو اپنے حیض جبکوس رکھتا تھا پھر غسل کرلو اور وہ ہر نماز کے وقت (استحبابا) غسل کیا کرتی تھیں اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرو اور یہ روایت ابوداؤد وغیرہ کی (بھی) ہے دوسری سند سے۔ (بلوغ المرام)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے وہ حضرت ام سلمہ رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کو استحاضہ آتا تھا رسول اللہ صلعم کے زمانے میں تو حضرت ام سلمہ نے انکے لیے رسول اللہ صلعم سے فتوی پوچھا آپ نے فرمایا کہ اس کو چاہیے کہ اتنے دن رات کا انتظار کرے جتنے دن رات کہ اس کو مہینہ (میں) سے حیض آتا تھا پہلے اس چیز کے اس کو پہونچنے سے جو اس کو پہونچی (یعنی استحاضہ) پھر اس مقدار مہینہ کی نماز چھوڑ دے پھر جب ان (ایام) کو گذار دے تو غسل کرے پھر لنگوٹ باندھے پھر نماز پڑھا کرے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسپر سکوت کیا ہے اور تلخیص حبیر میں ہے کہ (امام) نووی نے اسکو شیخین کی شرط پر کہا ہے ... پھر ان دونوں حدیثوں کی دلالت باب پر ظاہر ہے کہ ... جتنے دن ... حیض آتا تھا استحاضہ کے زمانہ سے پہلے ...

---

[1] ص ۲۱۱ ج ۱ - مؤلف [2] ص ۱۱۱ ج ۱ مؤلف [3] ص ۶۳ ج ۱ مؤلف [4] ص ۹۰ ج ۱ - مؤلف

باب مستحاضہ سے جماع کرنے کا جواز۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضہ کو استحاضہ آتا تھا اور ان کے خاوند ان سے (صرف ایام استحاضہ میں) جماع کیا کرتے تھے اس کو ابوداود نے روایت کیا ہے اور اسپر سکوت کیا ہے اور فتح الباری میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اگر عکرمہ نے اسکو حضرت ام حبیبہ رضہ سے سنا ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ ابوداود کا سکوت سماع پر دلالت کرتا ہے پس حدیث صحیح ہے۔ عکرمہ حمنہ بنت جحش سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے خاوند ان سے جماع کرتے تھے اسکو ابوداود نے روایت کیا ہے اور اسپر سکوت کیا ہے اور نیل الاوطار میں ہے کہ اس کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے (اور) نووی نے اسکی اسناد کو حسن کہا ہے اھ اور عون المعبود میں ہے کہ صاحب منتقی نے فرمایا ہے کہ ام حبیبہ رضہ عبدالرحمن بن عوف رضہ کے نکاح میں تھیں ایسا ہی صحیح مسلم میں ہے اور حمنہ رضہ طلحہ بن عبیداللہ رضہ کے نکاح میں تھیں اور مقصود صاحب منتقی کا یہ ہے کہ عبدالرحمن بن عوف اور طلحہ بن عبیداللہ نے جو صحابہ میں سے ہیں اس کو کیا وحی کے زمانہ میں اور اسکی ممانعت میں وحی نازل ہوئی نہیں سو اس سے (اس فعل کے) جواز پر استدلال کیا جاویگا۔ عکرمہ حضرت ابن عباس رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ مستحاضہ کے پاس اسکے شوہر کے آنے (یعنی اس سے صحبت کرنے) میں کچھ ڈر نہیں اس کو عبدالرزاق وغیرہ نے روایت کیا ہے (فتح الباری) باب حائضہ نہ روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے اور روزہ کی قضا کرے نہ نماز کی۔ معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضہ سے

## باب

عن عكرمة قال كانت ام حبيبة تستحاض وكان زوجها يغشاها رواه ابوداؤد[1] وقال قال يحيى بن معين على ثقة وكان احمد بن حنبل لا يروي عنه لانه كان ينظر في الرائ اھ وفي فتح الباري[2] وهو حديث صحيح ان كان عكرمة سمعه منها اھ قلت صنيع ابي داود يدل على السماع والنظر في الرائ ليس بجرح عند التحقيق۔

عن عكرمة عن حمنة بنت جحش انها كانت مستحاضة وكان زوجها يجامعها رواه ابوداود[3] وسكت عنه وفي النيل[4] اخرجه ايضا البيهقي قال النووي واسناده حسن اھ وفي عون المعبود[5] قال صاحب المنتقى وكانت ام حبيبة تحت عبد الرحمن بن عوف كذا في صحيح مسلم وكانت حمنة تحت طلحة بن عبيد الله انتهى ومقصود صاحب المنتقى ان عبد الرحمن بن عوف وطلحة بن عبيد الله من الصحابة قد فعلا ذلك في زمن الوحي ولم ينزل في امتناعه فيستدل به على الجواز اھ

عن عكرمة عن ابن عباس رض قال المستحاضة لا بأس ان يأتيها زوجها رواه عبد الرزاق وغيره كذا في فتح الباري[6]

## باب

عن معاذة قالت سألت عائشة رض فقلت ما بال الحائض تقضي الصوم ولا تقضي الصلوة قالت كان يصيبنا ذلك مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوة رواه الجماعة (نيل الاوطار[7])

باب جواز وطء المستحاضة قال المؤلف دلالة الآثار على الباب ظاهرة

باب ان الحائض لا تصوم ولا تصلي وتقضي الصوم دون الصلوة۔ دلالة الحديث على الباب ظاهرة۔

[1] ص ۱۲۲ ج ۱ مؤلف [2] ص ۳۶۳ ج ۱ مؤلف [3] ص ۱۲۲ ج ۱ مؤلف [4] ص ۲۷۱ ج ۱ مؤلف [5] ص ۱۲۲ ج ۱ مؤلف [6] ص ۳۶۳ ج ۱ الفتح [7] ص ۲۶۹ ج ۱ مؤلف

بدن جائز ہے۔

ابو سعید خدری رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ایسا نہیں ہو کہ جب عورت حائضہ ہو تو نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی (یعنی ایسا ضرور ہے) متفق علیہ (بلوغ المرام) **تقریر** ان دونوں حدیثوں کی دلالت باب پر ظاہر ہے اگر روزہ کی قضا صرف پہلی حدیث میں مذکور ہے دوسری میں نہیں ہے



عن ابی سعید الخدری رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الیس اذا حاضت المرأۃ لم تصل ولم تصم متفق علیہ فی حدیث طویل (بلوغ المرام)

## باب

عن حزام بن حکیم عن عمہ انہ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما یحل لی من امرأتی وھی حائض قال لک ما فوق الازار رواہ ابوداود قلت عمہ ھو عبد اللہ بن سعد کذا فی المنتقی وفی النیل فیہ صدوق وبقیتہ ثقات وفی فتح القدیر شارحہ ابو زرعۃ العراقی صرح بانہ ینبغی ان یکون صحیحا اھ
عن عاصم بن عمر ان عمر قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یحل للرجل من امرأتہ وھی حائض قال ما فوق الازار رواہ ابو یعلی ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد) عن عائشۃ رض قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنی فاتزر فیباشرنی وانا حائض متفق علیہ (بلوغ المرام)

**باب** اس **کا جس سے حائضہ کی چیز** اسکے شوہر کو مباح ہو

حضرت حزام بن حکیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھے میری بیوی ہو اسکے حائضہ ہونے کی حالت میں کیا حلال ہے آپنے فرمایا کہ تجھے مافوق الازار جائز ہے (یعنی تہ بند سے اوپر کے بدن سے مس وغیرہ جائز ہے) میں کہتا ہوں کہ حزام کے چچا عبد اللہ بن سعد ہیں جیسا کہ منتقی میں ہے اور نیل میں ہے کہ اس (سند) میں ردصدوق ہیں اور باقی رجال ثقہ ہیں اور فتح القدیر میں ہے کہ ابوداود کے شارح ابو زرعہ عراقی نے تصریح کی ہو کہ یہ حدیث صحیح ہونے کی قابل ہو (یعنی اسکی سند کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں اسلئے اسکو صحیح کہنا چاہیے) عاصم بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مرد کو اپنی بیوی سے کیا حلال ہے اسکے حائضہ ہونے کی حالت میں آپنے فرمایا (تہ بند سے اوپر کا بدن) اسکو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور اسکے رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں (مجمع الزوائد) حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم دیتے تھے سو میں تہ بند مضبوط کرکے باندھ لیتی تھی (یعنی ناف سے گھٹنوں تک تہ بند کو خوب

اچھی طرح کس لیتی تھی) اور آپ میرے ساتھ اپنا بدن ملاتے تھے اس حال میں کہ میں حائضہ ہوتی تھی متفق علیہ (بلوغ المرام) **تقریر** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تہ بند (اور پاجامہ) سے اوپر حائضہ سے مرد کو استمتاع جائز ہے یعنے ناف اور زانو کے درمیان منع جائز نہیں اور باقی

**باب** ما یباح من الحائض لزوجہا قال المؤلف دلالۃ الاحادیث علی الباب ظاہرۃ ویعارض ہذہ الاحادیث ما رواہ مسلم کما فی بلوغ المرام (ص ۲۳ ج ۱) عن انس رض ان الیہود کانوا اذا حاضت المرأۃ فیہم لم یواکلوہا فقال النبی صلعم اصنعوا کل شیء الا النکاح اھ وما رواہ ابوداود وسکت عنہ ہو والمنذری ورجال اسنادہ ثقات محتج بہم فی الصحیح کما فی النیل (ج ۱ ص ۲۶۶ و ۲۶۷) عن عکرمۃ عن بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد من الحائض شیئا القی علی فرجہا شیئا اھ وقال فی فتح الباری (ج ۱ ص ۳۴۴) باسناد قوی اھ وفیہ وفی نسخۃ ابی داود والحاضرۃ عندنا ثوبا موضع شیئا فانہ یدل علی انہ یحل لہ ما دون الجماع فالجواب عنہ ان المراد بقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا النکاح ہو الجماع وما یوقع فیہ سد اللذریعۃ وقول بعض ازواجہ صلی اللہ علیہ وسلم القی علی فرجہا معناہ انہ القی علی موضع الازار ولما کان المقصود اصلا ستر الفرج ستر ما سواہ سد اللذریعۃ عبر کذلک وفی المحاورۃ توسع فلا تقع التعارض وفی فتح القدیر (ص ۱۴۷ ج ۱) فمذہب ابی حنیفۃ وابی یوسف والشافعی

[illegible]

باب نفاس کی اکثر مدت کے بیان میں۔ حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس والی عورت کیلئے (نفاس کی انتہائی) مدت چالیس دن (رات) مقرر فرمائی اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اسمیں اشعث بن سوار (راوی) ہیں جن کو (امام الجرح والتعدیل) ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور ان (اشعث) کے حجت ہونے میں اختلاف ہے (مجمع الزوائد) اور پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ اختلاف مضر نہیں۔ حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نفاس والی عورت اپنے نفاس (شروع ہونے) کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چالیس دن بیٹھتی تھی اس کو پانچوں نے روایت کیا ہے بجز نسائی کے اور (یہ) لفظ ابوداود کے ہیں اور انکی ایک (حدیث کے) الفاظ میں یہ ہے کہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نفاس (کے زمانے) کی نماز قضا کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے اور اسکی حاکم نے تصحیح کی ہے (بلوغ المرام) اور ابوداود نے ان دونوں طریق سے سکوت کیا ہے اور فتح القدیر میں اول (طریق کے) لفظ نقل کرکے کہا ہے کہ نووی نے فرمایا (یہ) حدیث حسن ہے تقریر: حیض و نفاس سے غسل کرنے کے باب میں ایک حدیث حاکم کی مستدرک گذر چکی جس کا یہ مضمون ہے کہ جب نفاس والی عورت کے (مثلا) سات دن گذر جائیں پھر پاکی دیکھے تو وہ غسل کرے اور نماز پڑھا کرے پس اس سے معلوم ہوا کہ کبھی نفاس چالیس دن سے کم بھی ہوتا ہے لہذا ہم کہتے ہیں کہ یہ چالیس دن انتہائی مدت ہے نفاس کی تاکہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہ رہے اور وہاں حاشیہ میں یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ سات

## باب

عن جابر رض قال وقت رسول الله صلى الله عليه وسلم للنفساء اربعين يوما رواه الطبراني في الاوسط وفيه اشعث بن سوار وثقه ابن معين واختلف في الاحتجاج به (مجمع[51] الزوائد) عن ام سلمة رض قالت كانت النفساء تقعد في عهد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعد نفاسها اربعين يوما رواه الخمسة الا النسائي واللفظ لابي داود وفي لفظ له ولم يامرها النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بقضاء صلوة النفاس وصححه الحاكم (بلوغ[52] المرام) وسكت ابوداود عن الطريقين وقال في فتح[53] القدير بعد نقل اللفظ الاول قال النووي حديث حسن

وما كان يحرم عليه ما بين السرة والركبة وهو المراد بما تحت الازار وذهب محمد بن الحسن واحمد لا يحرم ما سوى الفرج اه

باب اكثر النفاس قوله عن جابر الخ قال المؤلف وقد مر في باب وجوب الغسل من الحيض والنفاس عن معاذ رض مرفوعا اذا مضى للنفساء سبع ثم رأت الطهر فلتغتسل ولتصل رواه الحاكم في مستدركه اه فظهر بهذا ان النفاس قد يكون اقل من اربعين يوما فقلنا ان الاربعين اكثر مدته وقد مر هناك ايضا وقيد السبع اتفاقي لان الاجماع قد قام على انها لو طهرت قبل السبع اغتسلت وصلت اه قوله عن ام سلمة الخ قال المؤلف قال الزيلعي (ص ۷۰ ج ۱) قال ابن تيمية في المنتقى معنى الحديث اي كانت النفساء تؤمر ان تقعد اربعين يوما قال اذ لا يمكن ان تتفق عادة نساء عصر في نفاس ولا حيض اه وفي عون المعبود (ج ۱ ص ۱۲۳) على قوله عن مسة عن ام سلمة ما نصه هي ام بسة بضم الموحدة قال الدارقطني لا تقوم بها حجة وقال ابن القطان لا يعرف حالها ولا عينها ولا يعرف في غير هذا الحديث واجاب عنه في البدر المنير فقال ولا نسلم جهالة عينها وجهالة حالها مرتفعة فانه روى عنها جماعة كثير بن زياد والحكم بن عتيبة وزيد بن علي بن الحسين ورواه محمد بن عبيد الله العرزمي عن الحسن عن مسة ايضا فهؤلاء رووا عنها وقد اثنى على حديثها البخاري وصحح الحاكم اسناده فاقل احواله ان يكون حسنا انتهى

[51] ص ۱۶۹ ج ۱ مؤلف [52] ص ۲۲۳ ج ۱ مؤلف [53] ص ۱۶۶ ج ۱ - مؤلف

یہ بھی جائز ہے۔

ابوسعید خدری … ایسا ضرور ہے۔ سا بیان ہیں کہ حیض والی اور نفاس والی اور جسکو جنابت ہو قرآن مجید بالکل نہ پڑھیں

ہیں نہیں، مرفوع سے روایت ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حائض اور

## باب

عن ابن عمر عن النبي صلے الله عليه وسلم لا تقرء الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن اخرجه الترمذي[۱] عن علي رض قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرئنا القرآن على كل حال ما لم يكن جنبا رواه الترمذي[۲] وقال حسن صحيح وفي بلوغ المرام[۳] وصححه ابن حبان عن علي رض قال رأيت رسول الله صلے الله عليه وسلم توضأ ثم قرأ شيئا من القرآن قال هكذا لمن ليس بجنب فاما الجنب فلا ولا آية رواه ابويعلى ورجاله موثقون (مجمع الزوائد[۴])

عن عبد الله رض بن رواحة ان رسول الله صلے الله عليه وسلم نهى ان يقرأ احدنا القرآن وهو جنب رواه الدار قطني[۵] وقال اسناده صالح

**باب** ان الحائض والنفساء والجنب لا يقرءون شيئا من القرآن **قوله** عن ابن عمر الخ قال المؤلف وفي التلخيص الحبير بعد نقل الحديث (ص ۵۰ ج ۱) وفي اسناده اسمعيل بن عياش وروايته عن الحجازيين ضعيفة وهذا منها الى ان قال وقال ابن ابي حاتم عن ابيه حديث اسمعيل بن عياش هذا خطأ وانما هو عن ابن عمر قوله وقال عبد الله بن احمد عن ابيه هذا باطل انكر على اسمعيل اه وفيه ايضا وقال البيهقي هذا الاثر ليس بالقوي وصح عن عمر انه كان يكره ان يقرأ القرآن وهو جنب وساقه عنه في الخلافيات باسناد صحيح اه وفي الزيلعي بعد نقل حديث الباب ما نصه وقال ابن عدي في الكامل هذا الحديث بهذا السند لا يرويه غير اسمعيل بن عياش وضعفه احمد والبخاري وغيرهما وصوب ابو حاتم وقفه على ابن عمر انتهى (ج ۱ ص ۱۰۲) قال المؤلف لا يضرنا وقفه فان الموقوف في مثل هذا كالمرفوع ودلالته على الباب ظاهرة والنفساء وان لم تذكر في الحديث لكنها في حكم الحائض فالحكم يشملها **قوله** عن علي رض الخ قال المؤلف ذكر في تلخيص الحبير (ص ۱ ج ۱) تضعيف هذا الحديث عن بعضهم فغايته الاختلاف في التصحيح وهو غير مضر كما تقرر في محله وقد مر وفي كنز العمال (ص ۲۳۷ ج ۵) عن علي رض قال كان رسول الله يقرأ القرآن على كل حال الا الجنابة فان كان جنبا لم يقرئنا شيئا رواه ابو عبيد في فضائله وابن ابي شيبة والعدني وابويعلى

باب ان الحائض والنفساء والجنب لا يقرءون شيئا من القرآن

اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے **تقریر** حیض اور نفاس والی کو حیض والی پر قیاس کیا گیا ہے۔ حضرت علی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو ہر حالت میں قرآن مجید پڑھاتے تھے جب تک کہ جنب نہ ہوتے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے اور بلوغ المرام میں ہے کہ ابن حبان نے (بھی) اسکی تصحیح کی ہے حضرت علی رض سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ آپنے وضو کیا پھر کچھ قرآن پڑھا (اور) آپنے فرمایا کہ اسیطرح (جائز) ہے (قرآن پڑھنا) اُس شخص کے لیے جو جنب نہو اور جسکو جنابت ہو تو اسکو (جائز) نہیں اور نہ ایک آیت اسکو ابو یعلے نے روایت کیا ہے اور اسکے رجال توثیق کردہ ہیں (مجمع الزوائد) **تقریر** اس سے معلوم ہوا کہ جنابت والیکو ایک آیت بھی پڑھنا ممنوع ہے پس ایک آیت سے کم پڑھنا جائز ہوا نیز عرف میں بھی ایک آیت سے کم پڑھنے والیکو قرآن خوان نہیں کہا جاتا ہے۔

عبد اللہ بن رواحہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ کوئی ہم میں کا جنابت کی حالت میں قرآن مجید پڑھے اسکو …

---

[۱] ج ۱ ص ۱۹ مجتبائی [۲] مؤلف [۳] ج ۱ ص ۲۱ - مؤلف [۴] ص ۸ ج ۱ مؤلف [۵] ج ۱ ص ۱۱۲ مؤلف [illegible]

[illegible]

وابن جریر وصححه اھ ومحمل قوله علیه السلام شیئا من القرآن ما یسمی قرآنا وهو آیة کاملة کما یدل علیه حدیث " مجمع الزوائد عن علی رض الآتی عنقریب فتحرم علیهم قراءة آیة کاملة من القرآن وهو اختیار الطحاوی کما فی الهدایة قال فی فتح القدیر ذکر نجم الدین الزاهد انه روایة ابن سماعة عن ابی حنیفة وان علیه الاکثر ووجهه ان مادون الآیة لا یعد بها قارئا قال تعالے فاقرءوا ما تیسر من القرآن کما قال صلے الله علیه وسلم لا یقرء الجنب القرآن فکما لا یعد قارئا بما دون الآیة حتے لا تصح بها الصلوة کذا لا یعد بها قارئا فلا یحرم علے الجنب والحائض اھ (ج ا ص ۱۴۸) وفی الهدایة بعد نقل حدیث لا تقرء الحائض الخ وهو حجة علے مالک فی الحائض وهو باطلاقه یتناول ما دون الآیة فیکون حجة علے الطحاوی فی اباحته اھ قلت فللطحاوی ان یقول عندی حدیث یدل علے ما ذهبت الیه وهو ما بعد هذا الحدیث واما ما رواه الدارقطنی (ج ا ص ۴۴) موقوفا علے علی رض فقال هو صحیح عن علی رض قال (ای علی رض) اقرءوا القرآن ما لم یصب احدکم جنابة فان اصابه فلا ولا حرفا واحدا اھ فقوله حرفا اما ان یحمل علے معنے الآیة مجازا لئلا یخالف المرفوع لاسیما اذا کان قد رواه هو واما ان یقال ان الطهارة لآیة تامة واجبة ولما دونها مستحبة فافهم وقال الترمذی (ج ا ص ۱۹) وهو قول اکثر اهل العلم من اصحاب النبی صم والتابعین ومن بعدهم مثل سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی واحمد واسحق قالوا لا تقرأ الحائض ولا الجنب من القرآن شیئا الا طرف الآیة والحرف ونحو ذلک ورخصوا للجنب والحائض فی التسبیح والتهلیل اھ **قوله** عن علی رض بروایة مجمع الزوائد قال رایت رسول الله صم الخ قال الشیخ وفی قوله ولا آیة دلالة علے ان ما دون آیة یباح تلاوته کما یدل علیه اسلوب الکلام من قصد بیان الاقل وفی التلخیص الحبیر (ص ۱۵ ج ۱) ناقش لالة الحدیث علے المنع من القراءة فقال لکن قال ابن خزیمة لا حجة فی هذا الحدیث لمن منع الجنب من القراءة لانه لیس فیه نهی وانما هی حکایة فعل ولا بین النبی صم انه انما امتنع من ذلک لاجل الجنابة اھ فالجواب عنه بان هذا الحدیث وان کان غیر صریح بالمقصود لکن اذا ضم الیه حدیث کان (صلی الله علیه وسلم) یذکر الله تعالی علے کل احیانه رواه اصحاب الصحاح غیر البخاری والنسائی کما فی العزیزی (ص ۱۵۹ ج ۳)

روایت ہے کہ جب مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگانا مگر اس حال میں کہ تم طاہر ہو (اور یہ عام ہے حدث اکبر اور اصغر دونوں کو پس قرآن چھونے کے لیے جنابت اور بے وضو ہونے سے پاک ہونا ضرور ہوا) اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے اور شیخین (یعنی بخاری و مسلم) نے اسکو روایت نہیں کیا اور اسکو طبرانی اور دارقطنی پھر بیہقی نے (بھی) اپنی سنن میں روایت کیا ہے (زیلعی) حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کو صرف طاہر ہی ہاتھ لگاوے اس کو طبرانی نے کبیر اور صغیر میں روایت کیا ہے اور اسکے رجال کی توثیق کیگئی ہے (مجمع الزوائد) اور عزیزی میں ہے کہ زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے پاس ایک صحیفہ پڑھا انہوں نے (مجھ سے) ذکر کیا کہ اسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کے لیے لکھا تھا (یعنے کسی سے لکھوا دیا تھا) جبکہ ان کو نجران پر حاکم بنایا تھا اور (وہ صحیفہ یہ) حدیث بیان کی (یہ) نہیں تھا کہ عمرہ حج اصغر ہے اور قرآن کو صرف طاہر ہی ہاتھ لگاوے (غیر طاہر نہ چھوئے) اسکو ابو داود نے اپنی مراسیل میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ مسند طریق پر (بھی) مروی ہے لیکن ثابت نہیں (یعنے مرسل ہی ثابت ہے) (تعلیق)

# باب

عن حكيم بن حزام رض قال لما بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن قال لا تمس القرآن الا وانت طاهر رواه الحاكم في المستدرك وقال صحيح الاسناد ولم يخرجاه ورواه الطبراني والدارقطني ثم البيهقي في سننهما (زيلعي)

عن عبد الله بن عمر رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يمس القرآن الا طاهر رواه الطبراني في الكبير والصغير ورجاله موثقون (مجمع الزوائد) وفي العزيزي اسناده صحيح عن الزهري قال قرأت صحيفة عند ابي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم ذكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتبها لعمرو بن حزم حين امره على نجران وساق الحديث فيه والحج الاصغر العمرة ولا يمس القرآن الا طاهر روى مسندا ولا يصح قاله ابو داود في مراسيله وفي التعليق المغني قال الحافظ ابن كثير وهذه وجادة جيدة قد قرأها الزهري وغيره ومثل هذا ينبغي الاخذ به اه قلت ابو بكر تابعي ارسل عن جده كما في التهذيب التهذيب

يفيد دلالته على المقصود من حيث انه صلى الله عليه وآله وسلم لما كان ذاكرا في كل وقت وقد امتنع منه في حال الجنابة مواظبا عليه كما هو مقتضى لفظة كان فظاهر الحال انها علة الامتناع وحديث مجمع الزوائد وحديث الدارقطني صريحان في المنع۔

باب انه لا يمس القرآن الا طاهر قوله عن حكيم الخ قال المؤلف وفي التلخيص الحبير (ص ۴۸ ج ۱) بعد عزوه الحديث الى الدارقطني والحاكم في المعرفة من مستدركه والبيهقي في الخلافيات والطبراني ما نصه في اسناده سويد ابو حاتم وهو ضعيف وذكر الطبراني في الاوسط انه تفرد به وحسن الحازمي اسناده اه وفي مجمع الزوائد (ج ۱ ص ۲۷۶) بعد عزوه الى الطبراني في الكبير والاوسط وفيه سويد ابو حاتم ضعفه النسائي وابن معين في رواية ووثقه في رواية وقال ابو زرعة ليس بالقوي حديثه حديث اهل الصدق اه وفي تهذيب التهذيب وقال ابو بكر البزار في مسنده سويد صاحب الطعام ليس به باس (ج ۴ ص ۲۷۰) قلت فسويد هذا

[illegible]

# الانجاس

## باب

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اذا وطئ احدکم الاذی بخفیه فطهورهما التراب رواه ابوداود ورواه ابن حبان فی صحیحه فی النوع السادس والستین من القسم الثالث والحاکم فی المستدرک وقال حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه انتهی قال النووی فی الخلاصة رواه ابوداود باسناد صحیح (زیلعی)

عن ابی سعید الخدری قال بینما رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یصلی باصحابه اذ خلع نعلیه فوضعهما عن یساره فلما رأی القوم ذلک القوا نعالهم ۱؎

مختلف فیه والاختلاف غیر مضر کما مر وفی العزیزی (ج ۳ ص ۴۳۵) بعد عزوه الی الطبرانی والدارقطنی والحاکم ما نصه واسناده صحیح ودلالته علی الباب ظاهرة وکذا دلالة ما بعده من الحدیثین

تتمه فی تلخیص الحبیر (ص ۸ ج ۱) حدیث انه صلی الله علیه وسلم کتب کتابا الی هرقل (النصرانی) وکان فیه تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الآیة متفق علیه من حدیث ابن عباس رض عن ابی سفیان صخر بن حرب فی حدیث طویل اه ویعرف به ان القرآن اذا کتب فی کتاب رسالة مخلوطا بکلام آخر لا تشترط الطهارة لمسه

باب طهارة الخف والنعل بدلکهما الارض حین تجف النجاسة اذا کانت علیهما النجاسة التی لها جرم قوله عن ابی سعید الخ قال المؤلف وفی العینی فان قلت لعل الاذی المذکور فی الحدیث کان طینا قلت الاذی فی لسان الشرع یحمل علی النجاسة کنایة عن عینها ولو کان طینا لصرح باسمه ولم یذکره بالکنایة لما فیه من اللبس ویدل علیه قوله فان الارض لهما طهور فان قلت الحدیث لم یفصل بین النجاسة التی لا جرم لها وبین التی لها جرم فان اسم الاذی یطلق علیهما وکذلک لم یفصل بین

ہونیکے بعد زمین سے مل دیجاوے تو وہ موزہ اور جوتہ پاک ہوجاتے ہین

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی نجاست پر اپنے چمڑے کے دونون موزون سے چلے تو انکی پاک کرنے والی مٹی ہے اسکو ابوداود نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور شیخین (یعنے بخاری ومسلم) نے اسکو نہین روایت کیا اھ نووی نے خلاصہ مین فرمایا ہے کہ اسکو ابوداود نے باسناد صحیح روایت کیا ہے۔ زیلعی حضرت ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ اس حالت مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے دفعۃ آپنے دونون جوتے اتار دیے اور بائین طرف رکھدیے جب جماعت نے یہ دیکھا تو انھون نے (دیکھی) اپنی جوتیان اتار دین۔

---

۱؎ ج ۱ ص ۱۰۸ و ۱۰۹ - مؤلف ۲؎ کما فی الحدیث الاول من الباب فطهورهما التراب ۱۲ منه

جب جناب رسول اللہ نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ تم کو کون امر باعث ہوا اپنی جوتے اتارنے پر صحابہ رض نے عرض کیا کہ ہم نے آپکو دیکھا کہ آپنے اپنی جوتیاں اتار دیں سو ہم نے (بھی) اپنے جوتے اتار دیئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ ان دونوں میں کوئی نجاست ہے (اسلئے میں نے ان کو اتار دیا تھا) اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آوے تو دیکھ لیا کرے اگر اپنے جوتوں میں نجاست دیکھے تو اسکو پونچھ ڈالے اور ان میں نماز پڑھ لیا کرے اسکو ابوداود نے روایت کیا ہے اور اس سے سکوت کیا ہے۔ اور بلوغ المرام میں ہے کہ اس کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے اھ اور اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر انکی روایت میں یہ مضمون نہیں ہے کہ اور ان میں نماز پڑھ لیا کرے (زیلعی)

**تقریر** جوتوں میں نماز پڑھنا اس وقت عرفا خلاف ادب نہ تھا مگر اب چونکہ مجالس و مساجد میں جوتہ لے جانا خلاف ادب سمجھا جاتا ہے اس لیئے نہ مسجد میں جوتہ لیجاوے اور نہ اسکو پہن کر نماز پڑھے۔

(ان المنی نجس)

اگر کہا جاوے کہ حدیث میں نجاست کے تر دلدار ہونیکی قید ہے اور نہ خشک ہونے کی تو جواب یہ ہے کہ یہ دونوں قیدیں رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے اس فرمان سے نکلیں کہ مٹی انکی پاک کرنے والی ہے یعنی نجاست کی زائل کرنے والی ہے اور تجربہ سے معلوم ہے کہ جوتے اور موزے کی تر نجاست اور اسی طرح غیر دلدار مٹی سے زائل نہیں ہوتی پس حدیث محمول ہوگی خشک اور دلدار نجاست پر

**باب منی کے نجس ہونے کے بیان میں**

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ انھوں نے منی کے

فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوته قال ما حملكم على القائكم نعالكم قالوا رايناك القيت نعليك فالقينا نعالنا فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم[2] ان جبريل عليه السلام اتاني فاخبرني ان فيهما قذرا او قال اذى وقال اذا جاء احدكم الى المسجد فلينظر فان راى في نعليه قذرا او اذى فليمسحه وليصل فيهما رواه ابوداود وسكت[1] عنه وفي بلوغ المرام[2] وصححه ابن خزيمة اهـ ورواه ابن حبان في صحيحه في النوع الثامن والسبعين من القسم الاول الا انه لم يقل فيه وليصل فيهما (زيلعي[3])

## باب

عن عائشة رض انها قالت في المني اذا اصاب الثوب اذا رايته فاغسله وان لم تره فانضحه رواه الطحاوي واسناده صحيح[4] (آثار السنن)

---

الرطب واليابس وانتم قد فصلتم قلت بل فصل الحديث بين الرطب واليابس بالتعليل الذي ذكرناه ايضا (وهو قوله من قبل باسطر فان قلت الحديث مطلق فلم قيده ابوحنيفة رح بقوله النجاسة التي لها جرم قلت النجس لا جرم لها خرجت بالتعليل وهو قوله صلى الله عليه وسلم فان التراب لها طهور اي مزيل نجاستها ونحن نعلم يقينا ان النعل والخف اذا شرب البول او الخمر لا يزيله المسح ولا يخرجه من اجزاء الجلد (ص ۱۴۴ ج ۱) (فائدة) وقد روى ابوبكر بن ابي شيبة في مصنفه (ج ۱ ص ۴۰) نا حفص بن غياث عن الاعمش عن يحيى بن وثاب قال سئل ابن عباس رض خرج الى الصلوة فوطئ على عذرة قال ان كانت رطبة غسل ما اصابه وان كانت يابسة لم تضره اهـ ورجاله رجال الصحيح

**باب ان المني نجس قوله** عن عائشة الخ قال الشيخ واهتمام رسول الله صلى الله عليه وسلم في ازالته ابدا اما بالغسل واما بالفرك من غير ترك مرة دليل على نجاسته ايضا في تابع الآثار **قوله** المني الخ (اي قول جامع الآثار ۱۲ مؤلف) وما ورد من تشبيهه بالمخاط فلا يستلزم الطهارة بل يحتمل عدم حصر طهارة الثوب عنه في الغسل اهـ (ص ۷۰) قال المؤلف اما ما ورد في الغسل والفرك فهو ما في التلخيص الحبير (ص ۱۲ ج ۱) عن عمرة عن عائشة رض قالت كنت افرك المني من ثوب رسول الله

---

[1] ص ۶۴ ج ۲ ج ۱ مؤلف [2] ص ۳۵ ج ۱ مؤلف [3] ج ۱ ص ۱۰۹ مؤلف [4] ج ۱ ص ۱۴ مؤلف
[5] يعني ان يكون التشبيه في ازالته بالفرك كالمخاط قاله الشيخ دامت بركاته

اذا کان یابسا واغسلہ اذا کان رطبا رواہ الدارقطنی وابوعوانۃ فی صحیحہ وابوبکر البزار واعلہ البزار بالارسال عن عمرۃ اھ وفیہ ایضا قد ورد الامر بفرکہ من طریق صحیحۃ رواہ ابن الجارود وفی المنتقی عن ہمام بن الحارث قال کان عند عائشۃ رضی اللہ عنہا ضیف فاجنب فجعل یغسل ما اصابہ فقالت عائشۃ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا بحتہ واما الامر بغسلہ فلا اصل لہ اھ والاعلال بالارسال فی الحدیث الاول لا یصح فانہ یمکن ان یثبت الحدیث بالطریقین متصل ومنقطع ومسند ومرسل وکل ما فی صحیح ابی عوانۃ صحیح کما فی خطبۃ کنز العمال (ص ۳ ج ۱) وما رواہ الدارقطنی وقال صحیح (ص ۴۶ ج ۱) عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اصاب ثوبہ منی غسلہ ثم یخرج الی الصلوٰۃ وانا انظر الی بقعۃ من اثر الغسل فی ثوبہ اھ واما الحدیث الذی ورد فیہ التشبیہ فما رواہ الدارقطنی (ج ۱ ص ۴۶) حدثنا محمد بن مخلد نا ابراہیم بن اسحٰق الحربی نا سعید بن یحییٰ بن الازہر نا اسحٰق بن یوسف الازرق نا شریک عن محمد بن عبد الرحمٰن عن عطاء (بن ابی رباح) عن ابن عباس قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المنی یصیب الثوب قال انما ہو بمنزلۃ المخاط والبزاق وانما یکفیک ان تمسحہ بخرقۃ او باذخرۃ لم یرفعہ غیر اسحٰق الازرق عن شریک محمد بن عبد الرحمٰن ہو ابن ابی لیلیٰ ثقۃ فی حفظہ شیٔ اھ وفی نصب الرایۃ (ج ۱ ص ۱۱۰) قال ابن الجوزی فی التحقیق واسحٰق امام مخرج لہ فی الصحیحین ورفعہ زیادۃ وہی من الثقۃ مقبولۃ ومن وقفہ لم یحفظ انتہی ورواہ البیہقی فی المعرفۃ من طریق الشافعی ثنا سفیان عن عمرو بن دینار وابن جریج کلاہما عن عطاء عن ابن عباس موقوفا وقال ہذا ہو الصحیح موقوف اھ قلت لا منافاۃ بین کونہ موقوفا ومرفوعا فیمکن ان یروی مرۃ مرفوعا ومرۃ اخری موقوفا وقد عرفت قبل ان محمد بن عبد الرحمٰن محتج بہ ومحمد بن مخلد وابراہیم الحربی صحیح حدیثہما الدارقطنی (ص ۴۶ ج ۱) وسعید ہذا ثقۃ من شیوخ مسلم وابن ماجہ کما فی تہذیب التہذیب (ص ۹۷ ج ۴) وشریک کان من الاثبات فلما ولی القضاء تغیر حفظہ وکان یتبرأ من التدلیس ونسبہ عبد الحق فی الاحکام الی التدلیس وسبقہ الی وصفہ بہ الدارقطنی کذا فی طبقات المدلسین (ص ۱۰) وفی تہذیب التہذیب (ج ۴ ص ۳۳۵) قال العجلی کوفی ثقۃ وکان حسن الحدیث وکان اروی الناس عنہ اسحٰق الازرق اھ وفی ص ۳۳۶ قال ابوداؤد

بار رہیں جبکہ وہ کپڑے کو لگ گئی ہو اور فرمایا کہ جب وہ تم کو نظر آجاوے تو اس کو دھو ڈالو اور اگر نظر نہ آوے تو اس کپڑے کو دا تمام خفیف طور پر دھو ڈالو اس کو طحاوی نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد صحیح ہے (آثار السنن) تقرہ بہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے ازالہ میں ہمیشہ اہتمام فرمانا اور ایک بار بھی اس کو بغیر دھوئے نہ چھوڑنا صاف دلیل ہے اس کے نجس ہونے کی۔

---

منہ یدل علی ان ازالۃ اثر النجاسۃ بحیث لا یبقی منہ شیٔ لا تجب لکنہ محمول علی بقائہ بعد السعی التام بالید والسار ۱۲ منہ

منہ وقال الشیخ ابن تیمیۃ نحوہ فی المنتقی ۱۲ منہ

[illegible]

ثقة يخطئ على الاعمش زهير فوقه واسرائيل اصح حديثا منه وابو بكر بن عياش بعده اه قلت حديث هذا ليس عن الاعمش والحاصل انه محتج به في هذا الموضع وقد تكلم فيه الآخرون كما في تهذيب التهذيب ايضا والاختلاف غير مضر وقد مر الجواب عن التشبيه منقولا عن تابع الآثار والله تعالى اعلم ثم اعلم انه يرد على ما في الهداية والمني نجس يجب غسله ان كان رطبا فاذا جف على الثوب اجزأ فيه الفرك ما رواه ابن خزيمة في صحيحه كما في فتح الباري (ج ۱ ص ۲۸۶) عن عائشة رض كانت تسلت المني من ثوبه بعرق الاذخر ثم يصلي فيه وتحكه من ثوبه يابسا ثم يصلي فيه اه فانه يتضمن ترك الغسل في الحالين حشيش طيب الريح كذا في النيل ۱۲ منه وقد رواه الامام احمد في مسنده مرفوعا كما في نصب الراية (ص ۱۰ ج ۱) حدثنا معاذ بن معاذ انبأ عكرمة بن عمار عن عبد الله بن عبيد بن عمير عن عائشة رض قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلت المني من ثوبه بعرق الاذخر ثم يصلي فيه ويحته يابسا ثم يصلي فيه اه وهذا الاسناد رجاله رجال الجماعة الا عبد الله هذا فان البخاري لم يخرج له واخرج له الباقون حته فركه وقشره كذا في القاموس ۱۲ منه وقال صاحب التهذيب روى عن عائشة وفي تهذيب التهذيب قال ابن حزم في المحلى لم يسمع من عائشة رض (ج ۵ ص ۳۰۸) فان سلم الانقطاع فهو غير مضر عند اصحاب المذهب وفي نيل الاوطار (ص ۴۵ ج ۱) قالوا الاصل الطهارة فلا ننتقل عنها الا بدليل واجيب بان التعبد بالازالة غسلا او مسحا او فركا او حتا او حكا ثابت ولا معنى لكون الشيء نجسا الا انه مأمور بازالته بما احال عليه الشارع فالصواب ان المني نجس يجوز تطهيره باحد الامور الواردة وهذا خلاصة ما في المسئلة من الادلة من جانب الجميع اه واستحسنه شيخنا وفي نفسي بعد شيء من نجاسة المني والمسئلة ظنية ولكل وجهة

(فائدة) في تلخيص الحبير (ص ۱۲ ج ۱) لم يذكر الرافعي الدليل على طهارة رطوبة فرج المرأة وقد روى ابن خزيمة في صحيحه من طريق عبد الرحمن بن القاسم عن ابيه عن عائشة رض قالت ينبغي للمرأة ان تعد خرقة فاذا فرغ زوجها ناولته فمسح عنه الاذى ومسحت عنها ثم صليا في ثوبيهما موقوف ومن طريق يحيى بن سعيد عن القاسم سألت عائشة عن الرجل يأتي اهله ثم يلبس الثوب فيعرق فيه فقالت كانت المرأة تعد خرقة فاذا كان مسح بها الرجل الاذى عنه لم ير ان ذلك ينجسه اهـ فهذا الاثر يصح به الاستدلال على طهارة رطوبة فرج المرأة على مذهب الامام الشافعي القائل بطهارة المني دون مذهب الامام الاعظم القائل

## باب

عن ابن عمر قال كنت ابيت في المسجد في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكنت فتى شابا عزبا وكانت الكلاب تبول وتقبل وتدبر في المسجد فلم يكونوا يرشون شيئا من ذلك رواه ابو داؤد في سننه وسكت عنه

عن نافع قال سئل ابن عمر رض عن الحيطان تكون فيها العذرة وابوال الناس وروث الدواب فقال اذا سالت عليها الامطار وجففته الرياح فلا باس في الصلوة فيه يذكر ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم رواه الطبراني في الاوسط وفيه عمرو بن عثمان الكلابي الرقي ضعفه ابو حاتم والازدي ووثقه ابو حاتم بن حبان وقال ابن عدي له احاديث صالحة وبقية رجاله رجال الصحيح خلا شيخ الطبراني

بنجاسته فان هذه الرطوبة لا تخلو عن المني فمن قال بطهارته لا يضره خلطه في الرطوبة ومن قال بنجاسته لا يصح له القول بطهارة الرطوبة فانها مخلوطة بالمني النجس فتكون نجسة ويعارض هذا الاثر اثر عائشة رض المذكور في المتن فانه دال على الطهارة واثر المتن على النجاسة ويمكن التطبيق بحمل اثر المتن على التنظيف ولكن اصحابنا لم يذهبوا اليه بل رجحوا جانب النجاسة لان النبي صلى الله عليه وسلم ثبت عنه ما يدل على نجاسة المني وقدم قريبا وحديث انما يغسل الثوب من خمس من الغائط والبول والقئ والدم والمني رواه الدارقطني وقال لم يروه غير ثابت بن حماد وهو ضعيف جدا وابراهيم وثابت ضعيفان اهـ وقال البيهقي باطل لا اصل له كذا في الزيلعي (ص ١٠ ج ١)

**باب** طهارة الارض بالجفاف **قوله** عن ابن عمر الخ قال المؤلف وفي فتح القدير (ص ٧٥ ج ١) فلولا اعتبارها تطهر بالجفاف كان ذلك تبقية لها بوصف النجاسة مع العلم بانهم يقومون عليها في الصلوة البتة اذ لا بد منه مع صغر المسجد وعدم من يتخلف للصلوة في بيته وكون ذلك يكون في بقاع كثيرة من المسجد لا في بقعة واحدة حيث كانت تقبل وتدبر فان هذا التركيب في الاستعمال يفيد تكرر الكائن منها ولان تبقيتها نجسة ينافي الامر بتطهيرها فوجب كونها تطهر بالجفاف اهـ واما ما رواه البخاري

له ص ١٠ ج ١ ـ ملتقط ـ عه عن سمرة بن جندب قال امرنا رسول الله ان نتخذ المساجد في ديارنا وامرنا ان ننظفها رواه احمد والترمذي وقال صحيح كذا في الترغيب ١٢ منه

### باب زمین کا پاک ہو جانا خشک ہو جانے سے

ف۔ حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رات کو مسجد میں رہتا تھا اور میں نوعمر جوان (یعنی) مجرد تھا اور کتے کبھی (کبھی) مسجد میں پیشاب کر جاتے تھے اور آتے جاتے تھے سو اسکی وجہ سے لوگ (مسجد کو) دھوتے نہ تھے اس کو ابو داود نے روایت کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے تقریر۔ مطلب یہ ہے کہ خشک ہو جانے سے خود پاک ہو جاتی تھی۔

**نافع** رح سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رض سے ان باغوں (کی زمین) کے بارہ میں سوال کیا گیا جن میں آدمیوں کا پاخانہ اور لوگوں کا پیشاب اور جانوروں کی لید (پڑی) ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب اس (زمین) پر بارش (کا پانی) بہ جاوے اور اسکو ہوائیں خشک کر دیں تو وہاں نماز پڑھنے میں کچھ ڈر نہیں وہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر فرماتے تھے اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے (مجمع الزوائد)

**تقریر**۔ بارش کا پانی بہ جانے کی قید استحباب کے لیے ہے تاکہ نجاست خفیف ہو جاوے ورنہ صرف اس جگہ کا خشک ہونا کافی ہے جیسا کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوا اور اس تقریر پر دونوں حدیثوں میں تعارض نہ رہا۔

کذا فی مجمع[۵] الزوائد) قلت وشیخ الطبرانی ثقة علی قاعدة صاحب مجمع الزوائد وتذکرہ فی الحاشیة ثنا عبد اللہ بن نمیر عن اسمعیل الازرق عن ابن الحنفیة (ہو محمد وتابعی ۱۲ منہ) قال اذا جفت الارض فقد زکت رواہ ابو بکر بن ابی شیبة فی مصنفه[۲] ورجاله رجال الجماعة ولا یثبت[۶] مرفوعا قال فی التلخیص حدیث زکوة الارض یبسها لا اصل له اھ حدثنا عبد الرحمن بن مهدی عن الحرث بن عمیر عن ایوب عن ابی قلابة (تابعی ۱۲ منہ) قال اذا جفت الارض فقد زکت رواہ ابو بکر بن ابی شیبة فی مصنفه[۳] ورجاله رجال الصحیح

عن ابی ہریرة رض قال قام اعرابی فبال فی المسجد فتناوله الناس فقال لهم النبی ص دعوہ واہریقوا علی بوله سجلا من ماء او ذنوبا من ماء فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین اھ فهو محمول علی ما ذکرہ فی اشعة اللمعات احتمالا (ج ا ص ۳۳۲) حدیث دلالت نکرد برآن کہ قوم درانجا نماز کردند پیش از خشک شدن شاید کہ ریختن آب بالفعل برائے آن بودہ باشد کہ تا نجاست سبک گردد وبوئے ورنگ بول بجہت علاج آب برطرف شود وپاک بخشک شدن شدہ باشد وحدیث ازین ساکت ست اھ قلت یدل علی ان صب الماء لم یکتف به ما فی مجمع الزوائد (ج ا ص ۱۸۱) عن عبد اللہ یعنی ابن مسعود رض قال جاء اعرابی فبال فی المسجد فامر النبی ص بمکانه فاحتفر وصب علیه دلو من ماء الحدیث رواہ ابو یعلی وفیه سمعان بن مالک قال ابو زرعة لیس بالقوی وقال ابن خراش مجهول وبقیة رجاله رجال الصحیح وروی ابو یعلی عقبه باسناد رجاله رجال الصحیح عن انس عن النبی ص قال مثله اھ وروی ابو داود عن عبد اللہ بن معقل بن مقرن قال صلی اعرابی مع النبی ص بهذہ القصة قال فیه وقال یعنی النبی صلی اللہ علیه وسلم خذوا ما بال علیه من التراب فالقوہ واہریقوا علی مکانه ماء قال ابو داود وهو مرسل اھ وفی فتح الباری مرسل رواته ثقات (ص ۲۸۰ ج ۱) وفی التلخیص الحبیر (ص ۱۳ ج ۱) عن طاؤس مرسلا وفیه احفروا مکانه اھ ثم قال الا ان هذہ الطرق المرسلة مع صحة اسنادها اذا ضمت الی احادیث الباب اخذت قوة اھ وفی فتح الباری عن طریق طاؤس الی سعید بن منصور وقال رواته ثقات اھ وفی الهدایة وان اصابت الارض نجاسة

حضرت ابن الحنفیہ (تابعی ہیں) اسے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب زمین خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا ہے اور اسکے رجال صحاح ستہ کے رجال ہیں۔ حضرت ابو قلابہ (تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ جب زمین خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا ہے اور اسکے رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں۔

---

[۱] ص ۸۱ ج ا مؤلف [۲] ص ۱۴۳ ج ا مؤلف [۳] ص ۱۴۳ ج ا مؤلف منہ [۵] وفی نصب الرایة (ج ا ص ۱۱۰) عن النبی ص انه قال زکوة الارض یبسها قلت غریب اھ ۱۲ منہ

تجفف بالشمس وذهب اثرها جازت الصلوة على مكانها ولا يجوز التيمم به لان طهارة الصعيد ثبتت شرطا بنص الكتاب فلا تتادى بما ثبت بالحديث اھ ملخصا وتامل فيه وفي الكفاية (ص ١٤٧ ج ١ مصري)، وفي الخلاصة في النجاسة التي اصابت الارض وهي رطب بعد فاراد تطهيرها ان يصب الماء عليها ويدلك بعد ذلك وينشف بصوف او بخرقة اذا فعل ثلاثا طهرت وان لم يفعل ذلك ولكن صب عليها ماء كثيرا حتى زالت النجاسة ولا يوجد في ذلك لون ولا ريح كان طاهرا اھ قوله عن نافع الخ قال المؤلف ودلالته على الباب ظاهرة بما من تقرير الحاشية وفي قاعدة صاحب المجمع ما ذكره في الخطبة (ص ج ١) ومن كان من مشائخ الطبراني في الميزان نبهت على ضعفه ومن لم يكن في الميزان الحقته بالثقات الذين بعده (اي بعد ذلك الشيخ في ذلك السند) والصحابة لا يشترط فيهم ان يخرج لهم اهل الصحيح فانهم عدول وكذلك شيوخ الطبراني الذين ليسوا في الميزان اھ قلت وهذا بناء على ما ذكره صاحب ميزان الاعتدال (ج ١ ص ٣) ولم ار من الرائي ان احذف اسم احد ممن له ذكر بتليين ما في كتب الائمة المذكورين خوفا من ان يتعقب علي لا اني ذكرته لضعف فيه عندي اھ ودلالة بقية الآثار على الباب ظاهرة (تنبيه) في التلخيص الحبير (ص ١٠٨ ج ١) حديث روي انه صلى الله عليه وسلم قال تعاد الصلوة من قدر الدرهم من الدم الدارقطني والبيهقي والعقيلي في الضعفاء وابن عدي في الكامل من حديث ابي هريرة وفيه روح بن غطيف تفرد به عن الزهري قال ذلك ابن عدي وغيره وروى العقيلي من طريق ابن المبارك قال رايت روح بن غطيف صاحب الدم قدر الدرهم فجلست اليه مجلسا فجعلت استحي من اصحابي ان يروني جالسا معه وقال الذهلي اخاف ان يكون هذا موضوعا وقال البخاري حديث باطل وقال ابن حبان موضوع وقال البزار اجمع اهل العلم على نكرة هذا الحديث قلت وقد اخرجه ابن عدي في الكامل من طريق اخرى عن الزهري لكن فيها ايضا ابو عصمة وقد اتهم بالكذب اھ وفي نصب الراية (ص ١١١ ج ١) وقال ابن حبان موضوع لا شك فيه لم يقله رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن اخترعه اهل الكوفة وكان روح بن غطيف يروي الموضوعات عن الثقات وذكره ابن الجوزي في الموضوعات اھ وحديث الوضوء من كل دم سائل رواه الدارقطني وابن عدي كما في الزيلعي (ص ١٢ ج ١) وفيه كلام شديد وهو غير قابل للاحتجاج به

باب اس بیان میں کہ جو کپڑا دودھ پیتے بچے کے پیشاب میں نجس ہوگیا ہو اس کا دھونا واجب ہے۔ حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ امام حسن رض یا امام حسین رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر پیشاب کر دیا تو آپ نے ان کو چھوڑے رکھا اسی حالت پر یہاں تک کہ وہ پوری طرح پیشاب کر چکے پھر پانی منگایا اور اس کو اسپر



(یعنی پیٹ پر) بہا دیا۔ اسکو طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن روایت کیا ہے (فتح الباری) حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اور اسنے آپکی گود میں پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگایا اور اسکو (اس گود کی جگہ پر) بہا دیا (یعنی دھولیا) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

(وجوب غسل الثوب من بول الغلام الرضيع)

## باب

عن ام سلمة رض قالت بال الحسن او الحسين على بطن رسول الله صلى الله عليه وسلم فتركه حتى قضى بوله ثم دعا بماء فصبه عليه رواه الطبراني في الاوسط باسناد حسن (فتح الباري) عن عائشة رض قالت اتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بصبي يرضع فبال في حجره فدعا بماء فصبه عليه رواه مسلم[2]

**باب** وجوب غسل الثوب من بول الغلام الرضيع قال المؤلف دلالة الاحاديث على الباب ظاهرة واما ما في التلخيص الحبير (ص ٣٣ ج ١) روى ابو داود والبزار والنسائي وابن ماجه وابن خزيمة والحاكم من حديث ابي السمح قال كنت اخدم رسول الله صلعم فاتي بحسن او حسين فبال على صدره فجئت اغسله فقال يغسل من بول الجارية ويرش من بول الغلام وقال البخاري حديث حسن وفي لفظ الترمذي عن علي مرفوعا ينضح بول الغلام ويغسل بول الجارية وقال حسن اهـ (ص ١٣ و ٣٤ ج ١) فالمراد بالرش والنضح الغسل الخفيف بغير مبالغة له فحصل التوفيق بين الاحاديث ولان النجاسة لا تزيل بالنضح

## باب

عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر عذاب القبر من البول رواه الحاكم وقال حديث صحيح على شرط الشيخين ولا اعرف له علة ولم يخرجاه (زيلعي) ورواه الدارقطني[3] وقال صحيح

باب اس بیان میں کہ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا پیشاب پاک نہیں

(ان بول ما يؤكل لحمه ليس بطاهر)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر قبر کا عذاب پیشاب سے ہوتا ہے اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور میں اسمیں کوئی علت نہیں پہچانتا ہوں اور انھوں نے اسکو نہیں روایت کیا (زیلعی) تقریر وجہ اس حدیث میں پیشاب مطلق وارد ہوا ہے لہذا ان جانوروں کے پیشاب کو بھی عام ہوگا جو حلال ہیں۔

**باب** ان بول ما يؤكل لحمه ليس بطاهر قوله عن ابي هريرة الخ قال المؤلف وعم البول باطلاقه كل بول وقد ورد ما يعارضه وهو ما في نيل الاوطار (ج ١ ص ٤٨) عن انس بن مالك رض ان رهطا من عكل او قال عرينة قدموا فاجتووا المدينة فامر لهم رسول الله صلعم بلقاح وامرهم ان يخرجوا فيشربوا من ابوالها والبانها متفق عليه اهـ وما في مجمع الزوائد (ج ١ ص ١١٨) عن الحسن ان عمر بن الخطاب رض اراد ان ينهى عن متعة الحج فقال له ابي ليس ذلك لك قد تمتعنا مع رسول الله صلعم واراد ان ينهى عن حلل الحبرة لانها تصبغ بالبول فقال له ابي ليس ذلك لك قد لبسهن النبي صلعم ولبسناهن في عهده رواه احمد

له ج ١ ص ٢٠١ - مؤلف، ٢ه ص ١٣٩ ج ١ مؤلف، ٣ه ج ١ ص ٤٧ مؤلف، ٤ه ص ٢٧ ج ١ مؤلف

والحسن البصری) لم یسمع من عمر ولا من ابی اھ وما رواہ الدارقطنی عن براء وجابر رضی اللہ عنہما مرفوعا لا بأس ببول ما اکل لحمہ کما فی النیل (ص ۴۹ ج ۱) وما فی فتح الباری (ص ۲۹۲ ج ۱) روی ابن المنذر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعا ان فی ابوال الابل شفاء للذربۃ بطونہم والذرب فساد المعدۃ اھ فالجواب عن الاول کما فی فتح الباری (ص ۲۹۱ ج ۱) قال ابن العربی تعلق بھذا الحدیث من قال بطہارۃ ابوال الابل وعورضوا بانہ اذن لہم فی شربہا للتداوی وتعقب بان التداوی لیس حال ضرورۃ بدلیل انہ لا یجب فکیف یباح الحرام لما لا یجب واجیب بمنع انہ لیس حال ضرورۃ بل ہو حال ضرورۃ اذا اخبرہ بذلک من یعتمد علی خبرہ وما ابیح للضرورۃ لا یسمی حراما وقت تناولہ لقولہ تعالی وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ فما اضطر الیہ المرء فہو غیر محرم علیہ کالمیتۃ للمضطر واللہ اعلم وما تضمنہ کلامہ من ان الحرام لا یباح الا لامر واجب غیر مسلم فان الفطر فی رمضان حرام ومع ذلک فیباح لامر جائز کالسفر مثلا واما قول غیرہ لو کان نجسا ما جاز التداوی بہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیہا رواہ ابو داود من حدیث ام سلمۃ رضی اللہ عنہا والنجس حرام فلا یتداوی بہ لانہ غیر شفاء فجوابہ ان الحدیث محمول علی حالۃ الاختیار واما فی حال الضرورۃ فلا یکون حراما کالمیتۃ للمضطر اھ ملخصا بلفظہ وفی الدر المختار (ص ۲۱۶ ج ۱) اختلف فی التداوی بالمحرم وظاہر المذہب المنع کما فی رضاع البحر لکن نقل المصنف ثمہ وہنا عن الحاوی وقیل یرخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتوی اھ والجواب عن حدیث البصری انہ مبیح وحدیث الباب محرم فیرجح کذا قال شیخی واللہ اعلم ولا یعل بالانقطاع فان مراسیلہ مقبولۃ کما سنذکرہ والجواب عن حدیث ابن عباس قد خرج مما ذکر فی تقریر حدیث ابی ہریرۃ والجواب عن حدیث براء وجابر انہ غیر محتج بہ فصلہ فی نیل الاوطار (ص ۴۹ ج ۱) وفیہ ایضا قال ابن حزم انہ خبر باطل موضوع (ص ۵۰) (فائدہ) فی تہذیب التہذیب (ج ۲ ص ۲۶۶) وقال ابن المدینی مرسلات الحسن اذا رواہا عنہ الثقات صحاح ما اقل ما یسقط منہا وقال ابو زرعۃ کل شیٔ یقول الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجدت لہ اصلا ثابتا ما خلا اربعۃ احادیث اھ وفیہ ایضا وقال الدارقطنی مراسیلہ فیہا ضعف اھ (ص ۲۷۰ ج ۲) قلت قد عرفت ان الاختلاف غیر مضر وابن المدینی ہو علی بن عبد اللہ شیخ البخاری

ولم اطلع علیہا فی کلام احد ۱۲ منہ

التداوی بمحرم جائز

مرسل الحسن البصری

## باب

عن عبد اللہ رض یقول اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الغائط فامرنی ان آتیہ بثلاثۃ
احجار فوجدت حجرین والتمست الثالث فلم اجد فاخذت روثۃ فاتیت بہا
فاخذ الحجرین والقی الروثۃ وقال ھذا رکس رواہ البخاری ؒ

بہ یقدم علی الدارقطنی و ماظہر لی من مجموع کلامہم ہو ان مراسیلہ مقبولۃ عند من یحتج بالمرسل وقد
ذکرہ فی طبقات المدلسین فی طبقۃ الذین قال فیہم الثانیۃ من احتمل الائمۃ تدلیسہ واخرجوا لہ فی الصحیح
لامامتہ وقلۃ تدلیسہ فی جنب ماروی کالثوری او کان لایدلس الا عن ثقۃ کابن عیینۃ اھ (ص ۲
وہ مصری) آ فی التعلیق الحسن (ص ۱۰۹ ج ۲) ومنہا ما اخرجہ المزی فی تہذیب الکمال باسنادہ
عن یونس بن عبید قال سألت الحسن رح قلت یا ابا سعید انک تقول قال رسول اللہ صلعم وانک
لم تدرکہ قال یا ابن اخی لقد سألتنی عن شئ ما سألنی عنہ احد قبلک ولولا منزلتک منی ما اخبرتک
انی فی زمان کما تری وکان فی عمل الحجاج کل شئ سمعتنی اقول قال رسول اللہ صلعم فہو عن علی بن
ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا رض انتہی قلت قال الشیخ العلامۃ مولانا فخر الدین
النظامی رح فی کتابہ فخر الحسن ہذا دلیل جلیل علی سماع الحسن من علی المرتضی واکثارہ عنہ کرم اللہ تعالی وجہہ
ودیہ من رائی وجہہ والرواۃ لیس فیہم کلام للثقات انتہی ومنہا ما اخرجہ ابو یعلی فی مسندہ۔
حدثنا جویرۃ بن اشرس قال اخبرنا عقبۃ بن ابی الصہباء الباہلی قال سمعت الحسن یقول سمعت
علیا رض یقول قال رسول اللہ صلعم مثل امتی مثل المطر الحدیث قال السیوطی فی اتحاف الفرقۃ بوصل الخرقۃ
قال محمد بن الحسن الصیرفی شیخ شیوخنا ہذا نص صریح فی سماع الحسن من علی رض ورجالہ ثقات
جویرۃ وثقہ ابن حبان وعقبۃ وثقہ احمد وابن معین انتہی۔

**باب** ان الروثۃ نجسۃ **قولہ** عن عبد اللہ الخ قال المؤلف دلالتہ علی الباب ظاہرۃ

---

باب لید کے نجس ہونے کے بیان میں

حضرت عبد اللہ بن مسعود رض فرماتے ہیں کہ نبی صلعم پاخانہ پھر نے تشریف لے گئے اور مجھے حکم دیا کہ میں آپکے پاس تین ڈھیلے لے آؤں سو مجھکو دو ڈھیلے ملے اور تیسرے کو میں نے تلاش کیا مگر نہ ملا تو میں نے ایک (ھد) لید لی اور آپکے پاس ان (سب) کو لے آیا آپ نے دونوں پتھر تو لے لیے اور لید پھینک دی اور فرمایا کہ یہ نجس ہے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے

---

ص ۱۴۷ ج ۱ مولفہ

# الاستنجاء

## باب

عن انس بن مالك يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الخلاء فاحمل انا وغلام اداوة من ماء وعنزة يستنجي بالماء رواه البخاري عن ابي هريرة قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اتى الخلاء اتيته بماء في تور او ركوة فاستنجى ثم مسح يده الارض ثم اتيته باناء آخر فتوضأ رواه ابو داود وسكت عنه عن علي رض قال ان من كان قبلكم كانوا يبعرون بعرا وانتم تثلطون ثلطا فاتبعوا الحجارة الماء اخرجه ابن ابي شيبة والبيهقي باسناد حسن (تلخيص تخريج هدايه)

**باب** كون الاستنجاء سنة بالماء اذا طهر موضع الاستنجاء بالاحجار ولم تتجاوز النجاسة عن محلها قال المؤلف دل الحديث الاول والثاني على استنجاءه صلى الله عليه وسلم بالماء والثالث على كون حالهم رج عادم تجاوز النجاسة محلها وعلى كون الاستنجاء بالماء مسبوقا بالحجارة فدل المجموع على جميع اجزاء الباب وثبت بهذا كله التفصيل الذي ذهب اليه فقهاؤنا رح في الباب كما في الهداية وغيرها نصا ولو جاوزت النجاسة مخرجها لم يجز الا الماء وهذا لان المسح غير مزيل الا انه اكتفى به في موضع الاستنجاء فلا يتعداه ثم يعتبر القدر المانع وراء موضع الاستنجاء عند ابي حنيفة وابي يوسف لسقوط اعتبار ذلك الموضع وعند محمد رح مع موضع الاستنجاء اعتبارا بسائر المواضع (ج ١ ص ٦٢) افاده الشيخ دامت بركاته وفي الكفاية (ج ١ ص ١٩٠ مصري) والفرق بينهما ان هذا موضع محكوم بطهارته شرعا حتى لو صلى بدون الغسل مع استعمال الاحجار يجوز بلا كراهة بالاجماع فصار كالطهارة حقيقة بخلاف قليل النجاسة فانه غير محكوم بطهارته حتى كرهت الصلوة عندنا ولم يجز عند الشافعي رح فافترقا اه۔

متجاوز نہو حضرت انس بن مالک رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لیجاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا چھاگل اور ایک آہنی شام کی لکڑی لیکر جاتے تاکہ ڈھیلے زمین میں اس سے رکھا ہیں) آپ پانی سے استنجاء فرماتے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء کو تشریف لیجاتے تو میں ایک پتھر کے برتن میں یا ایک مشکیزہ میں آپکے پاس پانی لے آتا پس آپ استنجا فرماتے پھر اپنے (اس) ہاتھ کو (جس سے کہ استنجا کیا تھا) زمین پر ملتے پھر میں آپکے پاس دوسرا برتن (پانی کا) لے آتا تو آپ وضو فرماتے اسکو ابو داود نے روایت کیا ہے۔ اور اس سے سکوت کیا ہے حضرت علی رض سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ (اے تابعین کے گروہ) تم سے پہلے جو حضرات تھے (یعنی صحابہ رض اور رسول اللہ) وہ مینگیاں (یعنی خشک پاخانہ) پھرتے تھے اور تم پتلا پاخانہ پھرتے ہو سو تم ڈھیلوں کے بعد پانی (ضرور) لے لیا کرو اس کو ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے باسناد حسن روایت کیا ہے (تلخیص تخریج ہدایہ) م

۱ ج ۱ ص ۲۷ مؤلف ۲ ج ۱ ص ۲۹ مؤلف ۳ ص ۵۰۔ مؤلف [illegible]

باب اس بیان میں کہ جب پائخانہ جاوے تو اپنے ساتھ وہ چیز نہ لیجاوے جس میں کوئی تعظیم کے قابل نام ہو

حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو اپنی انگشتری کو اتار دیتے اسکو اصحاب سنن اربعہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے تصحیح کی ہے (نیل) اور عزیزی میں اس کو صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم کیطرف (دیکھی) منسوب کیا ہے پھر کہا کہ (ہمارے) شیخ نے کہا کہ حدیث صحیح ہے اھ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ (آپکی) انگوٹھی کا نقش تین سطرین تھیں محمد ایک سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے تصریح اور تمام اسماء وکلمات معظمہ کا بھی یہی حکم ہے

## باب

عن انس رضہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ رواہ الاربعۃ وصححہ الترمذی کذا فی النیل وفی العزیزی عزاہ الی صحیح ابن حبان و مستدرک الحاکم ایضا ثم قال قال الشیخ حدیث صحیح اھ وفی روایۃ للبخاری کان نقش الخاتم ثلثۃ اسطر محمد سطر و رسول سطر واللہ سطر کما فی المشکوۃ

## باب

عن ابی ایوب رضہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروھا ببول ولا غائط ولکن شرقوا او غربوا قال ابو ایوب فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بنیت قبل القبلۃ فننحرف عنہا ونستغفر اللہ رواہ مسلم
عن معقل بن ابی معقل رضہ الاسدی قال نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلتین ببول او غائط رواہ ابوداؤد وسکت عنہ

باب ترک استصحاب ما فیہ اسم معظم اذا دخل الخلاء قال المؤلف دلالۃ مجموع احادیث الباب علیہ ظاھرۃ۔ وحدیث انس رضہ قد تکلم فیہ لکن قال المنذری الصواب عندی تصحیحہ فان رواتہ ثقات اثبات کما فی النیل

باب النہی عن الاستقبال والاستدبار الی القبلۃ فی البول والتغوط قال المؤلف دلالۃ الاحادیث علی الباب ظاہرۃ وفی عون المعبود (ص ۷ ج ۱) تحت حدیث معقل رضہ القبلتین الکعبۃ وبیت المقدس وھذا یحتمل ان یکون علی معنی الاحترام لبیت المقدس اذ کان مرۃ قبلۃ لنا ویحتمل ان یکون من اجل استدبار الکعبۃ لان من استقبل بیت المقدس بالمدینۃ فقد استدبر الکعبۃ اھ قلت فلا یحتج بہ علی النہی عن الاستقبال الی بیت المقدس فانہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال وفی الترغیب (ص ۲۵ ج ۱) وقد جاء النہی عن استقبال القبلۃ واستدبارھا فی الخلاء فی غیر ما حدیث صحیح مشہور اھ وقد ورد ما یعارض احادیث الباب فمنہ ما فی نیل الاوطار (ص ۸۰ ج ۱) عن ابن عمر رضہ قال رقیت

باب پیشاب و پائخانہ کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنے کی ممانعت کا حضرت ابو ایوب رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم پائخانہ پھرنے جاؤ تو نہ قبلہ کیطرف منہ کرو اور نہ اسکی طرف پشت کرو پیشاب (کی حالت) میں اور نہ پائخانے (کی حالت) میں لیکن مشرق کی طرف رخ کرلو یا مغرب کیطرف (یہ حکم اہل مدینہ اور ان مقامات کے رہنے والوں کا ہے جن کا قبلہ اہل مدینہ کے قبلہ کی سمت پر ہے) کہ وہ اگر مشرق یا مغرب کیطرف رخ کریں تو قبلہ کیطرف انکا نہ منہ ہو

ص ۵۳ ج ۱ مولف ص ۱۲۵ ج ۳ مؤلف ج ۱ ص ۱۳۰ مولف ص ۷ ج ۱ مولف

یوماً علی بیت حفصۃ فرایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی حاجتہ مستقبل الشام مستدبر الکعبۃ رواہ الجماعۃ اھ وفی فتح الباری (ج ۱ ص ۲۱۷) وللحکیم الترمذی بسند صحیح فرایتہ فی کنیف اھ ومنہ ما رواہ ابو داود وسکت عنہ ہو والمنذری وذکر فی فتح الباری انہ اخرجہ ابو داود والحاکم باسناد حسن کما فی نیل الاوطار (ص ۱ ج ۱) عن مروان الاصفر قال رایت ابن عمر اناخ راحلتہ مستقبل القبلۃ یبول الیہا فقلت ابا عبد الرحمن الیس قد نہی عن ذلک فقال بلی انما نہی عن ہذا فی الفضاء فاذا کان بینک وبین القبلۃ شیئ یسترک فلا باس اھ ومنہ ما فی شرح مسلم للنووی رح (ص ۱۳۰ ج ۱) عن جابر رض قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلۃ ببول فرایتہ قبل ان یقبض بعام یستقبلہا رواہ ابو داود والترمذی وغیرہما واسنادہ حسن ومنہ ما فی النووی ایضاً عن عائشۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلغہ ان اناسا یکرہون استقبال الکعبۃ بفروجہم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوقد فعلوہا حولوا بمقعدی ای الی القبلۃ رواہ احمد بن حنبل فی مسندہ وابن ماجہ باسناد حسن اھ فالجواب عن الاول بان فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم یحتمل ان یکون لعذر او کان قعدہ صلی اللہ علیہ وسلم منحرفا عن القبلۃ ولم یرہ ابن عمر رض حق الرؤیۃ فی تلک الحالۃ فقال ما قال والرؤیۃ الکاملۃ لا تحصل فی مثل تلک الحالۃ افادہ الشیخ واللہ تعالی اعلم وعن الثانی بان ہذا اجتہاد منہ ولعل وجہ اجتہادہ رضی اللہ تعالی عنہ انہ قاسہ علی السترۃ فان احدا لیس لہ ان یجتاز امام المصلی واذا کانت السترۃ حائلۃ بینہ وبین المصلی فلہ ذلک فقاس علی ذلک ان لا یجوز استقبال القبلۃ ولا استدبارہا فی حال البول ولکن اذا حال بینہ وبین القبلۃ شیئ فلا باس بہ قیاسا علی السترۃ قال الشیخ ہذا التفصیل لا یقبل منہ عند اطلاق المرفوع واللہ تعالی اعلم وعن الثالث بانہ فعل یحتمل ان یکون لعذر قالہ الشیخ واللہ اعلم وعن الرابع بانہ یمکن ان یقال ان ثبوت الحدیث قد اختلف فیہ فضعفہ بعضہم کما فی النیل (ج ۱ ص ۷۶) فلا یعارض بہ ما ہو المتفق علی صحتہ ولو سلم التعارض فالمعنی انہ محمول علی نفی الکراہۃ الشدیدۃ وہذا اصح عندی وقد ذہب الجمہور الی تفصیل ابن عمر کما فی النیل عن فتح الباری (ص ۵۷ ج ۱)

ابوایوب فرماتے ہیں کہ پھر ہم شام میں (گئے) آئے تو پاخانے قبلہ رخ بنے ہوئے پائے سو ہم قبلہ (کعبہ) سے منحرف ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اللہ سے استغفار کرتے ہیں (کہ اگر پھر کر بیٹھنے میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ العفو فرماوین) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے حضرت معقل بن ابی معقل اسدی رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا دونوں قبلوں (یعنی کعبہ وبیت المقدس) کیطرف منہ کرنے سے پیشاب (کی حالت) میں یا پاخانہ (کی حالت) میں اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسپر سکوت کیا ہے لیکن مقصود بیت المقدس کیطرف منہ کرنے کی ممانعت حاصل ہونے کے لیے ہے اس وجہ سے کہ جب بیت المقدس کیطرف منہ کرینگے تو کعبہ کو پشت ہوگی تو حقیقت میں کعبہ کیطرف پشت کرنے سے منع فرمانا مقصود ہے نہ کہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنے سے خوب سمجھ لو۔

## باب پانی سے استنجار واجب نہونا اور کلوخ پر کفایت کرنا جبکہ محل سے نجاست نہ بڑھے پاخانہ میں بھی اور پیشاب میں بھی

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پاخانہ جائے تو تین ڈھیلوں سے صفائی کرلے کہ وہ اس کو کفایت کرتے ہیں اسکو امام احمد اور نسائی اور ابوداود اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور (دارقطنی) نے کہا ہے کہ اسکی اسناد حسن صحیح ہے (نیل الاوطار)

## باب

عن عائشة رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا ذهب احدكم الى الغائط فليستطب بثلاثة احجار فانها تجزى عنه رواه احمد والنسائى وابوداود والدارقطنى وقال اسناد صحيح حسن (نيل الاوطار)

**باب** عدم وجوب الاستنجار بالماء والكفاية بالحجر اذا لم تتجاوز النجاسة عن المخرج فى الغائط والبول **قوله** عن عائشة رض الخ قال المؤلف ودلالته على الباب ظاهرة حيث حكم باجزاء الاحجار ولم يأمر باتباع الماء بعده كما فى النيل حيث قال وقوله فانها تجزى عنه اى تكفيه وهو دليل لمن قال بكفاية الاحجار وعدم وجوب الاستنجار بالماء واليه ذهبت الشافعية والحنفية وبه قال ابن الزبير وسعد بن ابى وقاص وابن المسيب وعطاء اهـ ولما ثبت كفاية الاستنجار بالحجر فقط فى موضع الغائط فى بعض الاوقات وكان موضع البول ايضا نجسا تجب طهارته بالدلائل الشرعية كقوله عليه السلام استنزهوا من البول ولم يغسله بالماء ثبت ايضا جواز طهارة موضع البول بالاحجار فانه اشبح وقد روى عبد الرزاق (ج ۵ ص ۱۲۶ كنز العمال) عن عبد الرحمن بن ابى ليلى قال كان عمر بن الخطاب يبول ثم يمسح ذكره بحجر او بغيره ثم اذا توضأ لم يمس ذكره الماء اهـ وفيه ايضا (ص ۱۲۷ ج ۵) عن مولى عمر يسار بن نمير قال كان عمر اذا بال قال ناولنى شيئا استنجى به فاناوله العود والحجر او يأتى حائطا يتمسح او يمسه الارض ولم يكن يغسله رواه النسائى اهـ ونقله فى رسائل الاركان (ص ۵۰) وقال قال البيهقى هذا اصح ما فى الباب كذا نقل الشيخ عبد الحق اهـ قلت هذا الاثر لم اقف على اسانيده مفصلة ولكن لا اقل من ان تكون ضعافا فيحصل به الاعتضاد وقوله اصح لا يدل على كونه صحيحا او حسنا كما لا يخفى على اهل الفن۔

تلت صححه ابن خزيمة وغيره كذا فى فتح البارى (ص ۲۸۹ ج ا) مؤلف ۱۲

(**فائدة**) عن عيسى بن يزداد عن ابيه قال قال رسول الله صلعم اذا بال احدكم فلينتر ذكره ثلثا قال زمعة مرة فان ذلك يجزى قلت رواه ابن ماجه خلا قوله فان ذلك يجزى عنه رواه احمد وفيه عيسى بن يزداد (الراوى) ۱۲ منه تكلم فيه انه مجهول وذكره ابن حبان فى الثقات كذا فى مجمع الزوائد (ص ۴۸ ج ا) وفى العزيزى ذكره

**تفسیر** دلالت مدعا پر ظاہر ہے اور اس حدیث سے چھوٹے استنجے میں بھی ڈھیلا لینا ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب پانی نہ لیا اور پیشاب کا مقام بھی نجس ہو چکا تھا جس کا پاک کرنا واجب تھا تو ظاہر ہے کہ کلوخ ہی سے پاک کیا گیا پس مطلوب ثابت ہوگیا اور طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے جیسا کہ مجمع الزوائد میں ہے کہ حضرت عمر رض نے پیشاب کیا تو اپنے ذکر کو مٹی سے پونچھ دیا پھر (راوی کہتے ہیں کہ) ہماری طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اسیطرح ہم تعلیم دیئے گئے ہیں اھ

سلہ ج ا ص ۸۸ مؤلف -

۵۲ فی رسائل الارکان یفہم منہ جواز الاستنجار بالعود ولعلہ یکون بعض الاعواد بحیث یکون جذبا بالماء ۱۲ منہ

باب داہنے ہاتھ سے اور لید اور ہڈیوں سے استنجا کرنے کے ممانعت کے بیان میں حضرت سلمان فارسی رض سے روایت ہو کہ (ان سے) مشرکوں نے (بطریق استہزا کے) کہا کہ ہم تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ صلعم) کو دیکھتے ہیں کہ وہ تم کو تعلیم دیتے ہیں حتی کہ وہ تم کو پاخانہ پھرنے کا طریقہ (بھی) سکھلاتے ہیں انھوں نے کہا ہاں بیشک آپ ہم کو منع فرماتے ہیں اس سے کہ ہم میں کا کوئی اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا کرے یا ہم قبلہ رو ہوں (بول و براز کرتے وقت) اور آپ ہم کو منع فرماتے ہیں لید اور ہڈیوں سے (استنجا کرنے سے) اور فرمایا کہ کوئی تم میں سے تین ڈھیلوں سے کم سے استنجا نہ کرے اسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور مسلم نے (بھی) اسکی مثل حدیث روایت کی ہے ... فرمایا کہ تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا نہ کرے سو تین کا عدد مستحب ہے نہ واجب کیونکہ باب آئندہ میں عدد طاق ڈھیلے لینا مستحب فرمایا گیا ہے پس یہاں بھی استحباب ہی مراد ہوگا تاکہ احادیث متعارض نہ ہوں عبد اللہ بن ابی قتادہ رض اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنا خاص بدن داہنے ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ پانی میں سانس لے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے۔

باب استنجا میں عدد طاق کی رعایت کا مستحب ہونا اور عدد معین کا مکروہ نہ ہونا حضرت ابو ہریرہ رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم ...

## باب

عن سلمان رض قال قال المشركون انا نرى صاحبكم يعلمكم حتى يعلمكم الخراءة قال اجل انه لينهانا ان يستنجي احدنا بيمينه او نستقبل القبلة وينهانا عن الروث والعظام وقال لا يستنجي احدكم بدون ثلثة احجار رواه الدارقطني[1] وقال صحيح وروى مسلم نحوه[5]

عن عبد الله بن ابي قتادة عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا بال احدكم فلا ياخذن ذكره بيمينه ولا يستنجي بيمينه ولا يتنفس في الاناء رواه البخاري[2]

## باب

عن ابي هريرة عن النبي صلے الله عليه وسلم من استجمر فليوتر من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج مختصر رواه ابو داؤد[3] وسكت عنه ورواه ايضا ابن ماجه واخرجه احمد في مسنده والبيهقي في سننه وابن حبان في صحيحه (زيلعي[4])

بلفظ فليتنثر ذكره ثلث نترات وعزاه الى الامام احمد ومراسيل ابي داود وقال قال الشيخ حديث صحيح وقال ايضا اي يجذبه بقوة ندبا فلو تركه واستنجى عقب الانقطاع اجزاه اھ ثم رايت في مجمع الزوائد (ج ا ص ۸۶) عن عمر رض بن الخطاب انه بال فمسح ذكره بالتراب ثم التفت الينا فقال هكذا علمنا رواه الطبراني في الاوسط وفيه روح بن جناح وهو ضعيف اھ قلت هو مختلف فيه ووثقه دحيم كما في تهذيب التهذيب (ص ۲۱۲ ج ۳) وميزان الاعتدال (ج ا ص ۳۴۴) فسلم الاثر من الجرح فانه للاستحباب كما ياتي عن قريب في باب استحباب الايتار في الاستنجا وعدم كراهة الزوج فيه واما النجاسة اذا تجاوزت مخرجها فحكمها قد مر مع الدليل في الباب الذي قبل هذا الباب۔

باب النهي عن الاستنجاء باليمين والروث والعظام قال المؤلف دلالة احاديث الباب على الباب ظاهرة ودل حديث البخاري على ان الطعام ومثله في الحرمة لا يستنجى به واما ان الروث لا يطهر الموضع اصلا فظاهر ان المدار لما كان على زوال النجاسة وقد زالت النجاسة به بشاهدة نحكم بالتطهير لا محالة فما اخرجه الدارقطني مرفوعا وقال اسناده صحيح (ج ا ص ۲۱) نهى ان يستنجى بروث او عظم وقال انهما لا يطهران اھ محمول (سیاتی ص ۱۲)

[1] ج ا ص ۵۵ مؤلف [2] ج ا ص ۲۰ مؤلف [3] ص ۱۳ ج ا مؤلف [4] ج ا ص ۱۴ مؤلف [5] ص ۱۳۰ ج ا مؤلف

باب اس بیان میں کہ بیت الخلاء میں جانیوالا جاتے وقت اور نکلتے وقت کیا پڑھے حضرت انس رض سے مرفوعًا روایت ہے کہ جب تم بیت الخلاء میں داخل ہو تو (اندر جانے سے پہلے یہ) پڑھ لیا کرو بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اسکو عمری نے عمل یوم ولیلہ میں روایت کیا ہے اور تصحیح کی ہے ایسا ہی ہے کنز العمال میں اور اس کو فتح الباری میں ذکر کر کے کہا ہے کہ اسکی اسناد مسلم کی شرط پر ہے حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو غفرانک پڑھتے اسکو بجز نسائی کے پانچوں نے روایت کیا ہے اور حاکم اور ابو حاتم نے تصحیح کی ہے (اور) بدر منیر میں کہا ہے کہ اس کو دارمی نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے تصحیح کی ہے ایسا ہی ہے نیل الاوطار میں (اور کبھی اسکو پڑھ لے اور کبھی اس کو جو آخر حدیث میں ہے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاوے) حضرت علی رض سے مرفوعًا روایت ہے کہ جنوں کی آنکھوں اور بنی آدم کے ستر کے درمیان کا پردہ بسم اللہ کہنا ہے جبکہ ان (بنی آدم) میں کا کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو اسکو امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح روایت کیا ہے عزیزی (یعنی جو شخص بسم اللہ کہکر پاخانہ میں جاویگا تو جن اسکے ستر کو نہ دیکھ سکینگے ورنہ دیکھینگے لہذا بسم اللہ ضرور پڑھنا چاہیئے تاکہ اس بیحیائی کا ارتکاب نہو کہ جنوں کو اپنا ستر دکھلاوے واضح ہو کہ بسم اللہ کے ساتھ وہ دعا بھی ملا لینا چاہیئے جو پہلی حدیث میں گذری ہے) حضرت انس رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ

# باب

عن انس رض مرفوعًا اذا دخلتم الغائط فقولوا بسم الله اعوذ بالله من الخبث والخبائث رواه العمری فی عمل یوم ولیلة وصحح کذا فی کنز العمال وذکره فی فتح الباری بلفظ الخلاء ثم قال اسناده علی شرط مسلم اه عن عائشة رض قالت کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا خرج من الخلاء قال غفرانك رواه الخمسة الا النسائی وصححه الحاکم وابو حاتم قال فی البدر المنیر ورواه الدارمی وصححه ابن خزیمة وابن حبان کذا فی نیل الاوطار عن علی رض مرفوعا ستر ما بین اعین الجن وعورات بنی آدم اذا دخل احدهم الخلاء ان یقول بسم الله رواه الامام احمد والترمذی وابن ماجه باسناد صحیح (العزیزی) عن انس رض قال کان النبی صلی الله علیه وآله وسلم اذا خرج من الخلاء قال الحمد لله الذی اذهب عنی الاذی وعافانی رواه ابن ماجه ورواه النسائی عن ابی ذر رض مرفوعا کما ذکره فی الجامع الصغیر ورمز لصحته

علی نفی الطهارة المطلوبة الحاصلة بها من کون الآلة طاهرة افاده الشیخ وحدیث البخاری الذی اشار الیه الشیخ هو ما ذکره فی النیل (ص ۹۵ ج ۱) عن ابی هریرة رض انه کان یحمل مع النبی صلی الله علیه وسلم اداوة لوضوئه وحاجته فبینما هو یتبعه بها قال من هذا فقال انا ابو هریرة قال ابغنی احجارا استنفض بها ولا تأتنی بعظم ولا بروثة فاتیته باحجار احملها فی طرف ثوبی حتی وضعت الی جنبه ثم انصرفت حتی اذا فرغ مشیت فقلت ما بال العظم والروثة قال هما من طعام الجن وانه اتانی وفد جن نصیبین ونعم الجن فسالونی الزاد فدعوت الله لهم ان لا یمروا بعظم ولا بروثة الا وجدوا علیها طعاما

**باب** استحباب الایتار فی الاستنجاء وعدم کراهة الزوج فیه قوله عن ابی هریرة الخ قال المؤلف دلالته علی استحباب ایتار حجارة الاستنجاء ظاهرة وکذا دلالته علی عدم کراهة الزوج فی الحجارة قال الشیخ وغالب استعمال الاستجمار فی الاستنجاء فما یراد غیره الا بدلیل اه وفی تابع الآثار النهی عن الاستنجاء باقل من ثلاثة احجار تنزیه وکذا الامر بالثلاثة ندب

**باب** ما یقول المتخلی عند دخوله وخروجه قال المؤلف دلالة احادیث الباب علیه ظاهرة

وقد تمت ابواب الطهارة بحمد الله العلی الاعلی الوهاب

(البشری) رأیت فی المنام رسول الله صلی الله علیه وسلم زمن تالیف هذه الابواب متوجها الی حیث کان یجیء الی ثم یذهب وفعل ذلک غیر مرة فارجو بان هذا الکتاب محبوب عنده ومقبول عند ربه تعالی ولعل الله عز وجل ینفع به الطالبین

اللهم اجعله خالصا لوجهک الکریم آمین تم
کتبه بقلمه محمود خان بریلوی

# فهرس الجزء الاول من اعلاء السنن

# تصحیح اغلاط الجزء الاول من احیاء السنن

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ٨ | ٨ | يسحوا الى | يسحا على |
| 〃 | ٩ | مارواه الامام | مارواه الامام |
| ١٣ | ١١ | بسہامہما | بسہامہا |
| ١٣ | ١٩ | ص١٣ وقال | ص١٣١) وقال |
| ١٤ | حاشیہ تحتانی ٢ | ص ٧١ | ص ٧٢ |
| ١٨ | ٦ | فتمضض | فتمضمض |
| 〃 | 〃 | واستثر | واستنثر |
| ٢٠ | ١٣ | فيهما | فيها |
| ٢١ | ١٠ | ابن جريح | ابن جريج |
| 〃 | ١١ | جريح الذى | جريج الذى |
| 〃 | حاشیہ تحتانی ٢ | ص ١١ | ص ١٣ |
| ٢٥ | 〃 〃 | ٢٢١ | ١٢١ |
| ٢٩ | ٦ | من طريق | من طرق |
| ٣٣ | ختم حاشیہ فوقانی | اسيطرح | اسطرح |
| ٣٧ | ١٣ | فقرينته | فقرينته |
| ٣٩ | ٢١ | ذالك | ذلك |
| ٤٢ | ١٨ | الشافى | الشافعى |
| 〃 | ٢٠ | غسل الرحل | غسل الرجل |
| 〃 | ٢١ | العارف الشعرانى | العارف الشعرانى |
| ٤٤ | حاشیہ فوقانی ٢ | حكم بابن الحكم | مجاهد وحكم بابن الحكم |
| ٤٥ | ١٢ | توضوء | بوضوء |
| ٤٦ | حاشیہ فوقانی سطر ٣ | اثار كيونكہ | اثار) كيونكہ |
| ٤٨ | ١٣ | نواقض الوضو | نواقض الوضوء |
| ٤٩ | ١١ | باب الوضو | باب الوضوء |
| ٥٧ | حاشیہ تحتانی | ص ٣٦ ج | ص ٣٦ ج ١ |
| ٥٨ | ١٦ | صلعيفه | ضعيفة |
| ٦٠ | ٧ | رواية | روايته |
| ٦٢ | ١٤ | فى لفظه | فى لفظ له |
| ٦٦ | ١٨ | جبير الامة | حبر الامة |
| ٦٨ | ٩ | فشكل وجهه | فتشكل وجهه |
| ٧٠ | حاشیہ تحتانی | ص ٩ | ص ٣٩ |
| ٧١ | ١١ | سالمت | سالت |
| ٧٤ | حاشیہ تحتانی سطر ١٣ | كثير خبارها | كثر خبارها |
| ٧٧ | ٩ | مس | مس الختان |
| ٨٠ | ١٢ | رشدين سعد | رشدين بن سعد |
| ٨٢ | ١٠ | ص ٢٢) | ص ٢٢٢) |
| ٨٤ | ٨ | الرشاسة | الرشاشة |
| 〃 | ٩ | (ج ٣ | (ج ٢ |
| ٨٩ | حاشیہ فوقانی بین الجدول | جس میں غسل کا | جس میں خلوت میں غسل کا |
| ٩٥ | ٢٠ | قوداكون | قوواكون |
| ٩٨ | ٩ | خباحيه | جناحيه |
| ٩٩ | ١٦ | الادله ان | الادلة ان |
| ١٠٠ | ١٨ | حكيم | تكيم |
| ١١٠ | حاشیہ تحتانی | ٥٥ ص ٨٣ | ٥٤ ص ٨٣ |
| ١١١ | ٢٠ | ابو يوسف | ابو يوسف |
| ١١٣ | ٣ | فى حديث طويل | × |
| 〃 | ٤ | الحديث | × |
| ١١٤ | ٤ | لى كتابه | فى كتابه |
| 〃 | ١٦ | ليس صواب | ليس بصواب |
| ١١٥ | ٧ | مرفوع صحيح | مسند صحيح |
| ١١٦ | ١٥ | ج ١ عن | ج ١) عن |
| ١٢٣ | ١٦ | كذا الا نعد | كنا لا نعد |
| ١٢٩ | باب برحاشیہ | لا تلى التي الصوم | لا تصلى ولا تقضى الصوم |
| 〃 | حاشیہ تحتانی | لوہم | توہم |
| ١٤٠ | ١٢ | باب بايباح | باب ما يباح |
| ١٤٣ | ١٤ | الاطراف | الاطراف |
| ١٤٦ | حاشیہ تحتانی ٢ | تشبيه | التشبيه |
| ١٥٥ | ٦ | ابوداؤد | ابو داؤد |

# خاتمۃ الطبع

بعد حمد و صلوٰۃ احقر ناظم نظام الحدیث بدعا گار ہے کہ حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کتاب احیاء السنن حصہ اول جو کتاب الطہارۃ کے متعلق مسائل فرعیہ میں احادیث مؤیدہ حنفیہ کو مشتمل ہے طبع ہو گیا اور امید ہے کہ جس طرح اسمیں تعصب کو چھوڑ کر محض انصاف سے کام لیا گیا ہے اسی طرح انشاء اللہ ناظرین باتمکین بھی اسکو نظر انصاف ہی سے ملاحظہ فرماوینگے منصف مزاج کے لیے کافی سرمایہ ہے اس کتاب میں امور ذیل ملحوظ رکھے گئے ہیں۔

(۱) مقصود اس کتاب کا یہ ہے کہ مسائل فرعیہ میں جو احادیث مؤیدۂ حنفیہ وارد ہیں اُن کا حتی المقدور استیعاب کیا جاوے اور مخالفین کے ادلہ کا بطریق انصاف جواب دیا جاوے نہ کہ اُن کے مذہب کا ابطال کیا جاوے کیونکہ جو شخص بطریق سلف ادلہ شرعیہ پر عامل ہے خواہ حنفی ہو یا شافعی کوئی مسلمان اُس کے مذہب کو باطل نہیں کہہ سکتا۔

(۲) اسناد احادیث سے جہانتک اپنے علم کی رسائی ہو سکی پوری گفتگو کیگئی ہے غیر معروف احادیث بالکلیہ ترک کردی گئیں۔

(۳) اسناد اور تحقیق مسائل فقہ میں محدثین و فقہا کے قواعد ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ خود اجتہاد نہیں کیا گیا۔ کہ ہم لوگ اسکے اہل نہیں۔

(۴) کتاب کے چند حصے کر دئے گئے ہیں تاکہ خریداروں کو سہولت ہو۔

(۵) اول متن میں احادیث بطرز صحیح مسلم نقل کی گئی ہیں پھر زیر متن ایک حاشیہ ہے جسمیں پہلے اسناد حدیث سے بحث کیجاتی ہے اور پھر تقریر حدیث بیان کیجاتی ہے پھر ادلہ مخالفین کا جواب دیا جاتا ہے اور مواضع حاجت میں فقہ کی عبارت بھی نقل کردیجاتی ہے اور ایک دوسرا حاشیہ ہے جسمیں بالالتزام صفحات کتب منقول عنہا کے لکھے جاتے ہیں اور کہیں کہیں بعض فوائد بھی لکھے جاتے ہیں۔

(۶) بعض احادیث کا مع توضیح ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے جسکا نام اطفاء الفاتن ہے چونکہ استدلال کی تقریر اہل علم کی ساتھ مخصوص تھی اسلئے اسکے ترجمہ کی حاجت نہیں سمجھی گئی۔

(۷) اختلاف فقہی میں اپنے نزدیک اوفق للحدیث اور ارجح قول کو اختیار کیا ہے اور بعض موقعوں پر اختلاف اقوال فقہیہ میں بھی توفیق کردی گئی ہے۔

پوری کتاب کے کئی حصے ہونگے جنمیں سے سات حصے تالیف ہو چکے ہیں باقی زیر تالیف ہیں اور حصہ ثانی کی کاپی بھی لکھنا شروع ہو گئی ہے اور انشاء اللہ وہ بھی حتی الامکان جلدی ہی چھپوا کر شائع کیا جاویگا چونکہ نظام الحدیث کا مقصود ہی صرف دینی کتب کو شائع کرنا ہے اسلئے ہر کتاب کی لاگت پر بہت ہی کم نفع لگا کر قیمت رکھی جاوے گی جیسا کہ خود اس حصہ اول کی قیمت سے اندازہ ہو سکتا ہے اور انشاء اللہ احیاء السنن کے دیگر حصص بھی اور دوسری دینی ضروری جدید کتب بھی بہت جلد جلد شائع کریگی امید ہے کہ جدید تصانیف کے شائق اپنے اسم گرامی و پتہ سے ذیل کے پتہ پر مطلع فرماوینگے تاکہ وقتاً فوقتاً انکی خدمت میں کتب دینیہ تازہ بتازہ تو بتو پہنچتی رہیں۔ علاوہ جدید کتب کے دیگر تصانیف علماء دیوبند و تھانہ بھون و سہارنپور وغیرہ کی بھی موجود ہیں حضرات تاجرین خط و کتابت سے معاملہ طے فرما سکتے ہیں انشاء اللہ بہت کم نفع سے مال دیا جاویگا والسلام قیمت حصہ اول احیاء السنن جو (۱۶۴) صفحہ پر ختم ہے صرف (عہ) احقر سید علی عفی عنہ ناظم نظام الحدیث تھانہ بھون ضلع مظفرنگر